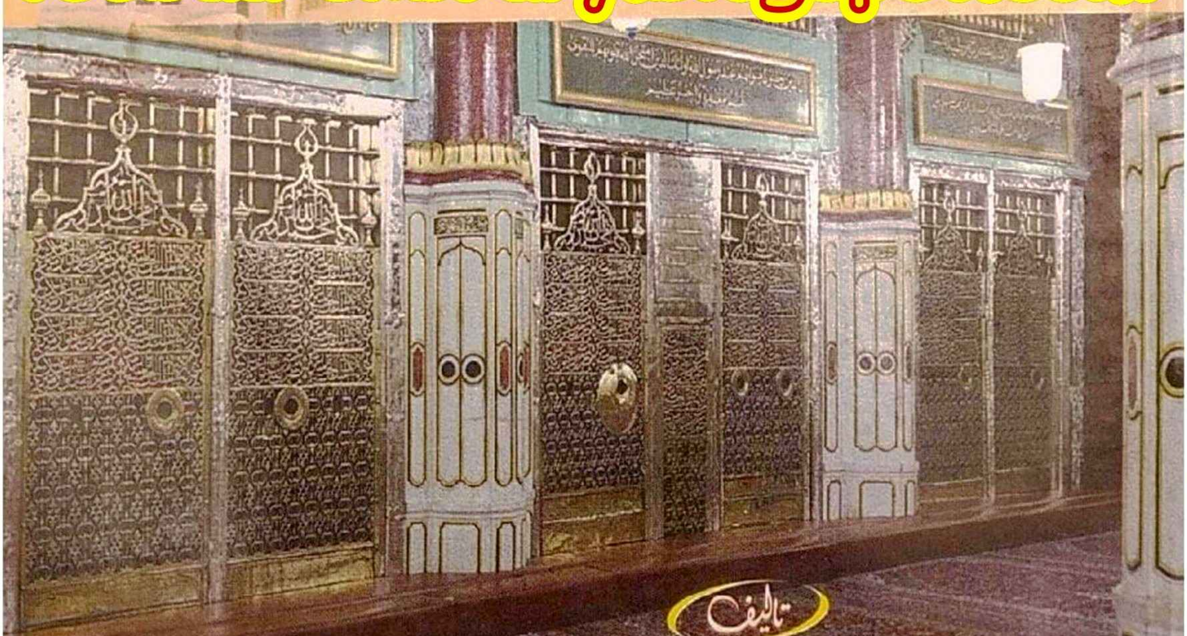
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتیں

یعنی

ماں کے گود سے قبر تک کی سنتیں

جلد اول



تالیف

حضرت مولانا مفتی محمد اکرام الدین صاحب پاتوڑدوی

استاذ دار العلوم اشرفیہ، راندیر، سورت

تیسرا ایڈیشن

لقد کا ن لکم فی رسول اللہ اسو ۃ حسنۃ (القران)

من تمسک بسنتی عند فسا د امتی فلہ اجر ماء ۃ شہید (الحدیث)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتیں

یعنی

ماں کی گود سے (جنت کے باغ) تک کی سنتیں

(جلد اول)

﴿تالیف﴾

حضرت مولانا مفتی محمد اکرام الدین (صاحب) پاتورڈوی ثم راندیری

استاذ الحدیث دار العلوم اشرفیہ راندیر، سورت (گجرات) انڈیا

خلیفہ، مجاز حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

﴿ناشر﴾

مکتبہ فیض فقیہ الامت

دہلہ اسٹریٹ، اشرفیہ اپارٹمنٹ، بلاک نمبر۲، راندیر سورت (گجرات) انڈیا

موبائل نمبر : 09898525130, 09898378997

تیسرا ایڈیشن

کتاب کا نام : رسول اللہ ﷺ کی پیاری سنتیں جلد اول

مؤلف کا نام: حضرت مولانا مفتی محمد اکرام الدین (صاحب) پاتوڑوی ثم راندیری
استاذ الحدیث دار العلوم اشرفیہ راندیر، سورت (گجرات) انڈیا
خلیفہ، مجاز حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ

اشاعت اول : ۱۴۲۵ھ م ۲۰۰۴ء ، **اشاعت ثانی** : ۱۴۲۷ھ م ۲۰۰۶ء

اشاعت ثالث : ۱۴۲۹ھ م ۲۰۰۸ء ، **اشاعت رابع**: ۱۴۳۵ھ م ۲۰۱۴ء

تیسرا ایڈیشن : ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۰۲۱ء

تعداد کتب : **ایک ہزار (۱۰۰۰)** **قیمت**: ۱۶۰

ناشر : مکتبہ فیض فقیہ الامت راندیر، سورت (گجرات) انڈیا۔

کمپیوٹر سیٹنگ : مولانا محمد اسحاق خان اشرفی، ناندورہ، ضلع بلڈانہ، مہاراشٹر۔

ملنے کے پتے

☆...... مکتبہ فیض فقیہ الامت راندیر سورت (گجرات) انڈیا۔

☆...... مکتبہ صدیق مفتی ابوبکر ڈابھیل سملک (گجرات) انڈیا۔

☆...... دار الکتاب دیوبند (یوپی) ☆...... مکتبہ فقیہ الامت دیوبند (یوپی) انڈیا۔

☆...... مولانا طلحہ صاحب مکتبہ یحیویہ سہارنپور (یوپی) انڈیا۔

☆...... ڈاکٹر علامہ اقبال بکڈپو۔ ولی چوک ملکاپور، ضلع بلڈانہ (مہاراشٹر) انڈیا۔

انتساب

بسم الله اللّٰهم یامفتح الابواب یافَتّاحُ افتح لنا ابواب الخیر والعنایات

بندہ اپنی اس حقیر کوشش کو حبیب کبریا
محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین سید المرسلین
شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الف الف مرۃ کے نام منسوب کرتا ہے

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیۂ عشق ومحبت وعقیدت
اللّٰهم صلی علی محمد وعلیٰ اٰلِ محمد واصحابه
وبارك وسلم بعدد کل ذرةٍ
کاش قبول ہو جائے۔
محمد اکرام الدین

فہرست ﴿جلد اول﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

از:- حضرت اقدس محی السنہ وقامع البدعہ

مولانا ابرارالحق صاحب (ہردوئی) دامت برکاتہم وادام اللہ فیوضھم علینا۔آمین

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم:- امابعد

محترم مولانا محمد اکرام الدین صاحب زید فضلہ نے سرورِدوعالم ﴿ﷺ﴾ کی سنتوں پر مشتمل ایک مجموعہ بنام رسول خدا﴿ﷺ﴾ کی پیاری ادائیں ترتیب دیا ہے۔حضرت مولانا یعقوب اشرف راندیری مدظلہ کے ذریعہ کتاب پیش ہوئی،احقر کو جگہ جگہ سے دیکھنے کی توفیق ملی ماشاء اللہ پسند آئی،سب ہی مسلمانوں کو سنتوں کی کامل تابعداری ضروری ہے،اسی میں کامل نجات وکامیابی مضمر ہے،اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ امت مسلمہ کو اس مجموعہ سے فائدہ اٹھانے کی توفیق ہو،اور بارگاہ الٰہی میں یہ مجموعہ قبول ہو،آمین

نوٹ:- سرورق کتاب کے نام میں بھی (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا جانا چاہیئے

والسلام

ابرارالحق

مقیم حال: سہاگ پیلس ممبئی

۱۷/ جمادی الآخر ۱۴۲۵ھ

مطابق ۴/ اگست ۲۰۰۴ء

تقریظ

محدّث کبیر فخرِ ہند محققِ زمان

حضرت مفتی سعید احمد پالن پوری صاحب دامت برکاتہم

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند یوپی

جناب مولانا مفتی اکرام الدین صاحب (استاذ دار العلوم اشرفیہ راندیر) کی کتاب ''رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری ادائیں'' مختلف جگہ سے پڑھی، ماشاء اللہ مفید کتاب ہے، البتہ ''سنت'' کا اطلاق ''مستحبات'' پر بھی کیا گیا ہے، قارئین اس کا خیال رکھیں۔ سنت ایک فقہی اصطلاح ہے اور احکام شرعیہ کا ایک خاص درجہ ہے۔ جس کا مقام واجب اور مستحب کے درمیان ہے۔

کتاب میں بہت ضروری باتیں سلیقہ سے جمع کی گئی ہیں۔ ایک مسلمان اس سے خوب متمتع ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبولیت سے نوازیں۔ اور مسلمانوں کو اس سے فیض یاب فرمائیں (آمین)

کتبہ

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

خادم دارالعلوم دیوبند

۱۴/شعبان ۱۴۲۵ھ

دعائیہ جملے

مبلّغ اعظم عارف باللہ قطب وقت
حضرت مولانا ابراہیم دیولا صاحب دامت برکاتہم
محدث مقیم بنگلہ والی مسجد نظام الدین دہلی مرکز

باسمہٖ تعالیٰ

مکرم ومحترم مفتی اکرام الدین صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکا گرامی نامہ کل موصول ہوگیا۔ یاد فرمائی کا شکریہ! حق تعالیٰ آپ کی مساعی کو قبول فرمائے۔ اس سے پہلے جناب کی تالیف (رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری ادائیں) بھی موصول ہوئی اور پڑھی۔ جزاکم اللہ خیراً۔ حق تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرماوے اور امت کیلئے باعث رشد وہدایت بنائے۔ اور حصہ دوم کی تکمیل کو آسان فرمائے۔ بندہ دعا کرتا ہے۔ اور آپ سے دعاؤں کی درخواست کرتا ہے.

فقط والسلام۔

بندہ ابراہیم دیولا ضلع بھروچ

جمعرات ۸/شوال ۲۶ھ

۱۰/نومبر ۰۵ء

اہم تحریر

مبلّغ اسلام عارف باللہ حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب دامت برکاتہم

مقیم بنگلہ والی مسجد نظام الدین دہلی مرکز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم ومحترم مفتی اکرام الدین صاحب زید مجدکم

ان ھذا الخیر خزائن وللخزائن مفاتیح

فطوبیٰ لعبد جعلہ اللہ مفتاحاً للخیر

انسانی صلاحیتوں کے استعمال کے نتیجے میں دنیا میں خیر وشر کا وجود ہے یہ بڑی خوشی وخوش نصیبی کی بات ہے کہ مولانا مفتی محمد اکرام الدین صاحب کی صلاحیتوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لگائے باغ کی سینچائی ہورہی ہے حق تعالیٰ شانہ شرفِ قبولیت بخشے آمین

احمد لاٹ

نزیل سورت نشاط سوسائٹی

۲۱/ ذی قعدیٰ ۱۴۲۶ھ　۲۴ ڈسمبر ۲۰۰۵ء

بروز سنیچر۔ بعد مغرب

دعائیہ جملے

حضرت اقدس مولانا حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ ومجاز حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحبؒ

بندہ نے حضرت حکیم اختر صاحب کی خدمت میں ''کتاب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری ادائیں'' کے دو نسخے بطور ھدیہ پہنچائے ۔پھر بندہ نے بذریعۂ فون حضرت حکیم صاحب سے کتاب پر تقریظی جملے لکھنے کی درخواست کی تو حکیم صاحب نے جواب میں فرمایا کہ بندہ بیمار ہے اور لکھنے پڑھنے سے معذور ہو گیا ہے۔ پھر احقر نے دعاء کی درخواست کی تو حضرت والا نے بہت دعائیں دی کہ اللہ اس کتاب کو قبول فرمائے اور آپ کے علم میں عمل میں برکت عطا فرمائے اور آپ سے خوب دینی کام لے۔ پھر پوچھا کہ کیا ہمارے حضرت (یعنی مولانا ابرار الحق صاحبؒ) نے اس پر کچھ لکھا ہے؟ تو بندہ نے جواب میں کہا کہ حضرتؒ نے بمبئی کے سفر میں تقریظ عنایت فرمائی تھی۔ تو حضرت حکیم صاحب نے فرمایا کہ پھر تو ہماری تقریظ کی کوئی ضرورت نہیں ہے حضرت ہی کی تقریظ کافی وافی ہے آپ کے ساتھ ہماری دعائیں ہیں.

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

تقریظ

حضرت اقدس عارف باللہ قطبِ وقت شیخ المشائخ

مولانا قمر الزماں صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ ومجاز حضرت اقدس شاہ احمد پرتاب گڑھی صاحبؒ

پیش نظر کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری ادائیں، جو مفتی محمد اکرام الدین صاحب نے تالیف کیا ہے۔ اور ہم سے کچھ لکھنے خواہش مند ہوئے۔ حقیر اپنی گوناگوں مشغولیات کی بناء پر اس کتاب کو بالاستیعاب تو نہ دیکھ سکا، البتہ اس کے مضامین کو جستہ جستہ پڑھنے کا موقع ملا۔ اور فہرست پر نظر ڈالی جس سے اندازہ ہوا کہ مؤلف موصوف نے ماشاء اللہ نہایت محنت سے ایسے سنن واحکام اور آداب وفضائل عربی واردو کے مستند ومعتبر مآخذ سے جمع کر دیا ہے، جن کا تعلق عبادت نماز، روزہ، حج، معاشرت، نکاح، ولادت، سلام کلام، ملاقات سے ہے۔

بچوں کی اسلامی تربیت اور مسلمان کی عملی زندگی میں سنن وآداب کی اہمیت کا کون انکار کرسکتا ہے۔ اور اس دور میں اس کی طرف توجہ جس قدر ضروری ہے اتنا ہی لوگ اس سے دور ہوئے جارہے ہیں

اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کو جزاء خیر دے کہ انہوں نے نہایت جامعیت کے ساتھ کتابوں کے معتبر ذخیرہ سے سنن نبوی کی روشنی میں مفید وضروری باتیں اخذ کر کے ایک گلدستہ حیات تیار کر دیا ہے۔ اٹھنے بیٹھنے کے آداب وسنتیں نیز ہر موقعہ کی مسنون دعائیں بھی لکھ دی ہیں

اس حقیر نے بچوں کی اسلامی تربیت کے موضوع پر ایک کتاب (تربیت اولاد کا اسلامی نظام) اور دوسری کتاب ''گلدستۂ اذکار'' تالیف کیا ہے۔ اس بات سے مزید خوشی حاصل ہوئی

کہ مؤلف موصوف نے اول الذکر کتاب (یعنی تربیت اولاد کا اسلامی نظام) سے بھی استفادہ کیا ہے اور بعض جگہ اس کے حوالہ سے باتیں نقل کی ہیں۔فجزاھم اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء.

محمد قمر الزماں الہ آبادی

تقریظ

حضرت اقدس عارف باللہ قطب زمان

مولانا ابراہیم صاحب پانڈور دامت برکاتہم

خلیفہ ومجاز شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا شیخ زکریا صاحبؒ

وخادمِ خاص وخلیفۂ مجاز حضرت اقدس مفتی اعظم ہند مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ

باسمه سبحانه وتعالیٰ

الحمدلله کفی وسلامٌ علی عباده الذین اصطفیٰ

سنت کا اتباع، خدا تعالیٰ تک پہونچنے کا قریب ترین راستہ ہے حق تعالیٰ شانہ نے اپنی محبت کو اپنے حبیب ﷺ کے اتباع میں مضمر قرار دیا، قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی (الآیہ) آنحضرت ﷺ نے اتباعِ سنت پر جنت میں اپنی معیت کی بشارت سنائی، آج امت مسلمہ سنت سے دوری اختیار کر کے غیروں کی نقالی کو پسند کر رہی ہے، یہی چیز امت کے انحطاط کا بڑا سبب ہے پس ضرورت اِس بات کی ہے امت کو آنحضرت ﷺ کی سنتوں سے روشناس کرایا جائے اور لوگوں کو راہِ سنت پر لانے کی ہر ممکن جدو جہد کی جائے، اسی مقصد سے محترم مولانا اکرام صاحب مدظلہ نے زیرِنظر رسالہ میں مختلف شعبہائے زندگی سے متعلق کتب حدیث وفقہ کے حوالہ سے سنتوں کو یکجا جمع کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی اِس علمی کاوش کو قبول فرمائے اور امت کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے. آمین

ابراہیم غفرلہ

۲۴/۹/۳۰ ھجری

تقریظ

شیخ المشائخ محبوب العلماء والصلحاء فقیہ العصر جامع الشریعت والطریقت عارف باللہ مفتی اعظم گجرات استاذی المکرّم حضرت اقدس مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک

وخلیفۂ اجل مفتی اعظم ہند حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

شریعت مطہرہ کی ہدایات انسانی زندگی کے تمام شعبوں اور تمام مراحل کوشامل اورمحیط ہیں نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکات ایک مسلمان کے لئے زندگی کے ہرمرحلہ میں نمونہ اوراسوہ ہے انسانی زندگی سے تعلق رکھنے والی حضور اکرم ﷺ کی سنتوں کومختلف حیثیتوں اورطریقوں سے جمع کرنے کا اہتمام حضرات علماء اور مصنفین قدیم زمانہ سے کرتے چلے آئے ہیں، محبّ مکرم حضرت مولانا مفتی اکرام الدین صاحب زیدمجدھم نے بھی اردوداں طبقہ کے افادہ کے لئے اس نوع کی ایک سعی جمیل اوراہتمام کیا اورسنت کے شیدائیوں کی لئے ایک جامع مجموعہ سنن نبوی کا تیارفرمایاان کی اس تصنیف کے چند اوراق اوراجمالی فہرست احقر کی نظرسے بھی گذری ماشاء اللہ مؤلف محترم نے مختلف سنتوں کا احاطہ کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کومستفیدین اورتمام اردوداں مسلمانوں کیلئے بارآوراورمفیداورمؤلف محترم کے حق میں صدقۂ جاریہ بنائے آمین یارب العالمین

املأہ : العبداحمد خانپوری

۲۴/ ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ

تقریظ

حضرت حکیم کلیم اللہ ناظم مدرسہ اشرف المدارس ومجلسِ دعوۃ الحق ھردوئی

وخلیفۂ مجاز حضرت اقدس الشاہ مولانا ابرار الحق حقی رحمہ اللہ

تاریخ ۲۳/۲/۱۴۲۷　　مطابق ۲۴/۳/۲۰۰۶

محترم ومعظم مولانا اکرام الدین صاحب زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ مع تحفہ کتاب ملقب بہ ''رسولِ خدا ﷺ کی پیاری ادائیں'' بدست مولانا ایوب سید چھپوری صاحب زید مجدہ موصول ہوا، یاد آوری سے مشکور ہوں۔

احقر نے گذشتہ سال اس کتاب کا مطالعہ کافی کیا بحمد اللہ نافع مضامین پائے، امت مسلمہ کو ایسی کتاب کی ضرورت تھی آپ نے یہ کام انجام دیکر سعادت اخروی حاصل کرلی، یہ ناکارہ دل سے دعا کرتا ہے کہ آپ کی سعی بلیغ کو اللہ تبارک وتعالیٰ قبول فرمائے نیز امت محمدیہ علیہ الصلاۃ والسلام کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق عطا فرمائے.

والسلام

طالب دعا

محمد کلیم اللہ عفی عنہ

خط

یہ حضرت اقدس مولانا قمر الزماں صاحب دامت برکاتہم کا خط ہے۔
جوانہوں نے مولانا سراج الدین صاحب استاذ دارالعلوم کنتھاریہ کولکھا۔
اس خط میں کتابِ ہٰذا کی افادیت کے متعلق کلمات ہیں۔

باسمہ تعالی

عزیزم مولوی سراج الدین صاحب سلمہ (بھادی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔کتاب ''مجموعہ سنن واذکار مسنونہ'' موسوم بہا (یعنی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری ادائیں) جگہ جگہ سے دیکھا الحمدللہ مفید کتاب ہے۔

مؤلف سلمہ نے نہایت محنت وجانفشانی سے لکھا ہے۔اللہ تعالیٰ امت کو قدر کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین۔اور مولانا سلمہ کو جزاء خیر عطا فرمائے۔

آپ دعا کریں اللہ سفر حج سہولت وقبولیت کے ساتھ تام فرمائے۔خاص احباب کوسلام ودعاء کہدیں بچوں کو دعا۔والسلام

محمد قمر الزمان الہ آبادی

ازبمبئی کرلا......۳۰ ذی قعدۃ ۱۴۲۴ھ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب تاؤلوی، دار العلوم دیوبند
خلیفہ ومجاز حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ

باسمہ تعالیٰ

حامداً ومصلیًا

انسان کی فلاح و بہبود اتباع رسالت سے وابستہ ہے، ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

اورآپ کی سنتیں جیسے عبادات سے متعلق ہیں، ایسے ہی معاملات سے بھی متعلق ہیں، اورانسان کی پوری کامیابی اس میں ہے کہ وہ ہر معاملہ سنت کے مطابق کرے۔

کتاب مذکور میں جناب حضرت مولانا مفتی اکرام الدین صاحب مدظلہ العالی خلیفہ ومجاز حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ نے ہر طرح کی سنتیں جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔حق تعالیٰ ان کی اس خدمت کوقبول فرمائیں۔

اورہم سب کواس سے استفادہ کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین،ثم آمین۔

حررہ العبد محمد یوسف التاؤلوی
خادم تدریس دار العلوم دیوبند
۲۴/۱۲/۲۰

تقریظ

حضرت مولانا اسماعیل موٹا صاحب دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ حسینیہ راندیر سورت گجرات

حضرت مولانا مفتی محمد اکرام الدین صاحب مدرس مدرسہ اشرفیہ راندیر نے کتاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری ادائیں تصنیف کی ہے۔ اس کو مختلف جگہوں سے دیکھی۔ معتبر کتابوں سے احادیث جمع فرما کر وقت کے تقاضوں کو پورا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو قبول فرمائے اور عوام کیلئے مفید بنائے.

فقط والسلام

اسماعیل غفرلہٗ

خادم جامعہ حسینیہ راندیر سورت

تقریظ

از: حضرت اقدس مفتی اسماعیل صاحب واڈی والا دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ حسینیہ راندیر سورت گجرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۷/ جمادی الاول ۱۴۲۵ھ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم:

امابعد! جب کوئی شخص دل کی تصدیق کے ساتھ کلمۂ طیبہ لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ پڑھ لیتا ہے تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اس پر ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ اور ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﴿ﷺ﴾ کا اتباع کرے اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر ہمیشہ پوری طرح عمل کرتا رہے۔ ارشاد خداوندی ہے مَاۤ اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ (سورۃ الحشر آیت: ۷) رسول اللہ ﴿ﷺ﴾ جو احکامِ الٰہی تم کو دیں ان کو اختیار کرو اور جس سے تم کو روک دیں اس سے رک جاؤ۔ آنحضرت ﷺ کی ذاتِ مقدس ہدایتِ الٰہی کا عملی نمونہ تھی۔ آپ ﴿ﷺ﴾ زندگی کے ہر شعبہ اور ہر عمل میں انسانیت کیلئے کامل رہنما اور معلّم تھے، ارشادِ الٰہی ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب آیت: ۲۱) یقیناً تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا مدار رسول اللہ ﴿ﷺ﴾ کے اتباع کو قرار دیا ہے اور فرمایا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ (ال عمران آیت: ۳۱) آپ فرمادیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری اتباع کرو۔ لیکن محبت وعداوت اندرونی کیفیت کا نام ہے جو بظاہر دیکھنے میں نہیں آتی اور دل کی کیفیت اللہ کے علاوہ کوئی نہیں

جانتا اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ اسلئے اللہ تعالیٰ نے محبت کے پہچاننے کی کسوٹی بیان فرمائی ۔ جو شخص محبت میں جس قدر مخلص ہوگا اتنا ہی حضور اکرم ﷺ کا اتباع کرے گا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ تحریر فرماتے ہیں ان اطاعة الله والرسول واحد فان اطاعة الله من حيث هو رسول الله هى اطاعة الله لاغير، ومن ثم قال رسول الله ﷺ كُلُّ اُمَّتِیۡ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ اِلَّا مَنۡ اَبیٰ ، قَالُوۡا وَمَنۡ یَأۡبیٰ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ ﷺ۔ قال من اطاعنى دخل الجنة وَمَنۡ عَصَانِیۡ فقد اَبیٰ :

ترجمہ:- بے شک اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ایک ہی چیز ہے کیونکہ رسول ﷺ کی اطاعت اس اعتبار سے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں درحقیقت اللہ ہی کی اطاعت ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا میری پوری امت جنت میں جائے گی سوا اس کے جس نے انکار کیا۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا یارسول اللہ ﷺ انکار کرنے والے کون لوگ ہیں؟ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔ حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ جنت میں داخل ہونا حضور ﷺ کی اطاعت پر موقوف ہے (تفسیر مظہری جلد: ۲)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا من تمسك بسُنتی عند فساد اُمّتی فلهٗ اجرُ مأة شهيد (مشکوٰۃ) آپ ﷺ نے فرمایا جب میری امت میں فساد پھیل جائے اس وقت جو شخص میرے طریقہ کو مضبوطی سے تھامے رہے گا اُسے سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب ملے گا اور ایک سو پر منحصر نہیں بلکہ ایک سو شہیدوں سے بھی زیادہ ثواب کا وعدہ حدیث میں فرمایا گیا۔

حضرت مولانا مفتی اکرام الدین صاحب مدرس مدرسہ اشرفیہ راندیر نے ''رسول خدا ﷺ کی پیاری ادائیں'' نام کی کتاب میں حضور ﷺ کی روزانہ کی کارآمد اور نہایت ضروری

سنتیں معتبر کتابوں کے حوالجات کے ساتھ تیار فرمائی ہے۔ کتاب نہایت ہی مفید اور معتبر ہے بلکہ مناسب ہے کہ ہر گھر میں گھر کے افراد کے سامنے پڑھی جاوے اور مساجد کے ائمہ کرام فرض نماز کے فوراً بعد کتاب میں سے ایک دو حدیث پڑھ کر سنا دیں تا کہ من تمسك بسنتی پر عمل ہو کر فلهٗ اجر مأة شهيد کا ثواب حاصل ہو سکے اور حدیث نبوی اَلدَّال على الخير كفاعله (مسلم شریف ج: ۲ ص: ۱۳۷) کے اعتبار سے عمل کرنے والوں کے برابر ائمہ کرام بھی ثواب کے مستحق ہوسکیں۔ بہرحال حضرت مولانا موصوف نے کتاب ''رسول خدا ﷺ کی پیاری ادائیں'' میں نہایت ہی ضروری اور معتبر کتابوں سے احادیث جمع فرما کر وقت کے تقاضہ کو پورا فرمایا۔ کسی بھی مسلک سے تعلق رکھنے والے ہوں کتاب میں جمع کردہ احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے انکار نہیں ہوسکتا۔ کتاب پر پورا اطمینان ہے قابلِ عمل اور قابلِ مذاکرہ ہے۔ اور انشاءاللہ دین کی حیات اور تازگی انہی سنتوں پر عمل کرنے سے ہوگی۔ کما قیل ؎

الدين بالسنة محياه ☆ فَلَا تقصد فى فعلك سواه

واحذر عوائد سوء ☆ قد اتلفت واهلكت محياه

ترجمہ:- دین کی حیات سنت ہے۔ پس اپنے افعال میں سنت کے سوا کسی چیز کا قصد نہ کرو۔ اور بری عادتوں سے بچو۔ جو دین کی حیات کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔۔ فقط

انا العبد الضعیف

اسماعیل غفرلہ

خادم الحدیث والافتاء جامعہ حسینیہ راندیر سورت گجرات

تقریظ

استاذی المکرّم حضرت قاری رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ ومجاز حضرت اقدس مولانا اسماعیل واڈی والا صاحب لندن نقشبندی دامت برکاتہم

وجانشین حضرت شیخ اجمیریؒ

وشیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ راندیر سورت گجرات

اللہ　اللہ　اللہ

حامداً ومصلیاً ومسلماً : امابعد

ایک مدت سے مؤلف کتاب حضرت مولانا اکرام الدین صاحب دامت برکاتہم نے اپنی تالیف ''رسول خدا ﷺ کی پیاری ادائیں'' ارسال فرما کر حکم فرمایا تھا کہ کچھ سطریں بطور اظہار خیال لکھ دی جائیں۔ جب کتاب کھولی تو اس میں ابتداء جن اکابر اور متبحر علماء کرام کی وقیع اور اہم تقاریظ کا سلسلۃ الذھب گذرا جو تالیف ومؤلف کے پُر وثوق اور قابل اعتماد ہونے کی کافی وافی دلیل روشن اور سند شافی ہے۔ ان بزرگوں کی چشم کشا تحریروں کے بعد ہم جیسے طلاب کا کچھ لکھنا بے جا بھی ہے اور بے ادبی۔ بلکہ بے سود ہی معلوم ہوا۔ تعمیل حکم میں عرض ہے۔

امید ہے کہ کتاب برائے عوام وخواص یکساں طور پر مفید ثابت ہوگی اور اس سے خاطر خواہ استفادہ کیا جاویگا۔

بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ اس کو ربِ کائنات قبول فرما کر دارین میں سعادت کا ذریعہ بنائیں. ایں دعا از من وجملہ جہاں آمین باد

احقر الانام رشید احمد اجمیری

۱۴۲۵/۵/۲۳

تقریظ

حضرت مولانا ابوالقاسم نعمانی دامت برکاتہم

خلیفۂ اجل فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی نوراللہ مرقدہ

وشیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب، بنارس، یوپی

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم ۔ امابعد

حضرت مولانا مفتی اکرام الدین صاحب زید مجدھم کی وقیع تصنیف ''رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیاری ادائیں'' پیش نظر ہے۔ اس کتاب میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا آسان انداز میں تفصیلی بیان ہے۔ اور جو کچھ لکھا گیا ہے حوالوں کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ یہ بات محتاج بیان نہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری اداؤں کی پیروی ہی خالق دو جہاں کے نزدیک محبوبیت اور مقبولیت کا معیار ہے۔ عوام تو عوام ہیں واقف کار حضرات کو بھی ہر موقعہ پر سنتوں کا استحضار نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے محنت فرما کر یہ قیمتی مجموعہ سنت کے شیدائیوں کے لئے مرتب فرمادیا حق تعالیٰ شانہ احقر کو بھی اتباع کی توفیق بخشے اور جملہ مسلمانوں کو بھی اور امت کے لئے زیادہ سے زیادہ نافع اور مفید بنائے. والسلام

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ

خادم طلبہ جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس یوپی

۷/شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ

تقریظ

حضرت مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ ومجاز حضرت اقدس مولانا ابوالحسن علی میاں صاحب ندویؒ

ورئیس مجلس تعلیم القرآن ناگپور (۴۴۰۰۰۸ الہند)

محترم المقام حضرت مولانا مفتی محمد اکرام الدین صاحب مدظلہ

استاذ دارالعلوم اشرفیہ۔راندیر۔سورت

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ!

حضرت موصوف کی قابلِ قدر تالیف ''رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری ادائیں'' پوسٹ کے ذریعہ موصول ہوئی۔اور ساتھ ہی اس عاجز کو یہ حکم دیا گیا کہ آپ کی گرانقدر تالیف کے لئے تقریظ لکھوں۔

میں گذشتہ رمضان المبارک سے اب تک آنکھوں کی معذوری میں گھرا ہوا ہوں۔ایک آنکھ تو آپریشن میں بارہ پندرہ سال پہلے ہی ناکام ہو چکی تھی۔دوسری آنکھ سے اللہ تعالیٰ اب تک کام چلا رہے تھے۔پانچ ماہ تک آنکھوں کے آپریشن کے سلسلے میں مدراس آنا جانا رہا۔اب تک اللہ کے نور کی کرنوں کا انتظار ہے۔وہی نور السمٰوٰت والارض ہے۔وہی بصیر ہے وہی خبیر بھی ہے اسی سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اتنی بینائی عطا فرمائے کہ قرآن مجید دیکھ کر پڑھ سکوں۔

لکھنے پڑھنے کا کام اللہ تعالیٰ مجھ سے لے لیتے تھے۔اب تو لکھنے پڑھنے سے قطعاً محرومی ہے۔حضرت موصوف کے علم میں شاید یہ بات نہ آئی ہوگی کہ میں کس حال میں ہوں۔پھر بھی حکم کی تعمیل میں چند الفاظ ٹیپ ریکارڈ میں لکھوایا ہے۔وہی پیش ہیں امید ہے کہ قبول

فرمائیں گے

مقدمہ:- صاحبِ قرآن حضرت محمد ﴿ﷺ﴾ کی کوئی ایک بھی ادا، سنت، عادتِ شریفہ پوری دنیائے انسانیت کیلئے اللہ کی رحمت ہی رحمت ہے۔ اسلئے کہ قرآن مجید نے جو کہا سچ کہا۔ اس کی ہر بات حق ہے حق الیقین ہے لقدکان لکم فی رسول الله اسوة حسنة ۔ یقیناً سب انسانوں کیلئے رسول اللہ ﴿ﷺ﴾ کے نمونۂ زندگی میں آپ کی عاداتِ شریفہ، سنت قائمہ میں ایک حسین ترین طرز حیات موجود ہے۔ جو انتہائی بابرکت ہے۔ اور ہر رُخ سے انسانی دنیا کو رہنمائی ملتی ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد اکرام الدین صاحب نے اتنی سادگی سے اس کتاب میں عنوانات باندھے ہیں کہ قابلِ مطالعہ ہیں۔ کچھ عنوانات میرے ساتھی نے پڑھ کر سنائے تو اندازہ ہوا کہ یہ تالیف اساتذہ، طلباء، اور ہر خاص و عام کیلئے انتہائی قیمتی ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کو دنیا آخرت میں اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

خادم و طالب دعا

عبدالکریم پاریکھ (بقلم خورشید احمد)

مقدمہ کے یہ الفاظ حضرت پاریکھ صاحب نے ریکارڈ کے ذریعہ بول کر لکھوایا ہے۔ نقل کرنے میں کوئی غلطی ہوئی ہو تو معاف فرمائیں۔ والسلام

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری ادائیں

تبصرہ:- (مرتب ماہنامہ ندائے شاہی) حضرت مفتی سلمان منصور پوری دامت برکاتہم

ایک مسلمان کیلئے سب سے بڑی سعادت اور فضیلت کی بات یہ ہے کہ اس کی زندگی سو فیصد سرور کائنات فخر دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں ڈھل جائے۔اور اسکی عبادات، معاملات، رہن سہن، حتیٰ کہ نشست و برخاست میں سنت کا رنگ نمایاں ہو جائے اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ضرورت پڑتی ہے کہ ہر موقع کی سنتوں کا علم الگ الگ حاصل کیا جائے۔ احادیث شریفہ میں لکھی ہوئی معلومات کو سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ اسلئے علماء کرام نے سہولت کیلئے اس موضوع پر مستقل کتابیں تحریر فرمائی ہیں تا کہ سنت کے شائقین کو سب باتیں یکجا طور پر حاصل ہو جائیں۔اسی سلسلہ کی ایک مبارک کڑی زیر نظر کتاب ہے جس میں عبادات، معاملات، معاشرت وغیرہ سے متعلق ۴۸ ابواب قائم کر کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک اسوہ کو خوبی کے ساتھ جمع کر دیا گیا ہے۔اور خاص بات یہ ہے کہ کتاب حوالہ جات سے مزین ہے۔جس سے اس کا وزن بڑھ گیا ہے۔ یہ کتاب سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شائقین کیلئے بے بہا تحفہ اور معتبر معلومات کا خزانہ ہے عوام وخواص کیلئے یکساں طور پر مفید ہے۔مرتب کتاب جناب مولانا محمد اکرام الدین صاحب استاذ دارالعلوم اشرفیہ راندیر کی محنت لائق تحسین ہے۔اللہ تعالیٰ موصوف کی محنت کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو موصوف کے لئے آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔آمین۔

دعائیہ جملے مع مبارک بادی

از:۔حضرت مولانا محمد واصف نفیس مظاہری دامت برکاتہم

مدرسہ مدینۃ العلوم سیکڑ غازی آباد

باسمہٖ تعالیٰ

محترم گرامی جناب مولانا مفتی محمد اکرام الدین زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے بعافیت ہوں

ماہنامہ ندائے شاہی مراد آباد کے حالیہ شمارے میں آپ کی قیمتی اور مبارک کتاب ''رسولِ خدا کی پیاری ادائیں'' پر تبصرہ پڑھا تبصرہ کی جامعیت سے آپ کی کتاب کی خوبیوں کو سمجھنے میں مدد ملی اس اہم اور متبرک کتاب کی ترتیب پر میری طرف سے بطورِ خاص اور تمام مسلمانانِ عالم کی طرف سے عموماً آپ قابلِ مبارک باد ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔اوراس طرح کی قیمتی کتابیں تالیف کرنے کی قوت وصلاحیت عطا فرمائے آمین۔

دعواتِ صالحہ میں فراموش نہ فرمائیں ممنون رہوں گا

والسلام

محمد واصف نفیس مظاہری

مدرسہ مدینۃ العلوم سیکٹر ۲۳ غازی آباد

جولائی ۲۰۰۶ء

ماہنامہ تعمیر حیات

پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ

مکرمی مفتی محمد اکرام الدین صاحب!

آپ کا گرامی نامہ آج ۲۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ کو موصول ہوا، اطلاعاً عرض ہے کہ آپ نے اپنے خط میں اپنی جس کتاب کا تذکرہ کیا ہے، وہ موصول نہیں ہوئی ہے۔مناسب خیال فرمائیں تو جلد ہی برائے تبصرہ ارسال فرماویں۔

ایسی مبارک تالیف پر میری جانب سے مبارک باد قبول فرمائیں ۔رب کریم اسے مقبولیت بخشے اور اسے آپ کے لئے صدقہ جاریہ بنادے.

والسلام

(دستخط) شمس الحق ندوی

۲۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

۱۵/ جولائی ۲۰۰۴ء

ویرا ویلفر۔ گجراتی ماہنامہ

مولانا یعقوب ندوی صاحب سریگت

(ایک محبت بھری کتاب حاصل ہوئی)

صوبۂ گجرات کی صدی پرانی درسگاہ دارالعلوم اشرفیہ راندیر۔سورت کے معزز استاذ الحدیث مولانا مفتی محمد اکرام الدین صاحب کی تصنیف شدہ انمول کتاب ''رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری ادائیں'' موصول ہوئی تو نہ صرف خوشی بلکہ دل کو تشفی اور قلب کو سکون میسر ہوا۔۲۴۸

صفحات کی یہ ضخیم کتاب طباعت اور مضامین کی ترتیب کے اعتبار سے ہر طریق سے خوبصورت ہے۔عمدہ کاغذات وخوشنما بائیڈنگ جس میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری ادائیں معتمد اور مستند کتابوں کے حوالوں کے ساتھ بہترین انداز میں ذکر کی گئی ہیں۔

ہر مسلمان بھائی کو اسے اپنے پاس رکھنا ضروری ہے۔

یہ علمی توشہ پیش کر کے حضرت مفتی صاحب نے قوم پر احسانِ عظیم کیا ہے اور مبارکبادی کے حقدار بنے ہیں.

ماہنامہ الاصلاح (سورت) گجراتی

زیرنگرانی۔مدرسہ اصلاح البنات سملک

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری ادائیں (اردو) مؤلف:- مولانا مفتی اکرام الدین صاحب استاذ دارالعلوم اشرفیہ راندیر سورت

مولانا مفتی محمد اکرام الدین صاحب کی اردو میں تصنیف کردہ کتاب (رسول خداؐ کی پیاری ادائیں) تبصرہ کے لئے ہمیں پہونچی۔

اس کے مختلف صفحات جستہ جستہ دیکھنے سے بتہ چلتا ہے کہ مولانا موصوف نے پیدائش سے لیکر اخیری سانس تک کے ہر ایک پہلو کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سنت کی اتباع اور رضائے الٰہی کے ہر جزو کو مکمل وضاحت کے ساتھ نہایت ہی آسان زبان میں جسے ہر آدمی آسانی سے سمجھ لے ایسے بہترین انداز میں لکھی ہے۔

کتاب کی ہر چیز مولانا موصوف نے احادیث۔اور فقہ کی کتابوں اور کلام اللہ کی آیات کے حوالات کے ساتھ لکھی ہے۔جس سے موصوف کے علم کا ذوق وشوق بھی رونما ہوتا ہے۔یہ کتاب عوام وخواص ہر ایک کے لئے مفید ہے۔ہر ایک کے مکان میں ہونا نہایت ضروری ہے۔

اس کا نفع اور فائدہ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اخیر میں دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم حضرت کی محنتوں کو قبول فرمائیں۔ اور قوم کیلئے مفید بنائے آمین.

امید۔ پندرہ روزہ

سورت رام پورہ ۸/ جمادی الآخر ۱۴۲۵ھ

(ہمارا تبصرہ)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری ادائیں یعنی (کہ ماں کی گود سے قبر کے گڑھے تک کی سنتیں)

مصنف مفتی محمد اکرام الدین صاحب حصۂ اول

شائع کردہ مکتبہ فیض فقیہ الامت۔ دھلہ اسٹریٹ۔ اشرفیہ اپارٹ مینٹ۔ بلاک نمبر ۲ راندیر۔ سورت ۵۔ صفحات ۲۴۸۔ ھدیہ ۵۵ روپیہ

کتاب کا مقصد اور ماحصل اس کے نام سے ہی واضح ہوجاتا ہے اور اس کے واضح ہونے کے بعد کتاب کی اہمیت میں کوئی کمی نہیں رہتی۔

ایک مسلم بھائی پیدائش سے لیکر اخیری دم تک اپنی زندگی کے ہر گوشہ میں سنتوں پر عمل کر کے اپنی زندگی کو کامیاب بنا سکتا ہے۔ اس مقصد کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔ ازیں وجہ مصنف شائع کنندہ مبارکبادی کے حقدار ہیں

ایسی کتابوں کے شائع کرنے کا مقصد اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جبکہ قوم کی جانب سے مصنف کی بھرپور ہمت افزائی ہو اور یہ بہت ضروری ہے.

عبداللطیف

تبصرہ

ماہنامہ بیانِ مصطفیٰ گجراتی اکتوبر ۲۰۰۴؁ھ

’’رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتیں‘‘

مصنف حضرت مولانا مفتی محمد اکرام الدین صاحب

استاذ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ عربیہ راندیر۔سورت

مصنف صاحب نے اس بیش قیمت کتابچہ میں سنت نبویؐ، نیز آپ کے افعال واقوال کی تفصیلات بہترین اور انوکھے انداز میں جمع کردی ہیں۔جس کے مطالعہ سے ایمان میں تازگی اور زندگی صحیح طرز پر گذارنے کا طریقہ مل جاتا ہے۔اس کتاب کو ہر مومن کو پڑھ کر اس پر عمل پیراں ہونے کی ضرورت ہے.

تبصرہ

گجراتی رسالہ المجاہد سورت

’’رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتیں‘‘

صوبۂ گجرات کی مشہور ومعروف درسگاہ دارالعلوم اشرفیہ راندیر۔سورت کے فاضل اور معزز ومقبول استاذ الحدیث۔عمدہ خدمت گذار مولانا مفتی محمد اکرام الدین صاحب مہاراشٹری کی تصنیف کردہ مذکورہ کتاب مقبول ومعتمد ہے۔حضرت مفتی صاحب نے فن حدیث کی نمایا مہارت ہونیکی حیثیت سے حدیث کی معیاری کتابوں کے حوالجات کے ساتھ مسلم قوم کیلئے زندگی کی کیمیا بصورتِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتیں بہترین انداز میں جمع کردیا ہے۔اس تصنیف سے حضرت مفتی صاحب علمی دنیا کی جانب سے مبارکبادی کے حق دار ہیں فجزاہ اللہ عنا وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء۔

یہ کتاب ہر مسلمان کے گھر میں رکھنے کے قابل ہے.

ایک اہم گذارش

از:-حضرت مفتی کلیم صاحب دامت برکاتہم

﴿استاذ الحدیث والفقہ دارالعلوم اشرفیہ، راندیر، سورت، گجرات﴾

الحمدلاهله والصلوٰة والسلام علی اهلها: دینی اعتبار سے بلندی پر پہنچا ہوا مسلمان ہو یا پستی میں گرا ہوا مسلمان ہو، اگر اس سے سوال کیا جائے کہ کیا آپ جنت میں جانا چاہتے ہیں؟ تو بصد ذوق یہی کہے گا کہ ضرور جانا چاہتا ہوں۔تو آیئے جنت میں جانے کا آسان نسخہ حاصل کریں۔حضرت انسؓ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔زندگی کے ہر شعبہ میں سنتوں پر عمل کرنا ہی جنت میں جانے بلکہ حضور ﷺ کے ساتھ جنت میں رہنے کا ذریعہ ہے۔رفیق محترم حضرت مولانا مفتی محمد اکرام الدین صاحب دامت برکاتہم خلیفہ ومجاز حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحبؒ واستاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ راندیر سورت گجرات نے بڑی عرق ریزی وجانفشانی سے مہد سے لیکر لحد تک کے تمام شعبہائے زندگی کی سنن کو انوکھے اور بے نظیر انداز سے یکجا فرمایا ہے، یہ کتاب دو جلدوں میں ان شاء اللہ تعالیٰ مکمل ہوگی جلد اول حاضر خدمت ہے جو بزرگانِ دین اور مفتیانِ کرام کے تقاریظ سے آراستہ ہے۔ہر سنت کے ساتھ معتبر ومستند کتب کے حوالے ہیں تقریباً جلدِ اول میں ۵۵۱/سنتیں ہیں، نماز کے متعلق ۱۵۰/سنتیں ہیں، روزے کے متعلق ۲۶/سنتیں، حج وعمرہ کے متعلق ۱۱۲/سنتیں، معاشرت کے متعلق ۱۸۷/سنتیں ہیں۔طہارت کے متعلق ۳۲/سنتیں ہیں، اور ۴۴/متفرق سنتیں ہیں۔اس کتاب کا نام ﴿رسولِ خدا ﷺ کی پیاری ادائیں﴾ ہیں، حق یہ ہے کہ کوئی بھی مسلمان ہو چاہے ڈاکٹر ہو یا انجینیر، جج ہو یا ٹیچر، امیر ہو یا غریب، عالم ہو یا غیر عالم، بادشاہِ وقت ہو یا فقیر، مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا ہو

غرض ہر خاص و عام کو سننِ نبوی معلوم کر کے اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ سنتِ رسول سے کوئی بھی مسلمان مستغنی نہیں ہوسکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ کتابیں جو سننِ نبویہ پر مشتمل ہیں منجملہ انہیں میں کتاب مذکور بھی ہے، اس کا مطالعہ اور اس سے فائدہ حاصل کرنا ہر فرد و جماعت پر خاص و عام کے لئے ضروری ہوا۔ ان شاء اللہ کوئی فرد یا جماعت خاص و عام اس کتاب سے بھی مستغنی نہیں ہوسکتی۔ خصوصاً اہلِ مدارس و مکاتیب و اہلِ تبلیغ و خانقاہ سے خصوصی درخواست ہے کہ اس کتاب کو اپنے نصاب میں داخل کریں، نیز ائمۂ مساجد اور ہر شعبہ کے ذمہ داران اور ہر گھر کے سرپرست سے بھی درخواست ہے کہ وہ اپنے متعلقین، ماتحتوں کو اس کتاب کی تعلیم دیں، تھوڑا تھوڑا یاد کرائیں اور اس پر عمل کی ترغیب دیں، اہلِ مدارس طلباء کو یاد کرائیں۔ ہر جماعت کے امیر اپنے ساتھیوں کو یاد کرائیں اس پر عمل کرنے کو کہیں۔ امید ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کے زندگیوں میں عام ہونے کی وجہ سے بدعات اور گمراہیاں ختم ہونگی اور اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائیں گے اور ہدایت عام ہونگی اور آفات و مصائب دور فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف مدظلہ العالی کو دارین میں اپنی شایانِ شان بدلہ عطا فرمائے آمین۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد.

فقط والسلام الراقم الآثم محمد کلیم لوہاروی ﴿خادم دارالعلوم اشرفیہ، راندیر، سورت، گجرات﴾

اظہار خیال

مشفق و مربی محترم عمّ بزرگوار (حضرت اقدس مفتی محمد اکرام الدین صاحب) لا زال ظل کرمك ممدوداً ونور حشمتك محسوداً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

بعد سلام مسنون! عافیت خواہ بعافیت ہے۔

آپ کی بصیرت افروز اور سنن پر عملی اقدام کا داعیہ پیدا کرنے والی خزینۂ سنن گراں قدر تالیف، ''رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری ادائیں'' بار ہا پڑھی اور خوب مستفید ہوا کیونکہ بکثرت ایسی سنن جس کو کم مائگی اور بے علمی کی بنیاد پر سنن نہیں سمجھتا تھا ان کا علم اور ان پر عمل کا جذبہ پیدا ہوا۔

اگر یہ کہا جائے کہ پوری چودہ سو سال پر محیط عظیم الشان اسلامی تاریخ میں یہ بے حد قابل قدر نمایاں کارنامہ ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ اسلئے کہ ہمارے چاروں سلسلے کے شیوخ، اکابر علماء وصلحاء، واعظین اور مقررین اپنے سامعین، معتقدین، مریدین و متعلقین کو سنن کی نصیحت ہی نہیں بلکہ تاکید کرتے آئے ہیں اور توارث جاری ہے جس کی آج سے صدیوں برس پہلے خود تاجدار بطحاء خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان نبوت ترغیب وترہیب کیا کرتی تھی اور اسی کے نتیجہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقدّس گروہ نے ایک ایک سنت کو اپنے لئے آب حیات سے زیادہ بیش قیمت سمجھنے کے ساتھ انہیں حرز جان بنائے رکھا جس کی دنیائے تاریخ شاہد عدل ہیں۔

جب یہ بات دل ودماغ پر مسلط ہوتی ہے کہ سنن پر عملی اقدام کیا جائے جو تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء وعلماء خاشعین کا ممتاز اسوہ رہا ہے تو یہ نابکار عاری من سنن

والعلم اور وہ کتب متداولہ جن میں سنن کو متفرق طور پر بیان کیا گیا ہے دسترس سے باہر اور وراء ہونے کی وجہ سے یہ عملی اقدام ایک خواب بن کر رہ جاتا ہے اور حسرتوں کا طبیعت میں ایک کہرام مچ جاتا ہے کہ آخر میں کیسے ان سنن پر عمل کروں جس کی زبان نبوت نے ترغیب وترہیب اور صوفیاء اور صلحاء نے تاکید ونصیحت کی ہے۔ جب یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوا اور آپ کی وقیع تالیف گلستانِ سنن بن کر سامنے نمودار ہوئی تو مسرت وشادمانی کی انتہا نہ رہی کہ اب میرے لئے سنن کا خزینہ اور جامع مرقع عملی دنیا میں تگ ودو کے لئے تیار ہو گیا ہے۔ اسلئے میں اپنی طرف سے خصوصاً اور پوری امت مسلمہ کی طرف سے عموماً شکریہ ادا کرنے کے ساتھ بے لوث مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ یقیناً آپ نے مجھ جیسے عاری من سنن العلم والعمل اور عوام اور مبلغین کے طبقہ کے ہی پر نہیں بلکہ علماء کے نچلے طبقہ پر بھی احسان عظیم کیا ہے جو گم گشتگان بادۂ سنن کی صحیح راہنمائی اور عاشقین ومحبینِ سنن کے لئے فرحت بخش اور قندیل ہدایت ہے۔ ساتھ ہی وہ شیدائیان وعاشقین سنن منتظمین وعلماء بھی قابل مبارکباد اور قابل ستائش ہے جنہوں نے اس کتاب کو اپنے نصاب کا جزء اور اپنی مساجد کی تعلیمات کا ایک حصہ بنایا ہے اور بالیقین وہ لوگ بھی عم بزرگوار دام الطافہ (مؤلف) کے ساتھ اشاعت سنت کی تحریک میں شریک وساجھی ہیں

اخیر میں ربّ رحیم سے دست بدعا ہوں کہ ربّ کائنات اس کتاب کی سنن پر اولاً اس نابکار کو اور ثانیاً پورے عالم اسلام کے مسلمانوں کو چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ سنتوں کی خوشبو سے تمام مسلمانوں کے گھروں اور زندگیوں کو مہکا دے اور اس کتاب کو بے حد قبول فرمائیں آمین

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

بندہ نابکار:۔محمد انیس الدین پاتورڈوی غفرلہ ولوالدیہ

خادم جامعۃ القرآت کفلیتہ سورت گجرات

۷ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ یوم الخمیس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین محمد وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعھم الیٰ یوم الدین۔ امابعد

عرصے سے بندے کے دل میں اس بات کا داعیہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل زندگی کی سنتیں معتبر حوالوں کے ساتھ یک جا جمع کروں۔ تا کہ سب سے پہلے خود اس پر عمل کروں اور دوسروں کو بھی فائدہ پہونچے اور اس عمل سے اللہ راضی ہو لیکن اس ارادہ کے درمیان پندرہ سال کا طویل زمانہ گذر گیا موانع آتے رہے۔ ۱۴۲۳ھ ماہ ذی قعدیٰ میں یہ داعیہ از حد بڑھ گیا۔ اس سلسلہ میں استخارہ مسنونہ کیا اللہ نے شرح صدر فرمایا اور نصرت و مدد کا معاملہ فرمایا۔ اللہ کا نام لیکر اس کی مدد سے کام شروع کیا اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے بہت ہی جلد، جلد اول کا کام مکمل فرمادیا الحمدللہ علی ذالک۔ دوسری جلد کیلئے بھی قارئین دعاء فرمائیں کہ جلد منظرِ عام پر آجائے۔ آمین۔

اس کتاب میں پوری زندگی کی سنتوں کا احاطہ کرنے کی سعی کی گئی ہے کہ مہد سے لیکر لحد تک کی تمام سنتیں جمع ہوجائیں لیکن اس کتاب میں وہی سنتیں جمع کی گئی ہیں جن کا معتبر حوالہ مل سکا اور بندہ کی نظر جہاں تک پہونچ سکی۔ اسلئے قارئین سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ جو سنتیں اس جلد کے گذشتہ ابواب میں نہ آسکیں تو معتبر حوالوں کے ساتھ اس حقیر تک پہونچانے کی کوشش کریں یا کسی بھی ذریعہ سے مطلع فرمائیں انشاء اللہ آئندہ اڈیشن میں اس کا اضافہ کیا جائے گا۔

نیز بندہ حضرت اقدس استاذی مفتیٔ اعظم گجرات حضرت مفتی احمد خانپوری صاحب

دامت برکاتہم اور حضرت اقدس مولانا ابراہیم صاحب پانڈور دامت برکاتہم اور حضرت اقدس مولانا قمر الزماں صاحب دامت برکاتہم اور حضرت اقدس مولانا مفتی محمد یوسف صاحب دامت برکاتہم استاذ حدیث دار العلوم دیوبند کا ممنون ومشکور ہوں، نیز حضرت اقدس مولانا ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا بھی بے حد ممنون ومشکور ہوں جو فی الحال تو دار فانی سے دار باقی کی طرف سفر کر چکے جو بمبئی ماہِ اگست ۲۰۰۴ء میں علاج کیلئے تشریف لائے تھے اس دوران بیمار ہونے کے باوجود اس کتاب کا مطالعہ بغور تین دن تک کرتے رہے اس کے بعد حضرت استاذی مولانا یعقوب اشرف صاحب دامت برکاتہم کے ذریعہ تقریظی کلمات لکھوائے اور تقریظی کلمات کو اچھی طرح دیکھ کر اپنے دست مبارک سے اپنی دستخط فرمائی اور بندہ کو بہت دعائیں بھی دی۔ اس کے بعد دوسرے سفر کے دوران ملاقات ہوئی تو ملاقات کے بعد حضرتؒ نے فرمایا آپ کی کتاب سے میں بھی استفادہ کر رہا ہوں دیکھئے یہ کتاب میرے سرہانے رکھی ہوئی ہے۔ اللہ حضرت والا کو غریق رحمت کریں اور اعلیٰ سے اعلیٰ مقام جنت میں عطا فرمائے۔

نیز دیگر بزرگانِ دین کا بھی ممنون ہوں خصوصاً حضرت مولانا ابراہیم صاحب دیولہ والے اور حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب اور حضرت مولانا عبد الکریم پاریکھ صاحب نیز محدث دار العلوم دیوبند حضرت اقدس مفتی سعید احمد پالنپوری صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مفتی اسماعیل واڑی والا صاحب (راندیر) دامت برکاتہم اور جامعہ کے مہتمم حضرت اقدس مولانا اسماعیل صاحب موٹا دامت برکاتہم اور استاذ المکرّم جناب قاری رشید احمد صاحب اور مولانا مفتی ابو القاسم بنارسی صاحب دامت برکاتہم کا بھی ممنون ومشکور ہوں کہ بندہ کی حقیر درخواست پر اپنی قیمتی تقاریظ سے ہمت افزائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام اکابرین کی عمروں میں برکت عطا فرمائے اور اُن کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر رکھے۔

نیز میں حضرت مفتی سلمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے ماہنامہ ندائے شاہی میں بیش قیمت تبصرہ فرمایا۔ نیز گجراتی ماہنامے ورسائل کے ایڈیٹر حضرات کا بھی ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کو دارین میں اجرِ جزیل نصیب فرمائے اور امت کے دل میں سنتِ رسول کی اہمیت جاگزیں فرمائے اور تمام احکامِ اسلام پر مکمل عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ بندہ کی اس حقیر خدمت کو قبولیت عطا فرمائے۔ اور دنیا میں اپنی رضامندی اور آخرت میں ذریعۂ نجات اور ترقی درجات کا وسیلہ بنائے۔ آمین.

آخر میں ان تمام حضرات کے لئے دعا گو ہوں جنہوں نے جس بھی اعتبار سے اعانت ومدد کی ہو۔ اللہ تعالیٰ تمام کو اپنی شایانِ شان بدلہ دارین میں نصیب فرمائے ۔

نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

فقط محمد اکرام الدین پاتورڈوی غفرلہ
مدرس دارالعلوم اشرفیہ راندیر سورت
۲۳/صفر المظفر ۱۴۲۷ھ ۲۴/ مارچ ۲۰۰۶ء

بسم الله الرحمن الرحيم

سنت کی اہمیت وضرورت

برادران ملت احکام اسلام کی مختلف شکلیں ہیں۔بعض احکام کا تعلق فرائض سے ہےاور بعض کا واجبات سے بعض کا سنن سے اور بعض کا مستحب وآداب حلال وحرام،مکروہ ومشتبہ وغیرہ سے ہے۔ اسلام کا ہر حکم چاہے وہ سنت یا واجب سے تعلق رکھتا ہو ایک خاص اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔جیسا کہ فقہاء محدثین نے اس کی تصریح کی ہے کہ اگر کسی سچے پکے مسلمان نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی ایک سنت کا استہزاء یا استخفاف کیا یعنی اس کو ہلکا سمجھا تو وہ کافر ہوجائے گا قاضی ثناء اللہؒ نے کہا کہ اگر کسی مسلمان نے کہا کہ یہ سنت ہے۔تو دوسرے نے کہا سنت ہے تو میرے کیا کام کی ہے۔تو ایسا کہنے والا شخص کافر ہوجائے گا کیونکہ اس نے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلکا سمجھا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس سے حفاظت فرمائے۔آمین،اسی طرح حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فرمایا کہ جو شخص شریعت کے آداب وسنت کو ہلکا سمجھتا ہو تو ایسا کرنے والے کو سنت سے محرومی کی سزا ملتی ہے۔ اور جو سنت کو ہلکا سمجھتا ہے اسکو فرائض واجبات سے محرومی کا عذاب دیا جاتا ہے اور جو فرائض وواجبات کو ہلکا سمجھتا ہے وہ معرفت کی محرومی میں مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل سے ایمان جیسی دولت بھی نکل جاتی ہے اللهم احفظنا منه۔

سنت کی اہمیت قرآن وحدیث سے ثابت ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونی يحببكم الله ......

ترجمہ:-آپ فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔

علامہ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ جو شخص اللہ کی محبت کا دعوی کرے اور اس کے اعمال واقوال وعقائد شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمانِ نبوی کے مطابق نہ ہو اور وہ سنت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا نہ ہو تو وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

نیز حضرت حسن بصریؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ کی محبت کی علامت اتباع سنت ہے۔مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم مَن تمسّكَ بسنّتي عندَ فساد اُمّتي فله اجر مأة شهيد ......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میری سنتوں پر بگاڑ اور فساد کے وقت قائم رہا تو اس کے لئے سو شہیدوں کے برابر اجر وثواب ہے۔

اسلام کے ہر ہر حکم کی محبت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے رگ وریشہ میں پیوستہ تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر سنت پر مرمٹنے والے تھے۔سنت پر عمل کرنے میں کسی لعنت وملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرتے تھے ان واقعات سے سیر صحابہ بھری پڑی ہے۔اس میں سے یہاں ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرام اتباع سنت اور محبت رسول میں کتنے مضبوط اور سچے تھے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاہ کسریٰ کے مہمان ہو گئے دسترخوان پر کھانا نوش فرمایا اور کھاتے وقت دست مبارک سے ایک لقمہ گر گیا آپ اس کو اٹھا کر صاف کر کے منہ میں ڈالنے لگے عجمی لوگ یہ دیکھ رہے تھے خادم نے چپکے سے یہ کہا کہ حضرت ایسا نہ کیجئے یہ عجمی لوگ گرے ہوئے لقمہ کو اٹھا کر کھا لینے کو بہت برا مانتے ہیں اور ایسے لوگوں کو بنظر حقارت دیکھتے ہیں۔آپ نے جو جواب دیا وہ آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہے۔

جواب میں فرمایا: أاترك سنة حبيبى لهؤلاء الحمقاء ......کیا میں ان بیوقوفوں کی وجہ سے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دوں۔

مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ ترمذی حضرت انسؓ سے اس روایت کے اخیر میں ارشاد ہے ومن احب سنتى فقد احبّنى ومن احبّنى كان معى فى الجنة۔فرمایا کہ جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔لیکن برادران اسلام جس نے سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراض کیا اس سے نفرت کی اس شخص کا دنیا اور آخرت میں بہت برا حشر ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ آدمیوں پر میں بھی لعنت کرتا ہوں اور اللہ بھی لعنت فرماتے ہیں۔ان میں سے ایک وہ آدمی ہے جو سنت کا ترک کرنے والا ہو۔ نیز مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ جو شخص ظہر سے پہلے کی چار رکعت سنت نماز نہ پڑھے تو اس کو میری شفاعت حاصل نہ ہوگی۔ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نکاح میری سنت ہے۔ایک اور روایت میں ہے کہ جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔قال النكاح من سنتى وقال من رغب عن سنتى فليس منى او كما قال صلى الله عليه وسلم

ایک مرتبہ امام ابو یوسفؒ یہ حدیث بیان فرما رہے تھے كان رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم يحب الدباء ......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کدو (یعنی لوکی، دودی) کو پسند فرماتے تھے مجلس میں ایک شخص نے کہا کہ مجھے تو پسند نہیں تو امام ابو یوسفؒ نے فوراً میان سے تلوار اٹھایا اور فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ چیز بیان کر رہا ہوں تو اس کے مقابلہ میں کہتا ہے کہ مجھ کو پسند نہیں۔ابھی توبہ کر۔ورنہ گردن اڑا دوں گا چنانچہ اس نے فوراً توبہ کی تب

امام ابو یوسفؒ نے اس کی جان بخشی

عبد اللہ دیلمیؒ جو کبار تابعین میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اکابر سے یہ بات پہونچی ہے کہ دین کے جانے کی ابتداء سنت کے چھوٹنے سے ہوگی ایک ایک سنت اس طرح چھوڑی جائے گی۔ جیسے کہ رسّی کا بل اتارا جاتا ہے،

ایک خط کے جواب میں امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے مکتوبات میں تحریر فرمایا کہ اے فرزند کل کو جو چیز قیامت میں کارآمد ہوگی وہ صاحب شریعت کی سنت ہے۔ سنت کی اہمیت کیلئے حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ایک واقعہ بڑا دلچسپ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں ایک چشتی بزرگ حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ مجھ کوئی سال سے نسبت حق میں قبض تھا آپ کے خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہو ااور قبض کی شکایت کی تو حضرت خواجہ صاحبؒ کی توجہ اور دعاء سے میری حالت قبض، بسط سے بدل گئی آپ بھی توجہ فرمائیں کیونکہ حضرت خواجہ صاحب نے اپنے تمام خلفاء اور مریدین آپ کے ذمہ کر رکھا ہے، مجدد صاحب نے جواب دیا کہ میرے پاس تو اتباع سنت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ سنتے ہی ان بزرگ پر حال طاری ہوگیا اور قوت نسبت اور قوت باطنی کے اثر سے سرہند شریف کی زمین بھی جنبش کرنے لگی امام ربانی نے ایک خادم سے فرمایا کہ طاق سے مسواک اٹھالاؤ آپ نے مسواک زمین پر پٹک دیا اسی وقت زمین ساکن ہوگئی اور ان بزرگ کی کیفیت جذبی جاتی رہی تو اس کے بعد آپ نے ان بزرگ سے فرمایا کہ تمہاری کرامت سے زمین سرہند جنبش میں آگئی اور اگر فقیر دعا کرے تو انشاء اللہ سرہند کے مردے زندہ ہوجائیں لیکن تمہاری اس کرامت سے (جنبش زمین) اور میری کرامت سے (کہ دعاء سے سرہند کے تمام مردے زندہ ہوجائیں) اثناء وضوء میں بطریق سنت مسواک کرنا بدرجہا افضل سمجھتا ہوں۔ نیز ایک مکتوب میں

حضرت مجددؒ نے فرمایا کہ اس تمام سعادتوں کا سرمایہ سنت کی تابعداری ہے۔ اور تمام فسادوں کی جڑ شریعت اور سنت کی مخالفت ہے۔

نیز ایک اور مکتوب میں ارشاد فرمایا کہ بزرگی سنت کی تابعداری پر وابستہ ہے اور زیادتی شریعت کی بجا آوری پر منحصر ہے۔ مثلاً دوپہر کا سونا (یعنی قیلولہ کرنا) جو اس تابعداری کے ساتھ ہو، (یعنی اتباع سنت کی نیت سے سونا کروڑ کروڑ شب بیداروں سے افضل اور اولیٰ ہے، جو اس تابعداری اور اتباع سنت کے لائق نہ ہو......

ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ سنت کے مطابق مسجد میں داہنا قدم رکھنا بطور کرامت ہوا میں سو مرتبہ اڑنے سے بہتر ہے۔ موجودہ دور فتنہ وفساد کا دور ہے اس وقت اصلاح کا ایک ہی راستہ ہے کہ امت مضبوطی سے اسلام کے مکمل احکام پر عمل پیرا ہو جائے اور اپنی زندگی کو سنت رسول سے آراستہ کرے۔ امام مالکؒ کا ارشاد ہے ''لن یصلح آخر ھذہ الامۃ الّا بما صلح بھا اولھا'' کہ اس امت کے آخری لوگوں کی اصلاح اسی راستہ پر چل کر ہوگی جس راستہ پر امت کے پہلے لوگ گامزن تھے اس ارشاد کی اور زیادہ وضاحت حضرت اقدس شاہ وصی اللہ صاحبؒ کے ارشاد سے ہو جاتی ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ میں تو اس چیز کو بہت دنوں سے سمجھ چکا ہوں بلکہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ بھی کر رہا ہوں کہ اس زمانہ میں دین ودنیا کی فلاح حاصل کرنے کے لئے بجز تسنن بسنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کوئی صورت نہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی پر چل کر اور اس کو اختیار کر کے آج ہمیں دنیا کی بھی فلاح مل سکتی ہے ورنہ اہل دنیا پر فلاح کا دروازہ بند اور عاقبت تنگ ہوگئی ہے۔ اور ہوئی جائے گی۔ پھر فرمایا کہ اصل یہ ہے کہ فلاح عالم اور صلاح عالم کا نبوی طریق کا رشتہ ہمارے ہاتھوں سے چھوٹ گیا ہے اور وہ رشتہ یہی تھا کہ علاوہ دین کے

دنیوی امور میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنن کے ساتھ تسنن کیا جاتا۔ (یعنی سنتوں پر عمل کیا جاتا)

اخیر میں حضرت اقدس مولانا شیخ زکریا صاحبؒ کی آخری وصیت کو ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا حضرت والا نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا کہ آئندہ بھی میری یہی وصیت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی معاشرت (یعنی سنتوں کو) پھیلانے میں جتنی کوششیں تم سے ہوسکے دریغ نہ کرو اور اہل دنیا کے حقیر ذلیل سمجھنے کا ذرہ برابر پرواہ نہ کیجیو:-

شعر

لوگ سمجھیں مجھے محروم وقار و تمکین
وہ نہ سمجھیں کہ مری بزم کے قابل نہ رہا

ثبتنا اللّٰہ وایاکم علی سنن سید المرسلین صلی اللہ علیٰ النبی صلوةً دائمةً مقبولة تودی بهاعنا حقه العظیم

فقط محمد اکرم الدین پاتوڑوی غفرلہ
مدرس دارالعلوم اشرفیہ راندیر سورت
یکم محرم الحرام ۱۴۲۵ھ
بمطابق ۲۲ فروری ۲۰۰۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب (۱)

ولادت اور اس کے بعد کی سنتوں کا بیان

(۱) وأمر اهلك بالصلٰوة واصطبر عليها (سورہ طٰہٰ القرآن)

(۲) علّموا اولادكم واهليكم الخير وادّبوهم
(بحوالۂ معارف الحدیث مصنف عبدالرزاق)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بچہ کی ولادت وغیرہ کے متعلق ضروری احکام وہدایات

تربیت کے متعلق قرآن کریم کی چند آیات

(۱)﴿یاأیھا الذین آمنوا قواانفسکم واھلیکم ناراً﴾(''سورۂ تحریم'' آیت ۶)

ترجمہ:-اے ایمان والوں !اپنے آپ کواوراپنے اہل وعیال کوجہنم کی آگ سے بچاؤ.

(۲)﴿وانذر عشیرتك الاقربین ﴾(سورہ شعراء،آیت: ۲۱۴)

ترجمہ:-اوراپنے قریبی رشتہ داروں کواللہ کےعذاب سےڈرایئے.

(۳)﴿وأ مر اھلك بالصلٰوۃ واصطبر علیھا﴾(سورہ طٰہٰ آیت: ۱۳۲)

ترجمہ:-اپنے اہل وعیال کونماز کاحکم کیجئے اورخودبھی اس کے پابندرہیئے.(تربیت اولاد کااسلامی نظام : ۵۲ ملخص)

تربیت وتعلیم کے متعلق چنداحادیث نبویہ

(۱) ﴿ اعملوا بطاعة الله واتقوا معاصی الله ومروا اولادکم بامتثال الاوامر واجتناب النواھی فذالك وقایة لھم ولکم من النار ﴾.(ابن جریر وابن منذر)

ترجمہ:-اللہ کی فرمانبرداری کاعمل کرواوراس کی نافرمانی سے بچو۔اوراپنی اولادکو نیکیوں کاعمل کرنے اور برائیوں سے بچنے کاحکم کرو(اگرتم ایسا کروگے) تو یہ ان کے لئے اور تمہارے لئے آگ سے بچاؤ کا سامان ہوگا.(تربیت اولادکااسلامی نظام : ۵۳)

(۲)علّمواولادکم واھلیکم الخیر وادّبوھم (رواہ عبدالرزاق وسعید بن منصور

فی مصنفہ)

ترجمہ:- اپنی اولاد کو اور اپنے گھر والوں کو بھلائی کی تعلیم دو۔ اور ان کو ادب سکھاؤ.

(۳) عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ انہ قال افتحوا علیٰ صبیانکم اول کلمة بلااله الاالله ۔(رواہ الحاکم ۔کنز العمال ج : ١٦)

ترجمہ:- حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو سب سے پہلے کلمہ لا الٰہ الا اللہ سکھاؤ .(تربیت اولاد کا اسلامی نظام : ۵۳)

ماں باپ کی ابتدئی ذمہ داریاں

نومولود بچہ کے کان میں اذان

عن ابی رافع قال رأیت رسول الله ﷺ اذّن رسول الله ﷺ فی اذن الحسن بن علی حین ولدَتْهُ فاطمة بالصلٰوة (رواہ الترمذی، وابوداؤد)

ترجمہ:- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابورافعؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (اپنے نواسے) حسن بن علیؓ کے کان میں نماز والی اذان پڑھتے ہوئے دیکھا جب (آپ ﷺ کی صاحبزادی) فاطمہؓ کے یہاں ان کی ولادت ہوئی.(جامع ترمذی وابوداؤد)

تشریح: - حضرت ابورافعؓ کی اس حدیث میں حضرت حسنؓ کے کان میں صرف اذان پڑھنے کا ذکر ہے۔لیکن ایک دوسری حدیث سے جو کنز العمال سے روایت کی گئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے نومولود بچہ کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھنے کی تعلیم وترغیب دی۔اور اس برکت وتاثیر کا بھی ذکر فرمایا کہ اس کی وجہ سے بچہ امّ الصبیان کے ضرر سے محفوظ رہے گا (جو شیطانی اثرات سے بھی ہوتا ہے) ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نومولود بچہ کا پہلا حق گھر والوں پر یہ ہے کہ سب سے پہلے اس کے کانوں کو اور کانوں کے ذریعہ اس کے دل

ودماغ کو اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی توحید اور ایمان ونماز کی دعوت وپکار سے آشنا کریں۔اس کا بہتر سے بہتر طریقہ یہی ہوسکتا ہے کہ اس کے کانوں میں اذان واقامت پڑھی جائے۔اذان واقامت میں دینِ حق کی بنیادی تعلیم اور دعوت نہایت مؤثر طریقے سے دی گئی ہے۔نیز ان دونوں کی تاثیر وخاصیت بہت سی احادیث میں بیان کی گئی ہے کہ اس سے شیطان بھاگتا ہے اس لئے بچہ کی حفاظت کی بھی یہ ایک تدبیر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے پیدائش کے وقت نومولود مسلمان بچے کے کان میں اذان واقامت پڑھنے کی تعلیم دی،اور جب عمر پوری کرنے کے بعد اس کو موت آجائے تو غسل دے کر اور کفنا کر اس پر نمازِ جنازہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔اس طرح یہ بتلایا اور جتلایا کہ مومن کی زندگی اذان اور نماز کے درمیان کی زندگی ہے،اور وہ بس اس طرح گذرنی چاہیئے جس طرح اذان کے بعد نماز کے انتظار اور اس کی تیاری میں گذرتی ہے۔نیز یہ کہ مسلمان بچے کا پہلا حق یہ ہے کہ پیدائش کے ساتھ ہی اس کے کان میں اذان دی جائے اور آخری حق یہ ہے کہ اس پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے (معارف الحدیث : ۶/ ۱۹-۲۰)

عقیقہ کے متعلق اہم اور ضروری ہدایات

دنیا کی قریب قریب سب ہی قوموں اور ملتوں میں یہ بات مشترک ہے کہ بچہ پیدا ہونے کو ایک نعمت اور خوشی کی بات سمجھا جاتا ہے۔اور کسی تقریب کے ذریعہ اس خوشی کا اظہار بھی کیا جاتا ہے۔یہ انسانی فطرت کا تقاضا بھی ہے اور اس میں ایک بڑی مصلحت یہ ہے کہ اس سے نہایت لطیف اور خوبصورت طریقے پر یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے کہ باپ اس بچے کو اپنا ہی بچہ سمجھتا ہے۔اور اس بارے میں اس کو اپنی بیوی پر کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔اس سے بہت سے فتنوں کا دروازہ بند ہوجاتا ہے عربوں میں اس کے لئے جاہلیت میں عقیقہ کا رواج تھا۔دستور یہ تھا

کہ پیدائش کے چند روز بعد نومولود بچے کے سر کے وہ بال جو وہ ماں کے پیٹ سے لیکر پیدا ہوا ہے صاف کروائے جاتے۔اور اس دن خوشی میں کسی جانور کی قربانی کی جاتی (جو ملتِ ابراھیمی کی نشانیوں میں سے ہے) رسول اللہ ﷺ نے اصولی طور پر اس کو باقی رکھتے ہوئے بلکہ خود عقیقہ کر کے عملی نمونہ بھی پیش فرمایا

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں ہم لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب کسی کے لڑکا پیدا ہوتا تو وہ بکری یا بکرا ذبح کرتا اور اس کے خون سے بچے کے سر کو رنگ دیتا۔ پھر جب اسلام آیا تو (رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و ہدایت کے مطابق) ہمارا طریقہ یہ ہو گیا کہ ہم ساتویں دن عقیقہ کی بکری یا بکرے کی قربانی کرتے ہیں۔اور بچہ کا سر صاف کرا کے اس کے سر پر زعفران لگاتے ہیں.(سنن ابی داؤد۔معارف الحدیث : ۶/۲۲-۲۳)

بچہ کے متعلق ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کا (۱) اچھا نام رکھے (۲) حسنِ ادب سکھائے (۳) دینی تربیت کرے

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اِنَّ اَحَبَّ اَسمَاءِ کم الیٰ اللہِ عَبْدُ اللہِ وَعَبْدُ الرحمٰن (رواہ مسلم)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے ناموں میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں (رواہ مسلم)

تشریح :- عبداللہ اور عبدالرحمٰن کے زیادہ پسندیدہ ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ اس میں بندے کی عبدیت کا اعلان ہے۔اور یہ چیز اللہ کو پسند ہے اسی طرح انبیاء علیھم السلام کے نام بھی پسندیدہ ناموں میں سے ہیں۔وہ انبیاء علیھم السلام کے ساتھ نسبت ظاہر کرتے ہیں، چنانچہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے صاحبزادے کا نام ابراہیم رکھا تھا۔اور سنن ابی داؤد وغیرہ میں آپ

ﷺ کا یہ ارشاد بھی مروی ہے ''سَمُّوا بِاسماء الانبیاء '' (یعنی پیغمبروں کے ناموں پر نام رکھو) اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے بعض بچوں کے نام ایسے بھی رکھے جو معنوی لحاظ سے اچھے ہیں ۔ اگر چہ وہ پیغمبروں کے معروف ناموں میں سے نہیں ہیں ۔ مثلاً اپنے نواسوں کا نام حسن اور حسین رکھا، اور ایک انصاری صحابیؓ کے بچے کا نام ''مُنذِرْ'' رکھا الغرض اس باب میں رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل اور آپ ﷺ کے ارشادات سے یہی رہنمائی ملتی ہے کہ باپ کی ذمہ داری ہے کہ بچے کا اچھا نام رکھے یا اپنے کسی بزرگ سے رکھوائے ، اللہ کے سارے پیغمبروں نے اوران سب کے آخر میں ان کے خاتم سیدنا حضرت محمد ﷺ نے اس چندروزہ دنیوی زندگی کے بارے میں یہی بتایا ہے کہ یہ دراصل آنے والی اس اخروی زندگی کی تمہید اوراس کی تیاری کے لئے ہے ۔ جو اصل اور حقیقی زندگی ہے ۔ اور جو کبھی ختم نہ ہوگی ۔ اس نقطۂ نظر کا قدرتی اور لازمی تقاضا ہے کہ دنیا کے سارے مسئلوں سے زیادہ آخرت کو بنانے اور وہاں فوز وفلاح حاصل کرنے کی فکر کی جائے ۔اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ہر صاحبِ اولاد پراس کی اولاد کا یہ حق بتایا ہے کہ وہ بالکل شروع ہی سے اس کی دینی تعلیم وتربیت کی فکر کرے ۔اگر وہ اس میں کوتاہی کرے گا تو قصور وار ہوگا.

عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله ﷺ افتحوا علیٰ صبیانکم اول کلمة بِلااله الا الله ولقنوا هم عند الموت لا الٰه الا الله (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

ترجمہ:- حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اپنے بچوں کی زبان سے سب سے پہلے ''لا الٰہ الا اللہ'' کہلواؤ ۔اور موت کے وقت ان کواسی کلمہ ''لا اله الا الله '' کی تلقین کرو.

تشریح :- انسانی ذہن کی صلاحیتوں کے بارے میں جدید تجربات اورتحقیقات

سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے۔اوراب گویاتسلیم کرلی گئی ہے کہ پیدائش کے وقت ہی سے بچے کے ذہن میں صلاحیت ہوتی ہے کہ جوآوازیں وہ کان سے سنےاورآنکھوں سے دیکھےاس سے اثر لے۔اوروہ اثرلیتاہے۔(رسول اللہﷺ نے پیداہونے کے بعدہی بچے کےکان میں اذان اورا قامت پڑھنے کی جوھدایت فرمائی ہے۔اس سےبھی یہ صاف اشارہ ملتاہے۔کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی اس حدیث میں ہدایت فرمائی گئی ہے کہ بچے کی زبان جب بولنے کے لئے کھلنے لگےتو سب سے پہلے اس کوکلمہ ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ کی تلقین کی جائے اوراسی سے زبانی تعلیم وتلقین کاافتتاح ہو۔آگے سےبھی ھدایت فرمائی گئی کہ جب آدمی کاوقتِ آخرآئےتواس وقت بھی اس کواسی کلمہ کی تلقین کی جائے۔بڑاخوش نصیب ہےاللہ کا وہ بندہ جس کی زبان سے دنیا میں آنے کے بعدسب سے پہلے یہی کلمہ نکلےاور دنیاسے جاتے وقت یہی اس کا آخری کلمہ ہواللہ تعالیٰ نصیب فرمائے.(معارف الحدیث : ۶/۳۰ تا ۳۲)

بچوں کوبچپن ہی سے خداپرستی کےراستہ پرڈالناچاہیئے

عن عمروبن شعیب عن ابیه عن جده قال قال رسول الله ﷺ مُرُوا اولادكم بالصلٰو ة وهم ابناء سبع واضربواهم عليها وهم ابناء عشرسنين وفُرّقوا بينهم فى المضاجع (رواہ ابوداؤد،ورواہ فی شرح السنۃ عن صبرہ ابن معبد

ترجمہ:۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا تمہارے بچے جب سات سال کے ہوجائیں توان کونماز کی تاکید کرو۔اوردس سال کے ہوجائیں تو نماز میں کوتاہی کرنے پران کوسزادواوران کے بستربھی الگ الگ کردو.(سنن ابی داؤد)

تشریح :۔ عام طورسے بچےسات سال کی عمرمیں سمجھداراور باشعورہوجاتے ہیں اس وقت سے ان کوخداپرستی کےراستہ پرڈالناچاہیئے۔اوراس کے لئے ان سے نماز کی پابندی

کرانی چاہئے دس سال کی عمر میں ان کا شعور کافی ترقی کر جاتا ہے۔اور بلوغ کا زمانہ قریب آجاتا ہے،اس وقت نماز کے بارے میں ان پر سختی کرنی چاہئے اور اگر وہ کوتاہی کریں تو مناسب طور پر ان کو سرزنش بھی کرنی چاہئے۔نیز اس عمر کو پہونچ جانے پر ان کو الگ الگ سلانا چاہئے۔ایک ساتھ اور ایک بستر پر نہ سلانا چاہئے (دس سال سے پہلے اس کی گنجائش ہے)

حدیث کا مدعا یہ ہے کہ ماں باپ پر یہ سب اولاد کے حقوق ہیں۔لڑکوں کے بھی اور لڑکیوں کے بھی۔اور قیامت کے دن ان سب کے بارے میں باز پرس ہوگی.(معارف الحدیث : ۶/۳۳-۳۴)

خاص کر لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت

آج تک بھی بہت سے علاقوں اور طبقوں میں لڑکی کو ایک بوجھ اور مصیبت سمجھا جاتا ہے۔اور اس کے پیدا ہونے پر گھر میں بجائے خوشی کے افسردگی اور غمی کی فضا ہو جاتی ہے۔

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من وُلِدَتْ له اِبنَةٌ فَلَم يُؤ ذِها وَلم يُهِنْها وَلم يُو ثِر وَلَدَ ه عليها يعنى الذكور ادخله الله بها الجنةَ (رواہ احمد والحاکم فی المستدرک)

ترجمہ:۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے یہاں لڑکی پیدا ہو پھر وہ نہ تو اسے کوئی ایذاء پہونچائے اور نہ اس کی توہین اور ناقدری کرے اور نہ محبت و برتاؤ میں لڑکوں کو اس پر ترجیح دے۔تو اللہ تعالیٰ لڑکی کے ساتھ اس حسن سلوک کے صلہ میں اس کو جنت عطا فرمائے گا.(مسند احمد،مستدرک حاکم)

اسی سلسلہ میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے۔

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ ﷺ مَن عال ثلٰث بنات اَوْ ثلٰثَ اخواتٍ او اُختین او بنتین فادبھن واحسن الیھن وزوَّجھن فلہ الجنَّةَ (رواہ ابوداؤد، والترمذی)

ترجمہ:- حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس بندے نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں یا دو بیٹیوں یا بہنوں کا بار اٹھایا اور ان کی اچھی تربیت کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ اور پھر ان کا نکاح بھی کر دیا، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بندے کے لئے جنت کا فیصلہ ہے۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی)

تشریح:- ان حدیثوں میں رسول اللہ ﷺ نے حسنِ سلوک کو لڑکیوں کا صرف حق ہی نہیں بتلایا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر داخلۂ جنت اور عذابِ دوزخ سے نجات کا آپ ﷺ نے اعلان فرمایا اور یہ انتہائی خوش خبری سنائی کہ لڑکیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے اہلِ ایمان قیامت میں اس طرح میرے قریب اور بالکل میرے ساتھ ہوں گے جس طرح ایک ہاتھ کی باہم ملی ہوئی انگلیاں ساتھ ہوتی ہیں. (معارف الحدیث : ۶/۳۴ تا ۳۸، بحذفٍ یسیرٍ)

ولادت اور اس کے بعد کی سنتیں

(۱) نومولود کے کان میں اذان اور اقامت کہنا سنت ہے۔

جب بچہ پیدا ہو تو اس کو نہلا دھلا کر کان میں اذان دینا سنت ہے جب حضرت حسن بن علیؓ کی ولادت ہوئی تو حضور ﷺ نے ان کے کان میں اذان دی (ترمذی شریف : ۱/۱۸۳) (اسوۂ رسول اکرم : ۶۱۳، بحوالہ طبرانی، زادالمعاد) (تحفۃ الباری : ۳/۲۱۹)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے منقول ہے کہ بچہ کے داہنے کان میں اذان کہی جائے اور

بائیں کان میں اقامت پڑھی جائے (مرقاۃ : ۳۶۰/۴)

(۲) بچہ کا اچھا نام رکھنا سنت ہے۔ جیسے (عبداللہ) (عبدالرحمٰن) (اسوۂ رسول اکرم : ۶۱۴) (تحفۃ الباری : ۲۱۷/۳) (مسلم شریف : ۲۰۶/۲)

فائدہ:- داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنے کی وجہ سے ام الصبیان کی تکلیف نہ ہوگی (ابن سنی بحوالہ تحفۃ الباری : ۲۱۹/۳)

فائدہ:- ام الصبیان ایک بیماری ہے جس کی وجہ سے بچے بے ہوش جاتے ہیں ۱۲

(۳) کھجور سے تحنیک کرانا اور برکت کی دعاء کرانا سنت ہے۔

فائدہ:- کھجور چبا کر نرم کر کے بچہ کے تالوں میں لگا دینا تاکہ بچہ کے پیٹ میں چلا جائے اگر وقت پر کھجور میسر نہ ہو تو کوئی میٹھی چیز سے تحنیک کی سنت ادا ہو جائے گی. ۱۲

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میرے گھر لڑکا پیدا ہوا میں نے اس بچہ کو حضور ﷺ کے پاس لایا تو حضور ﷺ نے اس کا نام ابراھیم رکھا اور کھجور سے اس کی تحنیک کی اور اس کے لئے برکت کی دعاء کی (بخاری شریف : ۸۲۱/۲) (مسلم شریف : ۲۰۶/۲ - ۲۰۸) (ترمذی، ابوداؤد) (تحفۃ الباری : ۲۱۹/۳) (اسوۂ رسول اکرم : ۶۱۴)

(۴) عقیقہ کرنا سنت ہے۔ یعنی لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا. (مشکوٰۃ : ۳۶۲/۲ بروایت ابی داؤد ، ترمذی ، نسائی)

حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہر بچہ اپنے عقیقہ کے رہن میں ہوتا ہے (ترمذی شریف : ۱۸۳/۱) (بخاری شریف : ۸۲۲/۲) (زادالمعاد) (ابوداؤد : ۳۹۲/۲) (فتاویٰ رحیمیہ : ۹۱/۲)

لڑکے کی طرف سے صرف ایک بکرا عقیقہ میں ذبح کرے تو بھی سنت ادا ہو جائے گی کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت حسینؓ کی طرف سے ایک مینڈھے کا عقیقہ فرمایا تھا. (ترمذی شریف :

۱/۱۸۳)(مشکوٰۃ : ۲/۳۶۲ ، ابوداؤد ، نسائی)(اسوۂ رسول اکرم : ۶۱۵)(تحفۃ الباری : ۳/۲۱۵)

(۵) بچہ کی طرف سے عقیقہ کی نیت سے ساتویں دن جانور ذبح کرنا سنت ہے۔ اگر ساتویں دن ذبح نہ کرسکا تو ساتویں دن کی نیت کرلی تب بھی سنت کا ثواب ملے گا.(ترمذی : ۱/۱۸۳)(مشکوٰۃ : ۲/۳۶۲)(احمد، سنن اربعہ، صحیحہ الترمذی ، بحوالہ تحفۃ الباری : ۳/۳۱۵ - ۳۱۶)(ابوداؤد : ۲/۳۹۲)

(۶) اپنی اولاد کی طرف سے عقیقہ کرنا سنت ہے۔(تحفۃ الباری : ۳/۲۱۵)

حضور ﷺ نے فرمایا فاهرقوا عنه دماً واميطوا عنه الاذىٰ (بخاری : ۲/۸۲۲)(فتاویٰ رحیمیہ : ۲/۹۴)

(۷) بلوغ تک اس کے باپ نے عقیقہ نہ کیا ہو تو بالغ ہونے کے بعد اپنا عقیقہ خود کرنا سنت ہے۔ بلوغ سے باپ کی طرف سے عقیقہ ساقط ہو جاتا ہے(تحفۃ الباری : ۳/۲۱۵)

(۸) پیدائش کے ساتویں دن بچہ کے بال مونڈنا مسنون ہے۔(احمد وسنن اربعہ۔بحوالہ تحفۃ الباری : ۳/۲۱۸)(ترمذی : ۱/۱۸۳)(ابوداؤد : ۲/۳۹۲)(فتاویٰ رحیمیہ : ۲/۹۱)

(۹) بال مونڈنے کے بعد بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرنا سنت ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت حسنؓ کے عقیقہ کے بعد حضرت فاطمہؓ کو ان کے بال مونڈ کر اس کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرنے کا حکم دیا تھا(مالک، ترمذی، حاکم، بیہقی بحوالہ تحفۃ الباری : ۳/۲۱۹)(ترمذی : ۱/۱۸۳-۲۷۸)(مشکوٰۃ : ۲/۳۶۲)(فتاویٰ رحیمیہ : ۲/۹۱)(اسوۂ رسول اکرم)

(۱۰) بچوں کی سنت۔ جب شام ہو جائے تو اس وقت بچوں کو روک لو یعنی بچوں کو باہر نہ نکلنے دو اس لئے کہ صحیح روایت میں ہے کہ اس وقت شیطان کا لشکر زمین میں پھیلتا ہے(مسلم شریف : ۲/۱۷۱)(حصن حصین : ۱۳۵)(گلزار سنت : ۳، مصنفہ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندیؒ محدث دارالعلوم دیوبند)(اسوۂ رسول اکرم ص: ۵۹۵)

(۱۱) بچوں کی ایک سنت یہ بھی ہے کہ بچوں کو سلام کرے اس لئے کہ صحیحین کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا گذر بچوں پر سے ہوتا تو آپ ﷺ بچوں کو سلام کرتے تھے (بخاری) (مسلم : ۲/۲۱۴) (ترمذی : ۲/۹۹) (گلزار سنت : ۹)

(۱۲) بچوں کے ناموں کے بارے میں سنت۔ سنت ہے کہ اپنے لڑکوں کا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن رکھے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک محبوب ترین ناموں میں عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے (گلزارِ سنت : ۱۰) (مسلم شریف : ۲/۲۰۶-۲۰۹) (بخاری شریف : ۲/ ۸۲۲) (ابوداؤد) (اسوۂ رسول اکرم : ۶۱۴)

(۱۳) بچہ کے متعلق سنت: جب وہ سات برس کا ہوجائے۔ جب بچہ سات برس کا ہوجائے تو نماز اور دیگر دین کی باتوں کا اس کو حکم کرنا سنت ہے (ترمذی شریف: ۱/۹۳) (حصن حصین مع قول متین : ۲۷۴) (فضائل نماز : ۲۵ ، بحوالہ درمنثور) (رسول اللہ ﷺ کی سنتیں : ۶۰)

(۱۴) بچہ کے متعلق سنت: جب وہ دس برس کا ہوجائے جب بچہ دس برس کا ہوجائے تو اس کو مار کر نماز پڑھوانا سنت ہے (یعنی اگر وہ نماز نہ پڑھے تو اس کو مار کر نماز پڑھائے. (ترمذی شریف : ۱/۹۳) (فضائل نماز : ۲۵ ، بحوالہ درمنثور) (رسول اللہ ﷺ کی سنتیں : ۶۰)

(۱۵) مذکر بچوں کی ختنہ کرنا سنت ہے (بخاری : ۲/۹۳۱) (مسلم : ۲/ ۱۲۸) (ابوداؤد شریف : ۲/۸) (نسائی : ۲/۷) (فتاویٰ محمودیہ : ۱۱/۶۱) (تربیت اولاد کا اسلامی نظام : ۹۷)

(۱۶) بچہ کو پہلی تعلیم کے متعلق سنت۔ جب بچہ بولنے لگے تو بچہ کو سب سے پہلے لا الٰہ الا اللہ سکھادو۔ ترمذی کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اس کو لا الٰہ الا اللہ سکھادو۔ پھر مت پرواہ کرو کہ کب مرے اور جب دودھ کے دانت گر جائے تو نماز کا حکم دو (ابن سنی ، ترمذی ، زاد المعاد۔ بحوالہ اسوۂ رسول اکرم : ۶۱۴) (حصن حصین مع قول متین : ۲۷۳) (عمل الیوم واللیلہ لابن السنی : ۱۳۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب (۲)

شادی اور اس کے متعلق سنتوں کا بیان

(۱)واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجاً وجعل لکم من ازواجکم بَنِیْنَ وَحَفَدَۃً (سورہ نحل ۷۲)

(۲)یامعشر الشباب من استطاع منکم الباء ۃ فلیتزوج (الحدیث۔بخاری شریف ومسلم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نکاح کے متعلق ضروری اور اھم ہدایات

نکاح اور شادی کا طریقہ

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں عربوں میں مرد و عورت کے باہمی تعلق اور اولاد سے متعلق کئی طریقے اور ضابطے رائج تھے۔ ان میں سے بعض نہایت گندے اور شرمناک تھے۔ ایک طریقہ اصولی طور پر صحیح اور شریفانہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی اصلاح فرما کر بس اسی کو باقی رکھا اور دوسرے سارے طریقے یکسر ختم فرما دئے اور ان کو سنگین گناہ اور جرم قرار دیا۔ آپ ﷺ نے اپنے طرز عمل اور ارشادات سے نکاح و شادی کا جو عمومی طریقہ مقرر فرمایا ہے، وہ یہ ہے کہ مرد کی طرف سے عورت کے اولیاء اور سرپرستوں کو پیام دیا جائے اور رشتہ کی طلب و استدعاء کی جائے، اگر رشتہ کو مناسب اور قرین مصلحت سمجھیں تو عورت کے عاقلہ بالغہ اور صاحب رائے ہونے کی صورت میں اس کی مرضی کے مطابق رشتہ منظور کرلیں اور نکاح کر دیں اور ظاہر ہے کہ یہی طریقہ فطرت و حکمت کے عین مطابق ہے.

نکاح اور شادی کی اصل ذمہ داریاں چونکہ منکوحہ عورت پر عائد ہوگی اور وہی ساری عمر کے لئے ان کی پابند ہوگی اس لئے اس کی رائے اور رضامندی لینا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے، ولی اور سرپرست کو حق نہیں ہے کہ اس کی مرضی کے خلاف کسی سے اس کا نکاح کر دے۔ اسی کے ساتھ عورت کے شرف نسوانیت کی رعایت سے ہدایت فرمائی گئی کہ معاملہ اولیاء اور سرپرستوں ہی کے ذریعہ طے ہو اور وہی عقد و نکاح کرنے والے ہوں۔ یہ بات عورت کے مقام شرف کے خلاف ہے کہ کسی کی بیوی بننے کا معاملہ وہ خود براہ راست طے کرے اور خود سامنے آ کر اپنے کو کسی کے نکاح میں دے۔ علاوہ ازیں چونکہ کسی لڑکی کے نکاح کے کچھ اثرات اس کے خاندان پر بھی

پڑتے ہیں اسی وجہ سے بھی اولیاء (خاندانی بزرگوں) کوکسی درجہ میں دخیل قرار دیا گیا ہے.

اس کے علاوہ یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر سارا معاملہ عورت ہی کے ہاتھ میں دے دیا جائے اور اولیاء بے تعلق رہیں تو اس کا بہت زیادہ امکان ہے کہ بیچاری عورت دھوکہ کھا جائے اور کسی کے دام فریب میں آ کر خود اپنے حق میں غلط فیصلہ کرے۔ان سب وجوہ کی بنا پر ضروری قرار دیا گیا ہے کہ (خاص استثنائی صورتوں کے علاوہ) نکاح وشادی اولیاء ہی کے ذریعہ ہو.

نکاح وشادی کے سلسلہ میں ایک رہنمائی یہ بھی فرمائی گئی ہے کہ جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اگر دیکھی بھالی بالکل نہ ہو تو اگر ہوسکے تو پیام دینے سے پہلے ایک لحظہ دیکھ لیا جائے تاکہ بعد میں کوئی خدشہ پیدا نہ ہو۔ یہ مقصد ایک درجہ میں قابل اعتماد عورتوں کے دیکھنے سے بھی پورا ہوسکتا ہے.

ایک ہدایت یہ بھی فرمائی گئی کہ اگر کسی عورت سے نکاح کے لئے کسی دوسرے مرد کی طرف سے پیام دیا جاچکا ہے تو جب تک اس کے لئے انکار نہ ہوجائے اور بات ٹوٹ نہ جائے اس کے لئے پیام نہ دیا جائے۔اس کی حکمت ظاہر ہے نکاح کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ خفیہ نہ ہو کچھ لوگوں کی موجودگی میں علانیہ ہو اس کے دو شاہد اور گواہ ہوں

بہتر بتایا گیا ہے کہ نکاح مسجد میں ہو۔اس طرح عورت کے لئے مہر کا نذرانہ بھی ضروری قرار دیا گیا ہے (معارف الحدیث : ۷/۹-۱۰-۱۱)

نکاح کی اہمیت وضرورت

مرد وعورت کا اجتماع (یعنی جنسی اختلاط) انسان کا طبعی تقاضا ہے اور اس طبعی تقاضہ کی تکمیل کے ذریعہ انسان کو ہر شریعت اور ہر مذہب نے ایک خاص معاہدہ کا پابند بنایا ہے۔اس معاہدہ (یعنی عقد) کے بغیر مرد وعورت کا باہمی اجتماع کسی بھی شریعت ومذہب اور کسی بھی معاشرہ

وقوم نے جائز قرار نہیں دیا، یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک جتنی بھی شریعتیں اللہ تعالیٰ نے اتاریں۔ سب میں ''نکاح'' کو نہایت اہم مذہبی اہمیت حاصل رہی۔ اور علماء لکھتے ہیں کہ ایسی کوئی عبادت نہیں جو از حضرت آدمؑ تا ایں دم مشروع ہو (یعنی حضرت آدمؑ سے لیکر اس وقت تک بلکہ قیامت تک مشروع ہو) اور جنت میں بھی باقی رہے۔ سوائے ایمان اور نکاح کے. (مظاہر حق جدید : ۲/۴)

نکاح کے فوائد

نکاح کا جہاں سب سے بڑا عمومی فائدہ نسل انسانی کا بقا اور باہم توالد و تناسل کا جاری رہنا ہے۔ وہیں اس میں کچھ مخصوص فائدے اور بھی ہیں۔ جن کو پانچ نمبروں میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے:-

(۱) نکاح کر لینے سے جنسی ہیجان کم ہو جاتا ہے۔ یہ جنسی ہیجان انسان کی اخلاقی زندگی کا ایک ہلاکت خیز مرحلہ ہوتا ہے۔ جو اپنے سکون کے خاطر مذہب اور اخلاق ہی کی نہیں شرافت وانسانیت کی بھی ساری پابندیاں توڑ ڈالنے سے گریز نہیں کرتا۔

مگر جب اس کو جائز ذرائع سے سکون مل جاتا ہے تو پھر یہ پابندِ اعتدال ہو جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جائز ذریعہ صرف نکاح ہی ہو سکتا ہے.

(۲) نکاح کرنے سے اپنا گھر بستا ہے۔ خانہ داری کا آرام ملتا ہے۔ گھر میں زندگی میں سکون واطمنان کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ اور گھر میں زندگی کے اس اطمنان وسکون کے ذریعہ حیاتِ انسانی کو فکر وعمل کے ہر موڑ پر سہارا ملتا ہے.

(۳) نکاح کے ذریعہ سے کنبہ بڑھتا ہے جس کی وجہ سے انسان اپنے آپ کو مضبوط وزبردست محسوس کرتا ہے اور معاشرہ میں اپنے حقوق ومفادات کے تحفظ کیلئے اپنا رعب، داب

قائم رکھتا ہے.

(۴) نکاح کرنے سے نفس مجاھدہ کا عادی ہوتا ہے، کیونکہ گھربار اور اہل وعیال کی خبر گیری ونگہداشت اوران کی پرورش وپرداخت کے سلسلہ میں مسلسل جدوجہد کرنا پڑتی ہے۔اس مسلسل جدوجہد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان بے عملی اور لاپرواہی کی زندگی سے دور رہتا ہے۔ جو اس کے لئے دنیاوی طور پر بھی نفع بخش رہتا ہے .اس کی وجہ سے وہ دینی زندگی یعنی عبادات وطاعات میں بھی چاق وچوبندرہتا ہے.

(۵) نکاح ہی کے ذریعہ صالح ونیک بخت اولاد پیدا ہوتی ہے۔ظاہر ہے کہ کسی شخص کی زندگی کا سب سے گران مایہ سرمایہ اس کی صالح اور نیک اولادہی ہوتی ہے۔جس کی وجہ سے وہ نہ صرف دنیامیں سکون واطمنان اورعزت ونیک نامی کی دولت حاصل کرتا ہے۔ بلکہ اُخروی طور پر بھی فلاح وسعادت کا حصہ دار بنتا ہے.(مظاھرحق جدید : ۳/۴)

نکاح کے احکام

(۱)حنفی مسلک کے مطابق نکاح کرنا اس صورت میں فرض ہوجاتا ہے جب کہ جنسی ہیجان اس درجہ غالب ہوکہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہوجانے کا یقین ہو۔اور بیوی کے مہراوراس کے نفقہ پر قدرت حاصل ہواور یہ خوف نہ ہوکہ بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے بجائے اس کے ساتھ ظلم وزیادتی کا برتاؤ ہوگا.

(۲) نکاح کرنا اس صورت میں واجب ہوتا ہے جبکہ جنسی ہیجان کا غلبہ ہومگراس درجہ کا غلبہ نہ ہوکہ زنا میں مبتلا ہوجانے کا یقین ہو، نیز مہر ونفقہ کی ادائیگی کی قدرت رکھتا ہو۔اور بیوی پر ظلم کرنے کا خوف نہ ہو۔اگرکسی شخص پر جنسی ہیجان کا غلبہ تو ہومگر وہ مہراور بیوی کے اخراجات کی ادائیگی پرقادرنہ ہوتوایسی صورت میں اگروہ نکاح نہ کرے تو اس پر گناہ نہیں ہوگا۔جبکہ مہراورنفقہ

پر قادر شخص جنسی ہیجان کی صورت میں نکاح نہ کرنے سے گناہ گار رہوتا ہے.

(۳) اعتدال کی حالت میں نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ (اعتدال کی حالت) سے مراد یہ ہے کہ جنسی ہیجان کا غلبہ نہ ہو لیکن بیوی کے ساتھ مباشرت ومجامعت کی قدرت رکھتا ہو اور مہر ونفقہ کی ادائیگی پر بھی قادر ہو۔ لہٰذا اس صورت میں نکاح نہ کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے جبکہ زنا سے بچنے اور افزائشِ نسل کی نیت کے ساتھ نکاح کرنے والا اجر وثواب سے نوازا جاتا ہے.

(۴) نکاح کرنا اس صورت میں مکروہ ہے جبکہ بیوی پر ظلم کرنے کا خوف ہو، یعنی اگر کسی شخص کو اس بات کا خوف ہو کہ میرا مزاج چونکہ بہت بُرا اور سخت ہے اس لئے میں بیوی پر ظلم وزیادتی کروں گا تو ایسی صورت میں نکاح کرنا مکروہ ہے.

(۵) نکاح کرنا اس صورت میں حرام ہے جبکہ بیوی پر ظلم کرنے کا یقین ہو۔ یعنی اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو کہ میں اپنے مزاج کی سختی وتندی کی وجہ سے بیوی کے ساتھ اچھا سلوک قطعاً نہیں کرسکتا بلکہ اس پر میری طرف سے ظلم ہونا بالکل یقینی چیز ہے تو ایسی صورت میں نکاح کرنا اس کے لئے حرام ہوگا.

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شریعت نے نکاح کے بارے میں مختلف حالات کی رعایت رکھی ہے۔ کہ بعض صورتوں میں تو نکاح کرنا فرض ہوجاتا ہے بعض میں واجب اور بعض میں سنت مؤکدہ ہوتا ہے جبکہ بعض صورتوں میں نکاح کرنا مکروہ بھی ہوتا ہے۔ اور بعض میں تو حرام ہوجاتا ہے.

لہٰذا ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اسی صورت کے مطابق عمل کرے جو اس کی حالت کے مطابق ہو. (مظاہر حق جدید : ۴/۴)

نکاح کی سنتیں

حضور ﷺ نے جوانوں کوفرمایا:-یامعشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج ۔اے جوانوں کی جماعت جونکاح کی قوت رکھتا ہوچاہئے کہ وہ نکاح کرے.(بخاری شریف : ۷۵۸/۲)(ترمذی شریف : ۲۰۶/۱)

(۱)نکاح کرنا سنت ہے :اعتدال کی حالت میں نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے ۔(اعتدال کی حالت'' سے مراد یہ ہے کہ جنسی ہیجان کا غلبہ نہ ہولیکن بیوی کے ساتھ مباشرت ومجامعت کی قدرت رکھتا ہو۔سکنیٰ ،مہراور نفقہ کی ادائیگی پر بھی قادر ہو.)(مسلم شریف : ۴۴۹/۱)(ابوداؤد : ۲۷۹/۲)(نسائی : ۶۸/۲)(اوجز المسالک : ۳۰۸/۴)(مظاھر حق جدید : ۴/۴)(بدائع الصنائع : ۲۲۹/۲)(شامی : ۸/۳)(بحرالرائق : ۸۰/۳)(فتاویٰ عالمگیری : ۲۶۷/۱)(علم الفقہ : ۱۶/۶)

(۲) مسنون نکاح وہ ہے جوسادہ ہو۔جس میں زیادہ تکلفات اور جہیز وغیرہ کے سامان کا جھگڑا نہ ہو(گلزارِسنت : ۷)(اسوۂ رسول اکرم : ۶۱۰)

حضور ﷺ نے ارشادفرمایا اعظم النکاح برکۃ ایسرہ مؤنۃ اوکما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔(مشکوٰۃ شریف : ۲۶۸/۲)(ابوداؤد : ۲۹۰)

(۳)نکاح سے پہلے لڑکے یالڑکی والے کی طرف سے منگنی یعنی پیغامِ نکاح بھیجنا دونوں کے لئے مسنون ہے (بخاری شریف : ۷۷۱/۲)(ابوداؤد : ۲۸۳/۱)(اسوۂ رسول اکرم : ۶۰۹)

(۴)جمعہ کے دن نکاح کرنا پسندیدہ اور مسنون ہے ۔برکت اور بھلائی کا سبب ہے (مظاھر حق جدید : ۴۹/۴)(بحرالرائق : ۸۱/۳)(گلزارِسنت : ۷)(شامی : ۸/۳)(اسوۂ رسول اکرم : ۶۱۰)(علم الفقہ : ۱۹/۶)

(۵) نکاح کا اعلان کرنا سنت ہے ۔ کہ لوگوں کو نکاح کی اطلاع ہو جائے (بخاری شریف : ۲/۷۷۳) (ترمذی شریف : ۱/۲۰۷) (ابن ماجہ : ۱۳۸) (مشکوٰۃ شریف : ۲/۲۷۲) (بحرالرائق : ۳/۸۱) (گلزارِ سنت : ۷) (اسوۂ رسول اکرم : ۶۱۰)

(۶) نکاح کے بعد چھوارے یا کھجور لٹانا یا تقسیم کرنا سنت ہے (فتاویٰ محمودیہ : ۷/۳۸۷) (گلزارِ سنت : ۷) (اسوۂ رسول اکرم : ۶۰۸) (علم الفقہ : ۶/۲۳)

فائدہ: اگر نکاح مسجد میں منعقد ہو رہا ہے اور کھجور کے لٹانے میں شور و شغب کی وجہ سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہو تو تقسیم کرادے ۔ چھوارے تقسیم کرنے سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے (اسلامی شادی : ۹۵ ، افادات حضرت تھانویؒ)

(۷) حسب استطاعت مہر مقرر کرنا سنت ہے (مسلم شریف : ۱/۴۵۷) (ترمذی شریف : ۱/۱۳۲-۲۱۱) (ابوداؤد : ۱/۲۸۷) (نسائی : ۱/۸۵) (ابن ماجہ) (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ : ۳/۴۴۵) (مشکوٰۃ : ۱/۲۷۷) (اسوۂ رسول اکرم : ۶۱۰)

(۸) شادی کی پہلی رات جب بیوی سے تنہائی ہو تو بیوی کی پیشانی کے اوپر کے بال پکڑ کر یہ دعاء پڑھنا سنت ہے اللّٰهم انی اسئلك من خيرها وخير ماجبلتها عليه واعوذبك من شرها وشر ماجبلتها عليه (ابوداؤد : ۱/۲۹۳) (ابن ماجہ : ۱/۱۳۹) نسائی ابن ماجہ سے حصن حصین میں روایت ہے. (حصن حصین مع قول متین : ۲۷۲) (تحفۃ الباری : ۳/۵۵)

(۹) جب بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے تو یہ دعاء پڑھنا سنت ہے ۔ ورنہ شیطان صحبت میں شریک ہو جاتا ہے دعاء یہ ہے بسم الله اللّٰهم جنبنا الشيطان وجنِّبِ الشيطان ما رزقتنا

ترجمہ:- میں اللہ کا نام لیکر یہ کام شروع کرتا ہوں ۔ اے اللہ ہم کو شیطان سے بچا اور

جو اولاد تو ہم کو عطا کرے اس کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ۔ اس دعاء کو پڑھ لینے سے جو اولاد ہوگی اس کو شیطان کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا. (بخاری شریف : ۲/۹۴۹، یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے)(بخاری شریف: ۲/۷۷۶)(مسلم شریف : ۱/۴۶۳)(ترمذی شریف : ۱/۲۰۷)(ابوداؤد : ۱/۲۹۳)(مترجم عمل الیوم واللیلہ ،امام نسائی : ۱۸۱)(حصن حصین مع قول متین : ۲۷۲)(رسول اللہ ﷺ کی سنتیں : ۴۲)(اذکار ماثورہ : ۶۹)

(۱۰) ولیمہ کرنا سنت ہے۔ شب زفاف گذارنے کے بعد اپنے عزیزوں اور دوستوں ،رشتہ داروں اور مساکین کو ولیمہ کا کھانا کھلانا سنت ہے (بخاری شریف : ۲/۷۷۷)(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ : ۳/۴۵۰)(گلزارِ سنت : ۸)(علم الفقہ :۶/۲۳)(اسوۂ رسول اکرم : ۶۰۹)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ولیمہ کرو اگر چہ ایک بکری کے ساتھ ہو.(مسلم شریف : ۱/۴۶۰)(ترمذی شریف مع عرف الشذی : ۱/۲۰۸)(ابوداؤد : ۲/۵۲۵)(ابن ماجہ : ۱۳۹)(مترجم عمل الیوم واللیلہ ، امام نسائی : ۱۷۷)(مشکوٰۃ : ۲/۲۷۸)

(۱۱) عورتوں کو مہندی استعمال کرنا سنت ہے (گلزارِ سنت : ۷)

فائدہ:- شرعی حدود میں رہ کر عورت اپنے شوہر کے لئے زینت کرسکتی ہے ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک عورت کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ عورتوں نے اپنے ہاتھوں کے ناخنوں کو مہندی لگانا چاہئے تا کہ عورت اور مرد کے ہاتھ میں فرق ہوجائے فرمایا لوکنتِ امرأة لَغَيَّرتِ اَظفارَكِ يعنى بالحناء (ابوداؤد : ۲/۵۷۴)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ عتبہ کی بیٹی ہندہؓ نے جب یہ کہا کہ اے اللہ کے نبی کریم ﷺ مجھ کو بیعت کر لیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو مہندی لگا کر ان کی رنگت کو متغیر نہ کرلوگی میں تم سے زبانی بیعت نہیں لوں گا تمہارے ہاتھ مہندی کے بغیر ایسے ہیں جیسے درندے کے ہاتھ ہوں (مظاھرحق جدید : ۵/۲۲۳)(مشکوٰۃ شریف)

(۱۲) مسجد میں نکاح کرنا سنت ہے (گلزارِ سنت : ۷) (اسوۂ رسول اکرم : ۶۱۰) (شامی : ۳/ ۸) (مشکوٰۃ : ۲/۲۷۲) (بحرالرائق : ۳/ ۸۰) (ترمذی شریف : ۱/ ۲۰۷) (امدادالفتاویٰ : ۲/ ۲۵۲)

(۱۳) ماہِ شوال میں نکاح کرنا سنت ہے۔اور باعثِ برکت ہے۔حضرت عائشہؓ کا نکاح ماہِ شوال میں ہوا تھا (مسلم شریف : ۱/ ۴۵۶) (ترمذی شریف : ۱/ ۲۰۷) (ابوداؤد : ۱/ ۲۸۰) (نسائی : ۲/ ۷۲) (ابن ماجہ : ۱۴۴) (مشکوٰۃ : ۲/ ۲۷۱) (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ : ۳/ ۴۲۰) (گلزارِ سنت : ۸) (تحفۃ الباری : ۳/ ۱۱) (اسوۂ رسول اکرم : ۶۰۹)

(۱۴) بلوغ کے فوراً بعد نکاح کرنا مسنون ہے (اسوۂ رسول اکرم : ۶۰۹)

حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت انس بن مالکؓ جناب رسول کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تورات میں لکھا ہوا ہے کہ جس شخص کی لڑکی کی عمر بارہ سال کی ہو جائے (یعنی وہ بالغ ہو جائے) اور وہ نکاح نہ کرے اور پھر وہ لڑکی برائی (یعنی بدکاری وغیرہ) میں مبتلا ہو جائے تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہے (مظاہر حق جدید : ۴/ ۳۹)

(۱۵) نکاح سے پہلے منگنی کا پیغام بھیجنا مسنون ہے (اسوۂ رسول اکرم : ۶۰۹)

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا خطب الیکم من ترضون دینہ وخلقہ فزوجوہ الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد عریض وفی الباب عن ابی حاتم المزنی عائشۃؓ (ترمذی شریف مع عرف الشذی : ۱/ ۲۰۷) (ابوداؤد : ۱/ ۲۸۴)

(۱۶) مرد کے لئے نیک اور صالحہ لڑکی تلاش کرنا مسنون ہے۔ (اسوۂ رسول اکرم: ۶۰۹)

اسی طرح بالغ لڑکی یا لڑکی کے اولیاء کو نیک، صالح، دیندار لڑکا منتخب کرنا مسنون ہے (مشکوٰۃ : ۲/ ۲۶۷)

حضرت ابوھریرہؓ کی روایت ہے اذ خطب الیکم من ترضون دینه وخلقه فزوجوه ۔جب ایسے لڑکے کا پیغام آوے کہ تم اس کے دینداری اوراخلاق سے خوش ہوتو اس پیغام کو قبول کرلو(بخاری شریف : ۲/۷۶۷)(مسلم شریف : ۱/۴۷۳)(ابوداوٗد : ۱/۲۸۰)(ابن ماجہ : ۱/۱۳۵)(تحفۃ الباری : ۳/۲۰)

(۱۷)بیوہ سے نکاح کرنا مسنون ہے۔(۳۲)(۳۲)(اسوۂ رسول اکرم : ۶۰۹)(ابوداوٗد : ۱/۸۹-۲۸۷)

(۱۸)پہلی رات دلہن کو کچھ ہدیہ تحفہ دینا مسنون ہے (بخاری شریف : ۲/۷۷۵)(ابوداوٗد : ۱/۲۸۹)(نسائی : ۲/۹۳)(ابن ماجہ : ۱۴۴)(اسوۂ رسول اکرم : ۶۰۸)

فائدہ:- یہ ہدیہ یا تحفہ مہر کے علاوہ ہے۔مہر تو عورت کا حق ہےاورمہر واجب ہے۔۱۲

(۱۹)نکاح سے قبل لڑکی سے اس کے نکاح کرانے کی اجازت لینا مسنون ہے(ترمذی شریف : ۱/۱۳۱)(ابوداوٗد : ۱/۲۸۵)(نسائی : ۲/۷۷)(مشکوٰۃ : ۲/۲۷۰)(اسوۂ رسول اکرم : ۶۱۰)

(۲۰)نکاح پڑھانے والے کولڑکے کے روبرو،سامنے بیٹھنااورخطبہ پڑھنا مسنون ہے(اسوۂ رسول اکرم : ۶۱۰ ، بحوالہ بہشتی زیور)

(۲۱)جس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے کاارادہ ہواس کو نکاح سے پہلے دیکھنا سنت ہے ونظره الیٰ مخطوبته قبل النكاح سنة (بحرالرائق : ۳/۸۱)(بخاری شریف : ۲/۷۶۸، باب النظر الی المرأة قبل التزویج)(مسلم شریف : ۱/۴۵۶)(ترمذی شریف : ۱/۲۰۷-۱۲۸)(ابوداوٗد : ۱/۲۸۴)(نسائی : ۲/۷۱)(ابن ماجہ : ۱۳۵)(مشکوٰۃ : ۲/۲۶۸)(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ : ۳/۴۱۱)(علم الفقہ : ۶/۱۷)

(۲۲)بالغ عورت اپنے آپ کو مرد صالح پر پیش کرے یہ بھی سنت ہے(بخاری شریف :

۲/۲۶۷)(ترمذی شریف : ۱/۱۳۲)(نسائی : ۲/۶۷)(ابن ماجہ : ۱۳۷)(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ : ۳/ ۴۴۵،وفيه استحباب عرض المرأة نفسها علىٰ الصلحاء لتزوجها)

(۲۳)ولی اپنی لڑکی یا بہن کو مرد صالح پر پیش کرے یہ بھی مسنون ہے(بخاری شریف : ۲/۷۶۸)

امام بخاریؒ نے مستقل باب قائم فرمایا۔باب عرض الانسان ابنته او اخته علىٰ اهل الخير اس باب میں دو روایت ذکر فرمائی ایک روایت میں ذکر فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے اپنی لڑکی نکاح کے لئے حضرت عثمانؓ پر پیش فرمائی جب کوئی جواب نہیں ملا تو حضرت ابوبکرؓ پر پیش فرمائی(بخاری شریف : ۲/۷۶۷)

(۲۴)زیادہ بچے جننے والی اور شوہر سے محبت کرنے والی عورت سے نکاح کرنا سنت ہے۔حضرت معقل بن یسارؓ کی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔کہ تم زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو۔(مشکوٰۃ : ۲/۲۶۷، ابوداؤد ، نسائی)(تربیت اولاد کا اسلامی نظام : ۶۸)

(۲۵)خطبۂ نکاح لڑکی کے ولی کو پڑھنا مسنون ہے۔اس لئے کہ حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے وقت آپ ﷺ نے ہی خطبہ پڑھا تھا(علم الفقہ : ۶/۲۲)

فائدہ:- لڑکی کے اولیاء میں سے کوئی خطبہ نہ پڑھ سکے تو پھر کوئی نیک آدمی دیندار یا عالم دین ہو تو بہتر ہے۔۱۲

(۲۶)حسب ذیل خطبہ پڑھنا مسنون ہے:-

الحمد للّٰه،نحمده ونستعينه ونستغفره ، ونؤمن به، ونتوكل عليه، ونعوذبالله من شرور انفسنا،ومن سيئات اعمالنا من يهده اللّٰه فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ، ونشهدان لا اله الا للّٰه وحده لاشريك له، ونشهد

ان محمداً عبده ورسوله ،﴿يا أيها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها، وبث منهمارجالاًكثيراً ونساءً ، واتقوا الله الذى تساء لون به، والارحام ، ان الله كان عليكم رقيباً﴾﴿يا أيها الذين آمنوا اتقوا ا الله حق تقاته ، ولاتموتن الا وانتم مسلمون ﴾ ﴿يا أيهاالذين آمنوا اتقوا ا الله، وقولوا قولاً سديداً ، يصلح لكم اعما لكم ويغفرلكم ذنوبكم ، ومن يطع الله ورسوله ، فقد فاز فوزاً عظيماً ﴾(ترمذی شریف مع عرف الشذی : ۱/۲۱۰)(ابوداؤدشریف : ۱/۲۸۹)(علم الفقه : ۶/۲۰)(تحفۃ الباری : ۳/۵۵)

(۲۷)شادی کے موقع پر دولہے کواس طرح برکت کی دعاءدینا سنت ہے۔

حضرت ابوھریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کوشادی کے موقع پر دعاء (یامبارکباد)دیتے توفرماتے بارك الله فيك وبارك عليك وجمع بينكما فى خير (عمل الیوم واللیلۃ مترجم ، امام نسائی : ۱۷۶)(ترمذی شریف : ۱/۲۰۷)(ابوداؤد : ۱/۲۹۰)(حصن حصین مع قول متین : ۲۶۸)(تحفۃ الباری : ۳/۵۵)

انبیاءؑ کی چار سنتیں

حضرت ابوایوب انصاریؓ نے فرمایا کہ حضورﷺ نے فرمایا:- چار چیزیں رسولوں کی سنتیں ہیں۔

(۲۸)الحیاء۔شرم کرنا

(۲۹)عطراستعمال کرنا

(۳۰)مسواک کرنا

(۳۱)نکاح کرنا.(ترمذی شریف : ۱/۱۲۸-۲۰۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۳)

گھر کے اندر و باہر سے متعلق سنتوں کا بیان
(یعنی کھانے وغیرہ سے متعلق)

(۱) اذا دخلتم بیوتا فسلموا علیٰ انفسکم ﴿القرآن﴾

(۲) کلوا واشربوا ولا تسرفوا ﴿القرآن﴾

گھر کے اندر و باہر سے متعلق سنتیں

(۱) گھر میں داخل ہونے کی سنت۔ جب گھر میں داخل ہو تو سلام کرے اور یہ دعاء پڑھے اللّٰهم انی اسألك خير المولج و خير المخرج بسم الله ولجنا و بسم الله خرجنا و على الله ربنا توكلنا (ابوداؤد : ۲/۶۹۵) (حصن المسلم من اذکار الکتاب والسنۃ : ۳۲، مصنفہ شیخ سعید بن علی القحطانی) (حصن حصین مع قول متین : ۱۳۴) (ادعیۂ ماثورہ : ۳)

کھانے پینے کے احکام و آداب

کھانے پینے سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات و ہدایات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، ایک وہ جن میں ماکولات و مشروبات (یعنی کھانے پینے کی حلت و حرمت) بیان فرمائی گئی ہے۔ دوسرے وہ جن میں خورد و نوش کے وہ آداب سکھائے گئے ہیں جن کا تعلق تہذیب وسلیقہ اور وقار سے ہے، یا ان میں طبی مصلحت ملحوظ ہے یا وہ اللہ کے ذکر و شکر کے قبیل سے ہیں اور ان کے ذریعہ کھانے پینے کے عمل کو جو بظاہر خالص مادی عمل ہے، اور نفس کے تقاضے سے ہوتا ہے نورانیت اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ بنا دیا جاتا ہے۔

ماکولات و مشروبات کی حلت و حرمت کے بارے میں بنیادی بات وہ ہے جس کو قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ (سورۂ اعراف ع : ۱۹) (یہ نبی امی ﷺ اچھی اور پاکیزہ چیزوں (الطَّيِّبَات) کو اللہ کے بندوں کے لئے حلال بتلاتے ہیں اور خراب اور گندی چیزوں (الْخَبَائِث) کو حرام قرار دیتے ہیں)

قرآن و حدیث میں کھانے پینے کی چیزوں کی حلت و حرمت کے جو احکام ہیں وہ دراصل اسی آیت کے اجمال کی تفصیل ہیں جن چیزوں کو آپ ﷺ نے اللہ کے حکم سے حرام

قرار دیا ہے ان میں فی الحقیقت کسی نہ کسی پہلو سے ظاہری یا باطنی خباثت اور گندگی ضرور ہے، اسی طرح جن چیزوں کو آپ ﷺ نے حلال قرار دیا ہے وہ بالعموم انسانی فطرت کے لئے مرغوب اور پاکیزہ ہے اور غذا کی حیثیت سے نفع بخش ہیں.

قرآن مجید میں پینے والی چیزوں میں سے صراحت کے ساتھ شراب کو حرام قرار دیا گیا ہے حدیثوں میں اس کے بارے میں مزید تفصیلی اور تاکیدی احکام ہیں، جیسا کہ اس سلسلہ کی آگے درج ہونے والی حدیثوں سے معلوم ہوگا۔ اور غذائی اشیاء میں سے ان چیزوں کی حرمت کا قرآن پاک میں واضح اعلان فرمایا گیا ہے.

(۱) **میتہ**:- یعنی وہ جانور جو اپنی موت مر چکا ہو، (۲) **خون** :- یعنی وہ لہو جو رگوں سے نکلا ہو، (۳) **خنزیر**:- جو ایک ملعون اور خبیث جانور ہے، (۴) اور وہ جانور جو غیر اللہ کی نذر کیا گیا ہو (وما اُهِلَّ به لغير الله) (البقرہ ع : ۵) یہ سب وہ چیزیں تھیں جن کو عرب کے کچھ طبقات کھاتے تھے، حالانکہ پہلی آسمانی شریعتوں میں بھی ان کو حرام قرار دیا گیا تھا اسی لئے قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ اور بار بار ان کی حرمت کا اعلان کیا گیا.

میتہ:- یعنی مرے ہوئے جانور کے حرام ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ انسان کی فطرتِ سلیم اس کو کھانے کے قابل نہیں سمجھتی، بلکہ اس سے گھن کرتی ہے اور طبی حیثیت سے بھی وہ مضر ہے کیونکہ جیسا کہ علماء طب نے کہا ہے کہ حرارتِ غریزیہ کے گھٹ جانے اور خون کے اندر ہی جذب ہو جانے سے اس میں سمّیت (زہر) کا اثر آ جاتا ہے.

خون :- یعنی لہو کا بھی یہی حال ہے کہ فطرت سلیمہ اس کو کھانے کی چیز نہیں سمجھتی، اور شریعت نے اس کو قطعاً ناجائز اور نجس العین قرار دیا گیا ہے.

خنزیر :- وہ ملعون مخلوق ہے کہ جب اللہ کے غضب و جلال نے بعض سخت مجرم اور

بدکردار قوموں کو مسخ کرنے کا فیصلہ فرمایا تو ان کو خنزیروں اور بندروں کی شکل میں مسخ کیا گیا، ﴿وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ﴾ (مائدہ ع : ۱۳)اس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں جانور انتہائی خبیث وملعون ہے اور خدا کی لعنت وغضب کا مظہر ہے اس لئے ان کو قطعی حرام قرار دیا گیا، البتہ چونکہ بندر کو غالباً دنیا کی کوئی قوم نہیں کھاتی اور اس طرح گویا اس کی حرمت پر انسانوں کے تمام طبقات اور اقوام وملل کا اتفاق ہے، اسلئے قرآن مجید میں اس کی حرمت پر خاص زور نہیں دیا گیا، بخلاف خنزیر کے کہ بہت سی قوموں نے خاص کر حضرت مسیح علیہ السلام کی امت نے اپنی مرغوب غذا بنالیا ہے اس لئے قرآن پاک میں اس کی حرمت کا بار بار اور شدت وتاکید سے اعلان فرمایا گیا.

اور احادیث صحیحہ میں وارد ہے جب آخری زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول ہوگا تو صلیب شکنی کے ساتھ دنیا کو خنزیر کے وجود سے پاک کرنے کا بھی حکم دیں گے (ویقتل الخنزیر)اور اسی وقت اس بات کا پورا ظہور ہوگا کہ ان کے نام لیوا عیسائیوں نے خنزیر کو اپنی مرغوب غذا بنا کر ان کی تعلیم اور تمام انبیاء علیھم السلام کی شریعت کی کیسی مخالفت کی ہے.

اور وہ جانور جس کو غیر اللہ کی نذر کردیا گیا ہو جس کو قرآن مجید میں فِسْقاً اُهِلَّ لِغَيْرِ الله به (انعام پ: ۸ ع : ۴)کے عنوان سے ذکر فرمایا گیا ہے، اس کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں نذر کرنے والے کی مشرکانہ نیت ،اور اس کے اعتقادی شرک کی نجاست اور خباثت سرایت کرجاتی ہے اس لئے وہ جانور بھی حرام ہوجاتا ہے.

الغرض یہ چار چیزیں وہ ہے جن کی حرمت کا اعلان اہتمام اور صراحت کے ساتھ خود قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے ان کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے وہ گویا اسی حکم کا تکملہ ہے.(معارف الحدیث : ۲۱۱/۶ تا ۲۱۳)

کھانے سے پہلے اللہ کو یاد کیا جائے اور اس کا نام لیا جائے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنْ نَسِىَ اَنْ يَّذْكُرَ اللّٰهَ فِىْ اَوَّلِهٖ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَ آخِرَهٗ . (رواہ ابوداؤد، والترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھانے کا ارادہ کرے تو چاہئے کہ اللہ کا نام لے (یعنی پہلے بسم اللہ پڑھے) اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو بعد میں کہہ لے ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَ آخِرَهٗ ﴾ (سنن ابی داؤد و جامع ترمذی)

تشریح:- ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام پاک لینا باعثِ برکت ہے اور جیسا کہ دوسری احادیث میں صراحۃً وارد ہوا ہے، اس نام پاک کی یہ بھی ایک خاص تاثیر ہے کہ پھر شیاطین پاس نہیں آتے اس لئے وہ کھانا جس پر اللہ کا نام لیا جائے شیاطین کی شرکت اور ان کے شر سے محفوظ رہے گا، اس کے علاوہ اس تعلیم و ہدایت کا یہ بھی ایک مقصد ہے کہ بندہ کے سامنے جب کھانا آئے تو اس حقیقت کو یاد کرلے کہ یہ کھانا اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کا عطیہ ہے اور اسی کے کرم سے میں اس لائق ہوں اس کو کھا سکوں اور اس لذت اور فائدہ حاصل کرسکوں اسی طرح کھانے کا عمل جو بظاہر ایک خالص مادّی عمل ہے اور حیوانی تقاضے سے ہوتا ہے اس کی نسبت اللہ تعالیٰ سے جڑ جاتی ہے اور وہ ایک ربّانی اور نورانی عمل بن جاتا ہے۔ اور چونکہ کبھی ایسا بھی ہوجاتا ہے کہ کھانا شروع کرتے وقت بندہ اللہ کا نام لینا اور بسم اللہ کہنا بھول جاتا ہے تو اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ایسی صورت میں جب یاد آجائے اسی وقت بندہ کہہ لے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَ آخِرَهٗ ﴾ (میں اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں

شروع میں بھی اور آخر میں بھی).(معارف الحدیث : ۶/۲۵۸-۲۵۹)

سو کر اٹھکر مسواک کا اہتمام

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ لَایَنَامُ اِلَّا وَالسِّوَاکُ عِنْدَ رَأْسِہٖ فَاِذَا اسْتَیْقَظَ بَدَأَ بِالسِّوَاکِ (رواہ احمد والحاکم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ سونے کا ارادہ کرتے تو مسواک اپنے سرہانے رکھ لیتے پھر جب بیدار ہوتے تو سب سے پہلے مسواک کرتے (مسند احمد، مستدرک حاکم)

عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ لَایَرْقُدُ مِنْ لَیْلٍ وَلَانَہَارٍ فَیَسْتَیْقِظُ اِلَّا تَسَوَّکَ (رواہ ابوداؤد)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات میں یا دن میں جب بھی سوتے تو اٹھ کر مسواک ضرور کرتے.(سنن ابی داؤد)(معارف الحدیث : ۶/۱۸۱-۱۸۳)

گھر کے اندر و باہر سے متعلق سنتیں

(۱) گھر میں داخل ہونے کی سنت ۔ جب گھر میں داخل ہوتو سلام کرے اور یہ دعاء پڑھے اللّٰھم انی اسألك خیر المولج وخیر المخرج بسم الله ولجنا وبسم الله خرجنا وعلی الله ربنا توکلنا (ابوداؤد : ۲/۶۹۵)(حصن المسلم من اذکار الکتاب والسنۃ : ۳۲، مصنفہ شیخ سعید بن علی القحطانی)(حصن حصین مع قول متین : ۱۳۴)(ادعیۂ ماثورہ : ۳)

کھانے کی سنتیں

(۱) دستر خوان بچھانا۔(مشکوٰۃ : ۲/۳۶۳)

حضرت قتادہؓ سے کسی نے پوچھا کہ صحابہؓ کس چیز پر کھانا کھایا کرتے تھے انہوں نے

جواب دیا کہ صحابہ کرام دسترخوان بچھا کر کھانا کھایا کرتے تھے (بخاری شریف : ۱/۸۱۱) (ترمذی : ۲/۱) (مدارج النبوت : ۲/۱۵، قسط: ۶)

(۲) دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا (ترمذی) (مشکوٰۃ : ۲/۲۶۶-۲۶۷) (مظاہر حق : ۵/۹۶)

(۳) بسم اللہ بآوازِ بلند پڑھنا۔

بعض کتب میں بلند آواز سے پڑھنے کی صراحت نہیں ہے ۱۲ (شامی : ۶/۳۴۰، کتاب الحظر والاباحۃ) (عالمگیری : ۵/۳۳۷، کتاب الکراہیۃ) (خصائل نبوی : ۱۲۷) (اسوۂ رسول اکرم : ۱۳۰)

عمرو بن سلمہؓ نے فرمایا کہ میں بچپن میں حضور ﷺ کی گود میں تھا آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھانے میں شریک تھا میرے ہاتھ برتن میں گردش کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے لڑکے! بسم اللہ پڑھو اور دائیں ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھاؤ (ترمذی مع عرف الشذی : ۲/۷) (ابوداؤد : ۲/۵۲۹) (عمل الیوم واللیلہ، امام نسائی : ۱۸۴) (بذل المجھود قدیم : ۴/۳۵۱)

(۴) جب بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو بسم الله اوله وآخره پڑھ لے (ترمذی : ۲/۷) (ابوداؤد : ۲/۵۲۹) (عمل الیوم واللیلہ، امام نسائی : ۱۸۷) (حصن حصین مع قول متین : ۲۵۵)

(۵) داہنے ہاتھ سے کھانا (بخاری شریف : ۲/۸۰۹) (مسلم شریف : ۲/۱۷۲) (ترمذی : ۲/۷) (ابوداؤد : ۲/۵۳۰) (ابن ماجہ) (مشکوٰۃ شریف : ۲/۳۶۳) (حصن حصین مع قول متین : ۲۵۴) (خصائل نبوی : ۱۲۷) (اسوۂ رسول اکرم : ۱۳۱)

(۶) کھانے کی مجلس میں جو شخص سب سے بزرگ اور بڑا ہو اس سے کھانا شروع کرنا۔ (اسوۂ رسول اکرم : ۱۳۷)

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب ہم آپ ﷺ کے ساتھ کھانے کے لئے حاضر ہوتے تو ہم کھانا نہ کھاتے جب تک کہ آپ ﷺ کھانا شروع نہ فرمادیتے. (مسلم

شریف : ۱۷۱/۲)

(۷) کھانا ایک قسم کا ہوتو اپنے سامنے سے کھانا (بخاری شریف: ۸۱۰/۲)(مسلم شریف) (ترمذی : ۷/۲)(ابوداؤد : ۵۲۹/۲)(مشکوٰۃ شریف : ۳۶۳/۲-۳۶۷)(حصن حصین مع قول متین : ۲۵۴)(خصائل نبوی : ۱۲۸)

(۸) اگر کوئی لقمہ گر جائے تو اٹھا کر صاف کر کے کھانا۔(مسلم شریف : ۱۷۶/۲) (ترمذی : ۲/۲)(ابوداؤد : ۵۳۷/۲)(ابن ماجہ)(مشکوٰۃ شریف : ۳۶۲/۲)(اسوۂ رسول اکرم : ۱۳۷)

(۹) ٹیک لگا کر نہ کھانا۔(اسوۂ رسول اکرم : ۱۲۷)

خصائل نبوی میں ہے کہ حضرت ابوجحیفہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا.(خصائل نبوی، : ۹۹)(بخاری شریف : ۸۱۲/۱)(ترمذی : ۵/۲)(ابوداؤد : ۵۲۹/۲)(مشکوٰۃ شریف : ۳۶۲/۲)(مظاہر حق : ۷۶/۵)

(۱۰) کھانے میں کوئی عیب نہ نکالنا۔(بخاری شریف : ۸۱۴/۲) (مسلم شریف : ۱۸۷/۲)(ابوداؤد : ۵۲۸/۲)(اسوۂ رسول اکرم : ۱۲۷)

حضرت ابوھریرہؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں لگایا اگر کھانے کو طبیعت چاہتی تو کھالیتے اور طبیعت نہ چاہتی تو نہ کھاتے.(مشکوٰۃ شریف : ۳۶۴/۲)

(۱۱) جوتا اتار کر کھانا سنت ہے(مشکوٰۃ شریف : ۳۸۰/۲)(اسوۂ رسول اکرم : ۱۳۵) (معارف الحدیث : ۲۶۲/۶ ، دارمی)

عن ابن عباسؓ قال من السُّنَّةِ اذا جَلَسَ الرجل ان يخلع نعليه فيضعهما بجنبهٖ(رواه ابوداؤد)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ بات سنت سے ثابت ہے کہ جب کوئی شخص

بیٹھے تو اپنے جوتے اتار لے اور ان کو اپنے پہلو میں رکھ لے (مظاہر حق جدید : ۵/۲۰۱)

(۱۲) کھانے کے وقت اُکڑو بیٹھنا یا ایک زانوں یا دو زانوں بیٹھنا سنت ہے (اسوۂ رسول اکرم : ۱۲۷) (شمائل نبوی : ۳۴۲)

آپ ﷺ عام طور پر دو زانوں ہو کر کھانے کے لئے بیٹھتے تھے اس لئے بھی کہ کھانے کے لئے بہترین نشست یہی ہے۔ (زاد المعاد : ج ۳ قسط: ۱۳۴/۷)

(۱۳) کھانے کے بعد برتن پیالہ، پلیٹ کو صاف کرنا سنت ہے۔ برتن اس کے لئے دعاء مغفرت کرتا ہے (مسلم شریف : ۲/۱۷۵) (ابوداؤد : ۲/۵۳۸) (مشکوٰۃ شریف : ۲/۳۶۶)

(۱۴) کھانے کے بعد یہ دعاء پڑھنا سنت ہے الحمدلله الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمين (شمائل ترمذی: ۱۳) (ابوداؤد: ۲/۵۳۸) (مشکوٰۃ شریف: ۲/۳۶۵) (عمل الیوم واللیلہ ،امام نسائی: ۱۹۱) (حصن حصین مع قول متین: ۲۵۷) (خصائل نبوی: ۱۲۸)

(۱۵) پہلے دستر خوان اٹھوانا پھر خود اٹھنا سنت ہے (ابوداؤد : ۲/۵۳۸) (ابن ماجہ) (اسوۂ رسول اکرم : ۱۳۷) (خصائل نبوی : ۱۲۸ مطبع آرام باغ کراچی)

(۱۶) دستر خوان اٹھانے کے وقت یہ دعاء پڑھنا سنت ہے دعاء یہ ہے۔ الحمدلله الذی حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه غير مكفيٍ ولا مَوَدّعٍ ولا مستغنىً عنه ربنا (بخاری شریف : ۲/۸۲۰) (مسلم شریف : ۲/۳۵۲) (ترمذی مع عرف الشذی : ۲/۱۸۴) (ابوداؤد : ۲/۵۳۸)

ترجمہ:- سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ایسی تعریفیں جو بہت ہو اور پاکیزہ اور بابرکت ہو۔ اے ہمارے رب ہم اس کھانے کو کافی سمجھ کر یا بالکل رخصت کر کے یا اس سے مستغنی ہو کر نہیں اٹھا رہے ہیں. (خصائل نبوی : ۱۲۸) (مشکوٰۃ شریف : ۲/۳۶۵)

حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ جب دستر خوان اٹھایا جاتا تو آپ ﷺ یہ دعاء

پڑھتے تھے جو اوپر گذری (عمل الیوم واللیلہ ،امام نسائی : ۱۹۱)(حصن حصین مع قول متین : ۲۵۷)

(۱۷) حضرت سلمان فارسیؓ نے حضور ﷺ سے نقل فرمایا ہے کہ کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد دونوں ہاتھ دھونا سنت ہے۔اور برکت کا سبب ہے (خصائل نبوی ترجمہ شمائل ترمذی : ۱۲۵)(ترمذی : ۲/۷)(شمائل ترمذی : ۱۳)(ابوداؤد : ۲/ ۵۳۸)(مشکوٰۃ شریف)(فتاویٰ رحیمیہ : ۲/۲۳۳- ۳/ ۱۸۸)

(۱۸) کلی کرنا۔(بخاری شریف : ۲/۸۲۰)(ترمذی شریف)(مشکوٰۃ شریف ۲/ ۳۶۶)
(رسول اللہ ﷺ کی سنتیں)

(۱۹) دسترخوان کو زمین پر بچھا کر کھانا کھانا سنت ہے۔(خصائل نبوی ترجمہ شمائل ترمذی : ۱۰۳)(مدارج النبوت : ج ۲ قسط ۱۵/۶)(سنتوں کی خوشبو : ۴۵)(شمائل نبوی : ۳۴۲)

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت قتادہؓ سے پوچھا گیا کہ صحابہ کرام کس چیز پر کھانا کھاتے تھے تو آپؓ نے جواب دیا کہ دسترخوان بچھا کر کھانا کھاتے تھے۔(مظاہر حق جدید : ۵/۷۷)

(۲۰) مہمان جب کسی کی دعوت کھائے تو میزبان کے لئے یہ دعاء کرنا سنت ہے اللّٰھم اطعم من اَطۡعَمَنِیۡ واسقِ مَنۡ سَقَانی (مسلم شریف : ۲/۱۸۴)

اے اللہ جس نے مجھ کو کھلایا تو اس کو کھلا اور جس نے مجھ کو پلایا تو اس کو پلا (حصن حصین مع قول متین : ۲۵۹)

نیز یہ دعاء بھی مروی ہے اکل طعامکم الابرار وصلّت علیکم الملائکة وافطر عندکم الصائمون۔

ترجمہ:- نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تم پر رحمت بھیجیں اور روزہ دار تمہارے پاس افطار کریں.(ابوداؤد : ۲/ ۵۳۸)

(۲۱) سرکہ استعمال کرنا سنت ہے۔ جس گھر میں سرکہ موجود ہے وہ گھر سالن سے خالی نہیں سمجھا جاتا (خصائل نبوی ترجمہ شمائل ترمذی : ۱۰۵)(اسوۂ رسول اکرم : ۱۳۲)

عن جابر عن النبی ﷺ نعم الادام الخلّ ۔ ''بہترین سالن سرکہ ہے'' (مسلم شریف : ۱۸۲/۲)(ترمذی : ۵/۲)(شمائل ترمذی : ۱۱-۱۲)(ابوداؤد : ۵۳۵/۲)

(۲۲) خالص گیہوں کوئی استعمال کرتا ہو تو اس کے ساتھ کچھ جو ملا کر استعمال کرنا سنت ہے (مشکوٰۃ شریف : ۲۵۴/۲)(رسول اللہ ﷺ کی سنتیں)

(۲۳) گوشت کھانا سنت ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ دنیا و آخرت میں کھانوں کا سردار گوشت ہے (بخاری شریف: ۸۱۴/۲)(ترمذی: ۵/۲)(شمائل ترمذی: ۱۱-۱۲)(ابوداؤد: ۲/۵۳۰)(ابن ماجہ: ۲۴۵)(مشکوٰۃ شریف: ۳۶۴/۲)(رسول اللہ ﷺ کی سنتیں)

(۲۴) مسلمان کی دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ اگر اس کی غالب آمدنی سود یا رشوت یا کوئی حرام قسم کی ہو یا وہ کسی بدکاری میں مبتلا ہو تو اس کی دعوت قبول نہ کرنا چاہئے (بخاری شریف : ۷۷۷/۲)(مسلم شریف : ۴۶۲/۱)(ابوداؤد : ۵۲۵/۲)(حصن المسلم : ۱۷۰)

(۲۵) اپنے عزیزوں، دوستوں، رشتہ داروں کو اور مساکین کو ولیمہ کا کھانا کھلانا سنت ہے۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے زینب بنت جحشؓ کے ولیمہ کے موقع پر مجھ کو بھیجا کہ میں ولیمہ کے کھانے کے لئے لوگوں کو دعوت دوں اور کھانے کے لئے بلاؤں۔ (بخاری شریف : ۷۷۷/۲)

مشکوٰۃ شریف میں بروایت بخاری و مسلم ہے عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ شر الطعام طعام الوليمة يُدعىٰ لها الاغنياء ويترك الفقراء ومن ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله متفق عليه (مشکوٰۃ شریف : ۲۷۸/۲)(مظاہر حق :

۱۱۵/۴)

(۲۶) میت کے رشتے داروں کو کھانا دینا مسنون ہے۔(ابوداؤد : ۲/ ۴۴۷)(عمدۃ الفقہ : ۲)(رسول اللہ ﷺ کی سنتیں)

(۲۷) دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر قیلولہ کرنا سنت ہے(زادالمعاد : ۳/ ۱۴۷ ، قسط ۷)(اسوۂ رسول اکرم : ۱۳۶)(فتاویٰ محمودیہ : ۱۵/ ۱۴۵)

(۲۸) کسی دوسرے کو کھانا دینا ہو یا کسی سے کھانا لینا ہو تو اپنے داہنے ہاتھ سے لینا دینا سنت ہے.(مسلم شریف : ۲/ ۱۷۴)(ابن ماجہ)(اسوۂ رسول اکرم : ۱۳۶)

(۲۹) جب موسم کا پہلا پھل دیکھے تو یہ دعاء پڑھنا سنت ہے۔اللّٰھم بارك لنا فی ثمرنا وبارك لنافی مَدِیُنَتِنَا وبارك لنا فی صاعنا وبارك لنا فی مُدّنا۔

اے اللہ ہمارے لئے ہمارے پھل میں برکت فرما اور ہمارے لئے ہمارے شہر میں برکت فرما اور ہمارے لئے ہمارے صاع میں برکت فرما اور ہمارے لئے ہمارے مد میں برکت فرما(مسلم شریف)(حصن المسلم : ۱۷۰)(شمائل ترمذی : ۱۴)(عمل الیوم واللیلہ مترجم، امام نسائی : ۱۹۹)

(۳۰) اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانا۔(مسلم شریف : ۲/ ۱۸۰)(ابوداؤد)(مشکوٰۃ شریف)

حصن حصین میں ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ سے روایت موجود ہے (حصن حصین مع قول متین : ۲۵۴)

(۳۱) بہت زیادہ گرم ہانڈی سے فوراً اتار کر نہ کھانا بلکہ ٹھنڈا کر کے کھانا۔

حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں کھانے کا پیالہ لایا گیا جس سے بھانپ اُٹھ رہی تھی اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں آگ کھانے کا حکم نہیں فرمایا ہے ۔ اور حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ گرم کھانے کو نا پسند فرماتے اور

فرماتے ٹھنڈا کر کے کھانا کھاؤ کیونکہ اس میں برکت ہے اور گرم کھانے میں برکت نہیں (مدارج النبوت : ج ۲ قسط ۱۴/۶)

(۳۲) جس خادم نے کھانا پکایا ہے تو اس کو کھانے میں شریک کرنا یا اس کو علاحدہ تھوڑا کھانا دیدینا (ترمذی : ۱۶/۲) (ابوداؤد : ۵۳۸/۲) (ابن ماجہ)

(۳۳) مہمانوں سے کھانے پینے کے لئے اصرار کرنا۔ حضور ﷺ مہمانوں کے کھانے کے بارے میں اصرار فرماتے اور بار بار کھانے کا کہتے۔ ایک صحابیؓ کو ایک مرتبہ دودھ پینے کے لئے دیا اس کے بعد دوبارہ ان کو مرحمت فرمایا اور ان کو بار بار فرمایا اشرب اور پیو اور پیو اس روایت کو امام بخاریؒ نے روایت فرمایا ہے (مدارج النبوت : ج ۲ قسط ۱۸/۶) (شمائل نبوی : ۳۴۴)

(۳۴) تین انگلیوں سے کھانا اور کھانے سے فراغت کے بعد اپنا ہاتھ دھونے یا پونچھنے سے پہلے ان انگلیوں کو چاٹنا کہ کھانے کے جو اجزاء انگلیوں کو لگے ہوئے ہو وہ ضائع نہ ہو جائے تو یہ سنت ہے حضرت ابن کعبؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ تین انگلیوں سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ یعنی انگوٹھے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور کھانے سے فراغت کے بعد اپنا ہاتھ پونچھنے یا دھونے سے پہلے چاٹ لیا کرتے تھے (مسلم شریف) (مظاہر حق : ۷۴/۵)

علامہ نووی شارح مسلم فرماتے ہیں۔ تینوں انگلیوں سے کھانا کھانا سنت ہے۔ لہٰذا ان تینوں انگلیوں کے ساتھ چوتھی اور پانچویں انگلی نہ ملائی جائے۔ الا یہ کہ چوتھی اور پانچویں انگلی کو ملانا ضروری ہو (اس کے بغیر کھانا مشکل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں) (مظاہر حق : ۷۴/۵)

(۳۵) کدّو (یعنی دودی یا لوکی) کو اپنی پسندیدہ غذا قرار دینا مسنون ہے۔ اور اسی طرح ہر اس چیز کو پسند و مرغوب رکھنا مسنون ہے جس کو آنحضرت ﷺ پسندیدہ رکھتے

تھے۔(مظاہر حق جدید : ۸۲/۵)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک دن ایک درزی نے نبی کریم ﷺ کو اپنے تیار کئے ہوئے کھانے پر مدعو کیا نبی کریم ﷺ کے ہمراہ میں بھی گیا۔اس نے جَو کی روٹی اور شوربا لاکر دسترخوان پر رکھا جس میں کدُّو اور خشک گوشت تھا چنانچہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ (کو کدّو چونکہ بہت مرغوب تھا اس لئے آپ ﷺ) پیالے کے کناروں میں سے کدّو کو تلاش کرکر کے کھاتے تھے،اسی لئے اس دن کے بعد سے میں کدّو کو بہت پسند کرتا ہوں (کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کو بہت پسند تھا)(بخاری ومسلم)(مظاہر حق جدید : ۸۱/۵-۸۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۴)

پینے کی سنتوں کا بیان

(۱) کلوا واشربوا ولا تسرفوا

کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو (القرآن)

(۲) عن انسؓ عن النبی ﷺ انه نهیٰ ان یشرب الرجل قائماً۔
(رواہ مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے کھڑے پینے سے منع فرمایا (صحیح مسلم الحدیث)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پینے کی سنتیں

(۱) پینے کا برتن داہنے ہاتھ سے پکڑنا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو داہنے ہاتھ سے کھائے اور جب پیئے تو داہنے ہاتھ سے پیئے پس بے شک شیطان کھاتا ہے بائیں ہاتھ سے اور پیتا ہے بائیں ہاتھ سے (مسلم شریف : ۱۷۲/۲)

(۲) بیٹھ کر پینا مسنون ہے۔ کھڑا ہو کر پینا منع ہے۔ عن انسؓ عن النبی ﷺ انه نهیٰ ان یشرب الرجل قائماً۔ (رواہ مسلم)

حضور ﷺ نے کھڑے رہ کر پانی پینے سے منع فرمایا ۔ (مسلم شریف : ۲/۱۷۳) (ترمذی : ۱۰/۲) (ابوداؤد : ۵۲۳/۲) (ابن ماجہ : ۲۵۲) (مشکوٰۃ شریف : ۳۷۰/۲)

(۳) بسم اللہ کہہ کر پینا۔ اور پی کر الحمد لله کہنا۔ عن ابن عباسؓ سَمُّوا اذا انتم شربتم واحمدوا اذا انتم رفعتم (بخاری شریف) (ترمذی : ۱۰/۲) (مدارج النبوت : ج ۲ قسط ۱۸/۶) (رسول اللہ کی سنتیں : ۲۸)

(۴) تین سانس میں پینا اور سانس لیتے وقت برتن کو منھ سے الگ کرنا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ پانی پینے کے درمیان تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے (یعنی تین سانس میں پانی پیا کرتے تھے) اور یہ فرماتے تھے کہ اس طریقہ سے پینا زیادہ خوش گوار ہے اور خوب سیراب کرنے والا ہے (بخاری شریف : ۸۴۱/۲) (مسلم شریف : ۱۷۴/۲) (ترمذی شریف : ۱۰/۲) (ابوداؤد: ۵۲۴/۲) (ابن ماجہ : ۲۵۲) (مشکوٰۃ : ۳۷۰/۲) (مدارج النبوت : ج ۲ قسط ۱۸/۶) (خصائل نبوی : ۱۳۸)

(۵) برتن کے ٹوٹے ہوئے کنارہ کی طرف سے نہ پینا۔

عن ابی سعید نِ الخدری ان النبی ﷺ نھیٰ رسول اللہ ﷺ عن الشرب من ثلمة القدح وان ینفخ فی الشرب (رواہ ابوداؤد)

آپ ﷺ نے برتن کے ٹوٹے ہوئے کنارہ سے پینے سے منع فرمایا اور پینے کی چیز میں پھونکنے سے بھی منع فرمایا (مشکوٰۃ شریف : ۲/۳۷۰، بحوالہ ابوداؤد) (ابوداؤد شریف : ۲/۵۲۳)

(۶) مشک سے منہ لگا کر نہ پینا۔ یا کوئی بھی ایسا برتن ہو جس سے دفعتاً پانی زیادہ آ جانے کا احتمال ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ اس میں کوئی سانپ یا بچھو آ جائے (بخاری شریف : ۲/۸۴۱) (مسلم شریف : ۲/۱۷۳) (ترمذی شریف : ۲/۱۱) (ابوداؤد : ۲/۵۲۳) (مشکوٰۃ شریف : ۲/۳۷۰) (رسول اللہ کی سنتیں : ۲۸)

(۷) صرف پانی پینے کے بعد یہ دعاء پڑھنا بھی مسنون ہے الحمدللہ الذی سقانا عذباً فراتاً برحمتہٖ ماءً و لم یجعلهُ ملحاً اجاجاً بذنوبنا (روح المعانی : ۱۴۹ پارہ: ۲۷) (رسول اللہ کی سنتیں : ۲۸)

اور شرح سفر السعادت میں یہ الفاظ ہیں الحمد لله الذی جعله عذباً فراتاً برحمتہٖ ولم یجعله ملحاً اجاجاً بذنوبنا (شرح سفر السعادت : ۴۰۸، فارسی)

(۸) پانی پی کر اگر دوسروں کو دینا ہے تو پہلے داہنے والے کو دیں پھر اس ترتیب سے آخر تک دیتے رہیں۔ اس طرح دوسری پینے کی اشیاء چائے شربت وغیرہ بھی اسی طرح پیش کریں مسلم شریف میں ہے فلما فرغ رسول اللہ ﷺ من شربة قال عمر ھٰذا ابوبکر یارسول اللہ ﷺ یریه ایاہ فاعطیٰ رسول اللہ ﷺ الاعرابی وترک ابابکر وعمر وقال رسول اللہ ﷺ الایمنون الایمنون الایمنون قال انس فھی سُنَّةٌ فھی سُنَّةٌ فھی سُنَّةٌ (بخاری شریف : ۲/۸۴۰) (مسلم شریف : ۲/۱۷۴) (شمائل

ترمذی : ۲/۱۳)(ابوداؤدشریف : ۲/۵۲۴)(مشکوٰۃ : ۲/۳۷۱)

(۹)دودھ پینے کے بعد یہ دعاء پڑھیں۔اللّٰهم بارك لنافيه وزِدنا منهُ (شمائل ترمذی : ۱۳)(ابوداؤدشریف : ۲/۵۲۴)(مشکوٰۃ : ۲/۳۷۱)(ابن سنی : ۱۵۲)(خصائل نبوی : ۱۳۵)(رسول اللہ کی سنتیں : ۲۸)

(۱۰) پلانے والے کوآخر میں پینا(ابوداؤد : ۲/۵۲۴)(رسول اللہ کی سنتیں : ۲۹)

حضرت ابوقتادہؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا پلانے والے نے آخر میں پینا چاہیئے عن ابی قتادةؓ عن النبی ﷺ قال ساقی القوم اٰخرهم شرباً(ترمذی شریف : ۲/۱۱)

(۱۱) آب زمزم کھڑے ہوکر پینا سنت ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے پاس ماءزمزم کی ڈول لایا آپ ﷺ نے زمزم کا پانی کھڑے ہونے کی حالت میں نوش فرمایا(بخاری شریف : ۲/۸۴۰)(مسلم شریف : ۲/۱۷۳)(ترمذی شریف : ۲/۱۰)(ابن ماجہ : ۲۵۳)(مشکوٰۃ : ۲/۳۷۰،بحوالہ بخاری ومسلم)(حصن حصین)(خصائل نبوی : ۱۳۶)

(۱۲)وضوء کا بچا ہوا پانی کھڑے ہوکر پینا سنت ہے (بخاری شریف : ۲/۸۴۰)
(مشکوٰۃ : ۲/۳۷۰،بحوالہ بخاری شریف،عن علیؓ)(خصائل نبوی : ۱۳۷)(رسول اللہ کی سنتیں : ۲۹)

اس میں بیماریوں کے لئے شفاء ہے علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ میں نے بارہا اپنی بیماریوں میں اس کا تجربہ کیا ہے اور شفاء پائی ہے(شامی : ۱/۱۳۰)

(۱۳) آپ ﷺ کو پینے کی سب چیزوں میں میٹھی اور ٹھنڈی چیز بہت مرغوب اور پسندیدہ تھی۔ٹھنڈی اور میٹھی چیز سے ٹھنڈا اور میٹھا پانی بھی مراد ہوسکتا ہے جیسا کہ ابوداؤد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی بہت مرغوب تھا یا اس سے شہد

کا شربت اور کھجوروں کا نبیذ بھی مراد ہوسکتا ہے الغرض ٹھنڈی اور میٹھی چیز جو بھی ہو لیکن وہ پاک ہوتو وہ چیز پسند کرنا سنت ہے (ترمذی شریف : ۲/۱۱) (مشکوٰۃ : ۲/۳۷۱، بحوالہ ترمذی عن عائشہؓ) (مدارج النبوت : ج ۲ قسط ۶/۱۵) (خصائل نبوی : ۱۳۴)

(۱۴) ہر پینے کی چیز پی کر (سوائے دودھ کے) یہ دعاء کرنا سنت ہے " اللّٰهم بارك لنافيه واَطْعِمْنَا خَيْراً مِنه"

ترجمہ:- اے اللہ برکت عطا فرما اس میں اور اس چیز سے اچھی چیز پلا (شمائل ترمذی : ۱۳) (مشکوٰۃ : ۲/۳۷۱، بروایت ترمذی، وابوداؤد عن ابن عباسؓ)

(۱۵) پینے کی چیز بغیر پھونک مارے پینا (مسلم شریف : ۱/۱۳۱) (ترمذی شریف : ۲/۱۱) (ابوداؤد شریف : ۲/۵۲۴) (ابن ماجہ : ۲۵۲) (مشکوٰۃ : ۲/۳۷۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب(۵)

سونے کی سنتوں کا بیان

(ا) و جعلنا نومکم سباتاً۔
ہم نے نیند کو آرام کی چیز بنائی (القرآن)

(۲)عن حذیفة قال کان النبی ﷺ اذا اخذ مضجعه من اللیل وضع یده تحت خدّهٖ ثم یقولُ اللّٰهم باسمك اَموتُ واَحْیٰ واذا استیقظ قال الحمدلله الذی احیَا نَا بَعْدَ مَااَمَاتَنَا والیه النشور۔
(رواه البخاری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سونے کی سنتیں

(۱) نبی کریم ﷺ سے حسب ذیل تمام چیزوں پر استراحت فرمانا ثابت ہے کبھی آپ ﷺ بستر پر سوتے کبھی آپ ﷺ چمڑے پر کبھی چٹائی پر بلکہ کبھی زمین پر بھی سو جاتے کبھی چارپائی پر اور کبھی سیاہ کمبل پر آرام فرماتے۔ حضرت عبادہ بن تمیمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپ ﷺ نے ایک پاؤں دوسرے پر رکھا ہوا تھا اور آپ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی (زادالمعاد، اردو ج ۱ قسط: ۱۱۱/۱)

(۲) باوضوء سونا سنت ہے (ابوداؤد شریف : ۶۸۸/۲)

بخاری شریف میں براء بن عازبؓ کی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے مجھ کو ارشاد فرمایا کہ جب تو اپنے بستر پر سونے کے لئے آئے تو وضوء کر وہ وضوء جو نماز کے لئے کیا جاتا ہے (بخاری شریف : ۳۸/۱ -- ۹۳۴/۲)

(۳) جب اپنے بستر پر آئے تو بستر کو اپنے کپڑے کے گوشہ سے تین مرتبہ جھاڑے (صحاح ستہ بخاری شریف : ۹۳۵/۲، عن ابی هریرةؓ) (مسلم شریف : ۳۴۹/۲) (ابوداؤد شریف : ۶۸۸/۲) (ابن ماجہ : ۲۸۴)

(۴) سونے سے پہلے دوسرے کپڑے تبدیل کرنا سنت ہے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ سونے سے پہلے دوسرے کپڑے کی تہبند باندھتے اور کرتا (قمیص) اتار کر ٹانگ دیتے اور پھر آرام فرماتے تھے (شمائل نبوی ﷺ : ۳۵۰)

(۵) سونے سے پہلے بسم اللہ کہتے ہوئے درج ذیل امور انجام دے۔ (۱) دروازہ بند کر دے (۲) چراغ بجھا دے (۳) مشکیزہ کا منھ باندھے (۴) برتن ڈھانک دے۔ اور اگر

اس وقت ڈھانکنے کے لئے کچھ نہ ملے تو برتن کے منھ پر (چوڑائی میں) ایک لکڑی ہی رکھدے (صحاح ستہ، ترمذی : ۳/۲)(مسلم شریف : ۱۷۰/۲) (حصن حصین مترجم : ۱۳۵، بحوالہ صحاح ستہ، بخاری شریف : ۸۴۱/۲)(ابن ماجہ : ۲۵۲)(ابوداؤدشریف : ۵۲۵/۲)

(۶) عشاء کی نماز پڑھ کر جلد سو جانا۔ عشاء کی نماز کے بعد قصہ کہانیوں کی ممانعت ہے (ترمذی مع عرف الشذی : ۴۲/۱، باب ماجاء فی کراهية النوم قبل العشاء والسمر بعد ها۱۲)

البتہ وعظ نصیحت یا روزی کے لئے جاگنے کی اجازت ہے۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ فجر کی نماز جماعت سے پڑھ سکیں۔ مسلم شریف میں ابوالمنہالؒ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے برزۃ الاسلمی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضورﷺ عشاء کی نماز کو ثلث لیل تک مؤخر کرتے تھے اور نماز عشاء سے پہلے سونے کو ناپسند فرماتے تھے اور نماز عشاء کے بعد گفتگو بات چیت کو بھی ناپسند فرماتے (مسلم شریف : ۲۳۰/۱)(بخاری شریف : ۸۴/۱)

علامہ نوویؒ نے اس حدیث کی شرح میں وضاحت فرمائی کہ علمی مجلس، حکایات الصالحین مہمانوں کے ساتھ ضروری بات چیت اور اس کے علاوہ ضروری کاموں کے لئے گفتگو کر سکتے ہیں (نووی مع مسلم : ۲۳۰/۱)

(۷) سوتے وقت ہر آنکھ میں تین تین سلائی سرمہ لگانا مرد و عورت دونوں کے لئے سنت ہے (شمائل ترمذی : ۵)(زادالمعاد، اردو، :ج ۱ قسط: ۱۲۵/۱)

(۸) جب سونے کا ارادہ ہو تو قرآن کی آیات اور سورتیں پڑھ کر سوئیں (ترمذی شریف : ۱۷۶/۲)(ابوداؤدشریف : ۶۸۹/۲)

بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب آپ ﷺ اپنے بستر پر سونے کے لئے تشریف لاتے تو معوذات پڑھتے اور اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کر کے

ہاتھوں کو پورے بدن پر پھیرتے تھے (بخاری شریف : ۹۳۵/۲)

(۹) سونے سے پہلے تسبیح فاطمی کا اہتمام کرنا سنت ہے۔ یعنی سبحان الله ۳۳/ بار الحمدلله ۳۳/ بار الله اکبر ۳۴/ بار پڑھنا۔ (مسلم شریف : ۳۵۱/۲) (ترمذی شریف مع عرف الشذی : ۱۷۸/۲) (ابوداؤد شریف : ۶۹۰/۲) (مشکوٰۃ : ۲۰۹/۱)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کے پاس گئی کہ شکایت کرے کہ چکی سے آٹا پیسنے کی وجہ سے ہاتھ میں گٹے پڑ گئے ہیں آپ ﷺ نہیں تھے تو حضرت عائشہؓ سے ذکر کیا جب آپ ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے اطلاع دی تو آپ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے ہم سے اس سلسلہ میں گفتگو فرمائی اور فرمایا کہ کیا میں تم کو خادم سے بڑھ کر بات نہ بتاؤں۔ وہ یہ کہ جب بستر پر سونے کے لئے آؤ تو الله اکبر ۳۴ مرتبہ کہو سبحان الله ۳۳ مرتبہ کہو اور الحمد لله ۳۳ مرتبہ کہا کرو یہ تمہارے لئے خادم سے بڑھ کر ہے۔ علامہ ابن سیرینؒ نے کہا کہ تسبیح یعنی سبحان الله ۳۴ مرتبہ پڑھیں اور الحمد لله اور الله اکبر ۳۳-۳۳ مرتبہ پڑھیں (بخاری شریف : ۹۳۵/۲)

(۱۰) سوتے وقت داہنی کروٹ پر قبلہ رو سونا مسنون ہے اوندھا سونا منع ہے۔ (اس طرح سے کہ سینہ زمین کی طرف اور پیٹھ آسمان کی طرف ہو (بخاری شریف : ۹۳۴/۲) (مسلم شریف : ۳۴۸/۲) (ترمذی شریف مع عرف الشذی : ۱۷۷/۱) (ابوداؤد شریف : ۶۸۸/۲) (مشکوٰۃ : ۴۰۴/۲)

(۱۱) بستر پر سونے کے لئے لیٹے تو یہ دعاء پڑھے باسمك ربی وضعت جَنْبِي وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِن اَمْسَكْتَ نَفْسِي فَا غْفِرْ لها وانْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ (بخاری شریف : ۹۳۵/۲) (مسلم شریف : ۳۴۹/۲) (ترمذی شریف : ۱۷۷/۱) (ابوداؤد شریف : ۶۸۸/۲) (مشکوٰۃ : ۲۰۸/۲) (حصن حصین : ۱۵۴)

(۱۲) مذکورہ بالا دعاء کے بعد یہ دعاء پڑھے اور سو جائے۔ اَللّٰھم باسمكَ اَمُوْتُ واحیٰ (بخاری شریف : ۹۳۴/۲) (مسلم شریف : ۳۴۸/۲) (ترمذی شریف : ۱۷۸/۲) (ابوداؤد شریف : ۶۸۸/۲) (مشکوٰۃ : ۲۰۸/۱)

(۱۳) سونے سے پہلے تین بار یہ استغفار پڑھے استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب الیه۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص سونے کے لئے اپنے بستر پر آوے تو اس وقت تین مرتبہ یہ استغفار پڑھے استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب الیه تو اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے چاہے سمندر کے جھاگ کے برابر ہو۔ یا درخت کے پتوں کے برابر ہو یا ریت کے کنکریوں کے برابر ہوں (ترمذی شریف : ۱۷۷/۲) (مشکوٰۃ : ۲۱۱/۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب(۶)

سوکر اٹھنے کی سنتوں کا بیان

(۱) و اذا قمتم الیٰ الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الیٰ المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الیٰ الکعبین (القرآن)

(۲)اذااستیقظ احدکم من نومہٖ فلیغسل یدہٗ قبل ان یدخلھا فی وَضوء ہٖ فان احدکم لا یدری این باتت یَدُہٗ (اخرجہ البخاری، کذا المسلم، والترمذی ، وابوداؤد، والنسائی ، وابن ماجہ ، شرح وقایہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوکراٹھنے کی سنتیں

(۱) نیند سے اٹھتے ہی دونوں ہاتھوں سے چہرہ اور آنکھوں کو ملنا تاکہ نیند کا خمار دور ہوجائے۔(شمائل ترمذی : ۱۸)

(۲) صبح جب آنکھ کھلے تو تین بار الحمدللہ کہیں اور کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر یہ دعاء پڑھیں۔الحمدللہ االذی احیَا نَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا والیہ النشور (بخاری : ۹۳۴/۲)(ابوداؤد : ۶۸۸/۲، کتاب الادب)(نسائی)

(۳) جب بھی سوکراٹھے تو مسواک کرنا سنت ہے (ابوداؤد)(احمد) کیونکہ سوکراٹھتے ہی مسواک کرنا علحدہ سنت ہے۔اور وضوء کے ساتھ مسواک کرنا وہ الگ سنت ہے (بخاری : ۳۸/۱)(مسلم شریف : ۱۳۸/۱)(ابوداؤد : ۸/۱)(نسائی : ۵/۱)(مشکوٰۃ شریف : ۱ /۴۵)

(۴) پاجامہ یا شلوار قمیص صدری پہنے تو پہلے داہنی طرف سے پہننا شروع کرے بعد میں بائیں طرف والے حصہ کو پہنے۔ایسے ہی جوتا پہلے داہنے پیر میں پہنے پھر بائیں پیر میں پہنے۔ اسی طرح جب بدن سے کپڑے یا جوتا وغیرہ اتاریں تو پہلے بائیں طرف والا اتاریں بعد میں دائیں طرف والا بدن سے نکالیں۔(ترمذی شریف : ۳۰۶/۲)

(۵) برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے تین مرتبہ ہاتھوں کو اچھی طرح دھولیں۔(ترمذی شریف مع عرف الشذی : ۳۰۶/۲)(نسائی : ۴/۱)(مشکوٰۃ شریف : ۴۵/۱)

(۶) استنجاء کے لئے پانی اور ڈھیلے دونوں استعمال کرنا۔(ترمذی شریف : ۱۱/۱)(مشکوٰۃ شریف : ۴۳/۱)

(۷) بیت الخلاء میں جوتا پہن کر اور سر ڈھانپ کر داخل ہونا۔حضور ﷺ اسی طرح

داخل ہوا کرتے تھے (شمائل نبوی ﷺ : ۳۵۴)

(۸) بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعاء پڑھے کیونکہ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعاء پڑھتے بسم الله اللهم انی اعوذبك مِن الخبثِ والخبائث (بخاری : ۹۳۶/۲)(مسلم شریف : ۱۶۳/۱)(ابوداؤد : ۲/۱)(نسائی : ۹/۱)(ابن ماجہ : ۲۶)(مشکوٰۃ شریف : ۴۲/۱، نقلاً عن الصحيحين)(حصن حصین : ۱۵۶)

(۹) بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں قدم رکھے اور قدمچے پر داہنا قدم رکھے اور اترنے میں بایاں پیر قدمچے سے نیچے رکھے (زادالمعاد : ۱۲۴/۱، قسط ۱)(شمائل نبوی ﷺ : ۳۵۴)

(۱۰) جب استنجاء کے لئے پائجامہ کھولے تو آسانی کے ساتھ جتنا نیچا ہو کر کھول سکیں اتنا بہتر ہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جب آپ ﷺ استنجاء کا ارادہ کرتے تو بدن سے کپڑا نہ نکالتے یہاں تک کہ آپ ﷺ زمین سے قریب ہوجاتے عن انسؓ قال كان النبی ﷺ اذا اراد الحاجة لم يرفع ثوبه حتى يدنو من الارض (ترمذی شریف : ۱۰/۱)(ابوداؤد : ۳/۱)(مشکوٰۃ شریف : ۴۲/۱)(شمائل نبوی ﷺ : ۴۱۹)

(۱۱) بیت الخلاء سے نکلتے وقت داہنا پیر باہر نکالیں اور یہ دعاء پڑھیں۔ غفرانك الحمدلله الذی اذهب عنی الاذیٰ وعافانی۔ (صرف "غفرانك" سنن اربعہ اور صحیح ابن حبان، مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے) اور نسائی شریف اور ابن سنی میں بروایت ابوذرؓ الحمدلله الذی اذهب عنی الاذیٰ وعافانی کے الفاظ بھی ہیں (ابن سنی : ۸)(حصن حصین : ۱۵۶)(شمائل نبوی ﷺ : ۴۱۸)

(۱۲) اگر انگوٹھی پر اللہ کا نام لکھا ہوا ہو یا قرآن کی آیت یا حضور ﷺ کا نام مبارک

لکھا ہوا ہو اور دکھائی دیتا ہو تو اس کو اتار کر باہر چھوڑ نا چاہیئے (ابوداؤد : ۱/۴، باب الخاتم یکون فیه ذکر الله یدخل به الخلاء)

حضرت انسؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اتار لیتے عن انسؓ قال کان النبی ﷺ اذا دخل الخلاء وضع خاتمه (ابوداؤد : ۱/۴)(ابن ماجه : ۲۶)

(۱۳) استنجاء کرتے وقت قبلہ کی طرف نہ چہرہ کریں اور نہ پیٹھ کریں۔(مشکوٰۃ شریف : ۱/۴۲)

حضرت ابوھریرۃؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں تمہارے لئے بمنزلۂ والد کے ہوں میں تم کو تمہارا دین سکھاتا ہوں جب تم میں سے کوئی استنجاء کے لئے جائے تو استنجاء کرتے وقت قبلہ کی طرف نہ چہرہ کرے اور نہ پیٹھ کرے۔(بخاری : ۱/۲۶)(ترمذی شریف : ۱/۸)(ابوداؤد : ۱/۳)(نسائی : ۱/۱۰)(ابن ماجه : ۲۸)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۴۲)

(۱۴) استنجاء کرتے وقت بلا ضرورتِ شدیدہ کے کلام نہ کریں اور نہ اللہ کا ذکر کریں (مشکوٰۃ شریف : ۱/۴۳)

حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے دو آدمی استنجاء کے لئے نکلتے ہیں اور استنجاء کرنے کے لئے اپنا ستر کھولتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں تو بے شک اللہ تعالیٰ اس بات سے ناراض ہوتا ہے۔(ابوداؤد : ۱/۳)(نسائی : ۱/۱۶)(ابن ماجه : ۲۹)

(۱۵) استنجاء کرتے وقت عضوِ مخصوص کو داہنا ہاتھ نہ لگائے۔ پاک کرنے کی ضرورت ہو تو بایاں ہاتھ لگا سکتے ہیں۔(بخاری : ۱/۲۷، باب النهی عن الاستنجاء بالیمین)(مسلم

شریف : ۱/۱۳)(زادالمعاد : ۱/۱۲۳،قسط ۱)

ابوداؤد کی روایت ہے حضرت قتادہؓ نے اپنے والد سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی استنجاء کرے تو اپنی استنجاء کی جگہ کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوئے (ابوداؤد : ۱/۵)(ترمذی شریف مع عرف الشذی : ۱/۱۰)(نسائی : ۱/۱۸)(ابن ماجہ : ۲۷)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۴۲)

(۱۶) پیشاب کے چھینٹوں سے بہت بچیں کیونکہ اکثر عذابِ قبر اس کے چھینٹوں سے نہ بچنے سے ہوتا ہے۔(ترمذی شریف مع عرف الشذی: ۱/۲۱)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۴۲)

مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا آپ ﷺ کا گذر دو قبروں پر سے ہوا آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے کوئی بہت بڑے جرم کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا ہے ان میں سے ایک آدمی کو چغلخوری کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔ اور دوسرے کو پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے عن ابن عباسؓ قال مر رسول الله ﷺ على قبرين فقال اما انهما ليعذبان ، ومايعذبان فى كبير اما احدهما فكان يمشى بالنميمة واما الأخر فكان لايستتر من بوله (مسلم شریف : ۱/۱۴۱)(ابوداؤد : ۱/۴)(نسائی : ۱/۱۲)(ابن ماجہ : ۲۹)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۴۲)

(۱۷) بعض جگہ بیت الخلاء اور استنجاء خانہ نہیں ہوتے ہیں ایسے وقت میں کسی چیز کی آڑ میں استنجاء کرنا چاہئے تاکہ کسی دوسرے کی نگاہ ستر پر نہ پڑے (ترمذی شریف : ۱/۱۲)(نسائی : ۱/۱۲)(ابن ماجہ : ۲۹)

ابوداؤد شریف میں جابر بن عبداللہ کی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب آپ ﷺ بیت الخلاء کا ارادہ کرتے تو آپ ﷺ شہر سے دور جاتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو کوئی دیکھ نہ پاتا

عن جابر بن عبد الله قال ان النبی ﷺ کان اذا اراد البراز انطلق حتی لا یراہ احدٌ اورابوداؤد شریف کی دوسری روایت ہے جو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے مروی ہے جب آپ ﷺ بیت الخلاء کے لئے جاتے تو بہت دور جاتے تاکہ لوگوں کی نگاہ ستر پر نہ پڑے عن مغیرة بن شعبهؓ ان النبی ﷺ کان اذا ذهب المذهب اَبْعَدَ .(ابوداؤد شریف : ۱/۲)

اورابوداؤد شریف : ۱/۶ پر حضرت ابوھریرہؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہے۔ ومن اتی الغائط فلیستتر فان لم یجد الا ان یجمع کثیباً من رملٍ فلیستدبر جوشخص بیت الخلاء کو جائے چاہئے کہ وہ ستر چھپائے اگر ستر چھپانے کے لئے کوئی آڑ نہ ملے تو ریت کو جمع کر کے اس کی آڑ کر لے اور اس جانب اپنی پیٹھ کر دے۔(ابوداؤد شریف : ۱/۶)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۴۳)

(۱۸) پیشاب کرنے کے لئے نرم جگہ تلاش کریں یا ایسی جگہ تلاش کریں کہ پیشاب کے چھینٹے بدن اور کپڑوں پر نہ لگے(ترمذی شریف مع عرف الشذی: ۱/۱۲)

ابوداؤد شریف میں روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ بصرہ آئے تو وہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کرتے تھے۔پس حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو خط لکھا اس میں چند چیزوں کے متعلق پوچھا پس حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے جواباً لکھا کہ میں ایک مرتبہ آپ ﷺ کے ساتھ تھا پس آپ ﷺ نے پیشاب کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ ایک دیوار کی جڑ میں نرم جگہ تشریف لے گئے پس وہاں پیشاب کیا پھر فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی پیشاب کا ارادہ کرے تو چاہئے کہ وہ پیشاب کے لئے نرم جگہ تلاش کرے(تاکہ پیشاب کے چھینٹیں کپڑے اور بدن پر نہ پڑے۔(ابوداؤد : ۱/۲)(نسائی : ۱/۸)

(۱۹) پیشاب بیٹھ کر کریں کھڑے ہوکر پیشاب نہ کریں ترمذی شریف میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اگر کوئی تم کو یہ بات بیان کرے کہ بے شک نبی ﷺ کھڑے ہوکر پیشاب کیا کرتے تھے تو اس بات کی تصدیق نہ کرنا آپ ﷺ بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے کھڑے ہوکر نہیں کرتے تھے (عن عائشةؓ قالت من حدّثکم ان النبی ﷺ کان یبول قائماً فلا تصدّقوه ما کان یبول الا قاعداً ۔(ترمذی شریف مع عرف الشذی : ۱/ ۹)(نسائی : ۱/۱۱)(ابن ماجہ : ۲۷)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۴۳)

(۲۰) پیشاب کے بعد استنجاء سکھانا ہو تو دیوار وغیرہ کی آڑ میں سکھانا۔

مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں آپ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھا آپ ﷺ نے چپکے سے ایک بات ارشاد فرمائی تا کہ میں کسی سے وہ بات نہ کہوں۔ اور آپ ﷺ بہت پسند کرتے تھے کہ استنجاء کے وقت کسی ٹیلے یا کسی باغ کی دیوار کی آڑ مل جائے۔ عن عبدالله بن جعفر قال اردفنی رسول الله ذات یوم خلفه فاسرالیّ حدیثاً لااُحَدِّثُ بهٖ احداً من الناس وکان احب ما استتر بهٖ رسول الله ﷺ لحاجتهٖ هَدَفٌ اوحائش نخلٍ (مسلم شریف : ۱/۱۵۵)(نسائی : ۱/ ۱۲)

(۲۱) وضوء سنت کے موافق گھر پر کرنا چاہیے۔ ابوداؤد شریف میں حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے کامل طہارت حاصل کر کے مسجد کی طرف فرض نماز پڑھنے کے لئے نکلا تو اس کو حج کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا عن ابی امامةؓ ان رسول الله ﷺ قال من خرج من بیتهٖ متطهِّراً اِلیٰ صلوٰة مکتوبةٍ فَأَجْرُهٗ کَأَ جْرِالحَاجِّ المحرم (ابوداؤد : ۱/۸۲)(ابن ماجہ : ۵۶)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۷۰)

(۲۲) سنتیں گھر پر پڑھ کر مسجد جانا۔ اگر گھر پر پڑھنے کا موقع نہ ہو تو مسجد میں پڑھنا۔ ابوداؤد شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے انہوں فرمایا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے گھروں میں (سنت اور نفل) نمازیں پڑھا کرو اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اجعلوا فی بیوتکم من صلاتکم ولاتتخذوھا قبوراً۔ ابوداؤد شریف کی دوسری روایت جو حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی نماز (سنت اور نفل) اپنے گھر میں پڑھنا افضل ہے میری اس مسجد میں پڑھنے سے مگر فرض نماز مسجد میں ہی پڑھنا افضل ہے۔ عن زیدبن ثابتؓ ان النبی ﷺ قال صلوٰۃ المرء فی بیتہِ افضل من صلوٰتہٖ فی مسجدی ھٰذا اِلّا مکتوبۃ (ابوداؤد : ۱/۱۴۹)(ترمذی شریف : ۱/۵۹)(نسائی : ۱/۲۳۷)

(۲۳) گھر سے مسجد یا کہیں بھی جانے کے لئے باہر نکل کر یہ دعاء پڑھنا سنت ہے بسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ (ترمذی شریف : ۲/۱۸)(ابوداؤد : ۲/۶۹۵)(نسائی)

(۲۴) مسجد میں اطمنان سے جانا۔ دوڑ کر نہ جانا (یہ صرف مسجد کی سنت ہے)(ابن ماجہ : ۵۶)(موطاامام محمد : ۸۶)

(۲۵) مسجد یا کہیں سے بھی گھر میں آنے کے بعد گھر والوں کو سلام کرنا اور یہ دعاء پڑھنا مسنون ہے اللّٰھم انی اسئلك خیرَ المَولَجِ وَخیرَ المَخُرَج بِسم اللہ ولَجنَا وبسم اللہ خَرَجنَا وعَلیَ اللہ رَبنا توکلنا (ابوداؤد : ۲/۶۹۵)(حصن حصین مترجم : ۱۳۴، بحوالہ ابوداؤد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب(۷)

غسل مسنون کا بیان

(۱) و ان کنتم جُنُباً فاطّھّروا(القرآن)
اگر تم جُنُبی ہو تو غسل کرو

(۲)عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ اذا جاء احدکم الجمعة فلیغتسل (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جمعہ کو(یعنی جمعہ کی نماز کے لئے) آئے تو اس چاہئے کہ غسل کرے(یعنی نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لئے اس کو غسل کر کے آنا چاہئے)(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غسل مسنون

چار غسل مسنون ہیں

(۱) جمعہ کے دن نماز فجر کے بعد سے جمعہ تک ان لوگوں کے لئے غسل کرنا سنت ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہو۔ (بخاری شریف : ۱/۱۲۰) (مسلم شریف : ۱/۲۷۹) (ترمذی شریف : ۱/۶۵) (ابوداؤد شریف : ۱/۴۹) (نسائی : ۱/۲۰۴) (مؤطا امام محمد : ۴۷) (اسوۂ رسول اکرم : ۲۲۸)

(۲) عیدین کے دن بعد فجر ان لوگوں کے لئے غسل کرنا سنت ہے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے۔ (ترمذی شریف : ۱/۶۹) (مؤطا امام محمد : ۷۶) (اسوۂ رسول اکرم : ۲۲۸)

(۳) حج یا عمرے کے احرام کے لئے غسل کرنا سنت ہے۔ (بخاری شریف : ۱/۲۲۳) (مسلم شریف : ۱/۳۸۵) (ترمذی شریف : ۱/۱۰۲) (ابوداؤد شریف : ۱/۲۴۳) (نسائی : ۱/۶) (اسوۂ رسول اکرم : ۲۲۸)

(۴) حج کرنے والے کو عرفہ کے دن بعد زوال آفتاب غسل کرنا سنت ہے (مؤطا امام محمد : ۲۳۰) (اسوۂ رسول اکرم : ۲۲۸)

غسل کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے

پہلے دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر بدن پر کسی جگہ منی یا اور کوئی ناپاکی لگی ہوئی ہو تو اس کو تین تین مرتبہ پاک کیجئے پھر چھوٹا اور بڑا دونوں استنجاء کیجئے اس کے بعد مسنون طریقے پر وضوء کیجئے۔ اگر غسل کا پانی قدموں میں جمع ہو رہا ہو تو پیروں کو فی الحال نہ دھوئے۔ پانی پہلے سر پر ڈالے پھر دائیں کندھے پر پھر بائیں کندھے پر اتنا پانی ڈالیں کہ سر سے پاؤں تک پہنچ جائے بدن کو ہاتھوں سے ملئے یہ ایک دفعہ ہوا۔ پھر دوبارہ اسی طرح پانی ڈالئے پہلے سر پر

پھر دائیں کندھے پر پھر بائیں کندھے پر اور جہاں بدن سوکھا رہنے کا اندیشہ ہو وہاں ہاتھ سے مل کر پانی بہائے۔ پھر اسی طرح تیسری بار پانی سر سے پیر تک بہائے (بخاری شریف : ۱/۴۱) (مسلم شریف : ۱/۱۴۷) (ترمذی شریف : ۱/۱۵) (ابوداؤد شریف : ۱/۳۲) (نسائی : ۱/۴۸) (مشکوۃ : ۱/۴۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب(۸)

لباس کی سنتوں کا بیان

(۱) یٰبَنِیٓ آدم قدانزلنا عَلیکم لباساً یُواری سَوْآتِکُمْ وریشا☆ ولباس التقویٰ ذالك خیر (سورۂ اعراف ع ۳)

ترجمہ:-اے فرزندانِ آدم ہم نے تم کو پہننے کے لئے کپڑے عطا کئے جن سے تمہاری ستر پوشی ہو اور تجمّل اور آرائش کا سامان۔اور تقویٰ والا لباس تو سراسر خیر اور بھلائی ہے(القرآن)

(۲)عن ابی مطرٍ ان علیاً اشتریٰ ثوباً بثلٰثة دراهم فلما لبسهٗ قال الحمدلله الذی رزقنی من الریاش ماا تجمَّلُ بهٖ فی الناس واُواری بهٖ عورتِی ثم قال هٰكذا سمعتُ رسول الله ﷺ یقول (رواه احمد معارف الحدیث ج ٦ ص: ٢٨٥)

لباس کے احکام و آداب

اس باب کی تعلیمات کی اساس و بنیاد

رسول اللہ ﷺ نے جس طرح اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے اور کھانے پینے وغیرہ زندگی کے سارے معمولات کے بارے میں احکام و آداب کی تعلیم دی اور بتلایا کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے یہ صحیح ہے اور یہ غلط، یہ مناسب ہے اور یہ نا مناسب، اسی طرح لباس اور کپڑے کے استعمال کے بارے میں بھی آپ ﷺ نے واضح ہدایات دی۔ اس باب میں آپ ﷺ کی تعلیمات و ہدایات کی اساس و بنیاد سورۂ اعراف کی یہ آیت ہے۔ یٰبَنِیْٓ آدم قد انزلنا عَلیکم لباساً یُواری سَوْآتِکُمْ وریشا ولباس التقویٰ ذالك خیر (الاعراف ع ۳) اے فرزندانِ آدم ہم نے تم کو پہننے کے لئے کپڑے عطا کئے جن سے تمہاری ستر پوشی ہو اور تجمّل اور آرائش کا سامان۔ اور تقویٰ والا لباس تو سراسر خیر اور بھلائی ہے۔

اس آیت میں لباس کے دو خاص فائدے ذکر کئے گئے ہیں، ایک ستر پوشی یعنی انسانی جسم کے ان حصوں کو چھپانا جن پر غیروں کی نظر نہیں پڑنی چاہئے، اور دوسرے زینت و آرائش یعنی یہ کہ دیکھنے میں آدمی بھلا اور آراستہ معلوم ہو اور جانوروں کی طرح ننگ دھڑنگ نہ پھرے آخر میں فرمایا گیا ہے ولباس التقویٰ ذالك خیر، یعنی اللہ کے نزدیک اور فی الحقیقت وہ لباس اچھا ہے اور سراسر خیر ہے جو خدا ترسی، اور پرہیز گاری کے اصول سے مطابقت رکھتا ہو اس میں اللہ کی ہدایت اور اس کے احکام کی خلاف ورزی نہ کی گئی ہو بلکہ اس کی نازل کی ہوئی شریعت کے مطابق ہو، ایسا ہر لباس بلا شبہ سراسر خیر و نعمت اور شکر کے ساتھ اس کا استعمال قرب الٰہی کا وسیلہ ہے رسول اللہ ﷺ کے اس سلسلہ کے ارشادات اور ذاتی معمولات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس باب کی آپ ﷺ کی تعلیم و ہدایت کا بنیادی نقطہ یہی ہے کہ لباس ایسا ہو جس سے

ستر پوشی کا مقصد حاصل ہو اور دیکھنے میں آدمی باجمال اور باوقار معلوم ہو، نا تو ایسا ناقص ہو کہ ستر پوشی کا مقصد ہی پورا نہ ہو اور نا ہی ایسا گندہ اور بے تکا ہو کہ بجائے زیب و زینت کے آدمی کی صورت بگاڑ دے اور دیکھنے والوں کے دلوں میں تنفّر و توحش پیدا ہو، اسی طرح یہ کہ آرائش و تجمل کے لئے افراط اور بے جا اسراف بھی نہ ہو، علیٰ ہذا شان و شوکت کی نمائش اور برتری کا اظہار و تفاخر بھی مقصود نہ ہو، جو مقام عبدیت کے بالکل ہی خلاف ہے اسی طرح مرد ریشمی کپڑا استعمال نہ کریں، سونے چاندی کے زیورات کی طرح عورتوں کے لئے مخصوص ہے اور یہ کہ مرد خاص عورتوں والا لباس، پہن کر نسوانی صورت نہ بنائے، اور عورتیں مردوں والے مخصوص کپڑے پہن کر اپنی نسوانی فطرت پر ظلم نہ کریں۔ اس سلسلہ میں آپ ﷺ نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ جن بندوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو انھیں چاہئے کہ اس طرح رہیں اور ایسا لباس پہنے جس سے محسوس ہو کہ ان پر ان کے رب کا فضل ہے یہ شکر کا ایک شعبہ ہے، لیکن بے جا تکلف و اسراف سے پرہیز کریں، اسی کے ساتھ اس کا بھی لحاظ رہے کہ غریب و نادار بندوں کی دل شکنی اور ان کے مقابلہ میں تفوق و بالاتری کی نمائش نہ ہو، نیز یہ کہ ہر لباس کو اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ سمجھیں اور اس کے شکر کے ساتھ استعمال کریں۔ بلاشبہ ان احکام و ہدایات کی تعمیل کیساتھ ہر لباس کا استعمال ایک طرح کی عبادت اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے وسیلہ ہوگا۔ اس تمہید کے بعد اس سلسلہ کی حدیثیں ذیل میں پڑھئے (معارف الحدیث : ۲۸۳/۶ تا ۲۸۵)

لباس نعمت خداوندی اور اس کا مقصد

عن ابی مطرٍ ان علیاً اشتریٰ ثوباً بثلٰثة دراهم فلما لبسهٗ قال الحمدلله الذی رزقنی من الریاش ما اتجمَّلُ بهٖ فی الناس واُواری بهٖ عورتِی ثم قال هٰكذا سمعتُ رسول الله ﷺ یقول (رواه احمد)

ابو مطر تابعی سے روایت ہے کہ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے تین درہم میں ایک کپڑا خریدا اور جب اسے پہنا تو کہا الحمدلله الذی رزقنی من الریاش ما اتجمَّلُ بهٖ فی الناس واُواری بهٖ عورتِی حمد وشکر ہے اس اللہ کے لئے جس نے مجھے لباسِ زینت عطا فرمایا جس سے میں لوگوں میں آرائش حاصل کرتا ہوں اور اپنی ستر پوشی کرتا ہوں۔ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ ﷺ کپڑا پہنکر اسی طرح ان ہی الفاظ میں اللہ کی حمد وشکر کرتے تھے (مسند احمد)

تشریح:- جامع ترمذی میں قریب قریب اسی مضمون کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے ان دونوں حدیثوں سے اور ان کے علاوہ بھی متعدد احادیث سے معلوم ہوا کہ لباس اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اس کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اس سے اصل مقصد ستر پوشی اور تجمل وآرائش ہے (معارف الحدیث : ۶/۲۸۵)

بے پردہ اور بے ڈھنگے لباس کی ممانعت

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهیٰ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْ یَأْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهٖ أَنْ یَّمْشِیْ فِیْ نَعْلٍ وَاحِدٍ وَاَنْ یَشْتَمِلَ الصَّمَاءَ اَوْ یَحْتَبِیَ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهٖ (رواہ مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اس سے کہ آدمی بائیں ہاتھ سے کھائیں یا صرف ایک پاؤں میں جوتی پہن کر چلے، اور اس سے بھی منع فرمایا کہ آدمی صرف ایک چادر اپنے اوپر لپیٹ کر ہر طرف سے بند ہو جائے یا ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھے اس طرح کہ اس کا ستر کھلا ہو (صحیح مسلم)

تشریح:- عربوں میں کپڑے کے استعمال کے بعض طریقے رائج تھے اور ان کے لئے ان کی زبان میں بعض مخصوص الفاظ تھے مثلاً ایک طریقہ یہ تھا کہ سارے جسم پر ایک چادر اس طرح لپیٹ لی کہ ہر طرف سے بند ہو گئے اور اس طرح بندھ گئے کہ ہاتھ بھی باہر نہیں نکل سکتا، اس کو اشْتِمَالِ صَمَّاء، کہا جاتا تھا اس حدیث میں اس سے ممانعت فرمائی گئی ہے کیونکہ یہ ایک بے ڈھنگا طریقہ ہے اور آدمی اس میں ہر طرف سے بندھ جاتا ہے، اور مثلاً ایک طریقہ یہ تھا کہ آدمی سرین زمین پر رکھ کر اور گھٹنے کھڑے کر کے بیٹھ جاتا اور بس ایک کپڑا اپنی کمر اور پنڈلیوں پر لپیٹ لیتا، اس میں ستر پوشی بھی نہ ہوتی (کیونکہ حصّہ اسفل کھلا رہ جاتا) اس کو احتباء، کہتے تھے اس سے بھی اس حدیث میں ممانعت فرمائی گئی ہے، اسی طرح صرف ایک پاؤں میں جوتی پہن کر چلنے سے بھی ممانعت فرمائی گئی ہے، کیونکہ یہ وقار کے خلاف اور بے ڈھنگے پن کی علامت ہے ہاں اگر کسی عذر کی وجہ سے ہو تو ظاہر ہے کہ وہ معذور ہوگا (معارف الحدیث : ۲۸۶/۶)

مردوں کو زنانہ اور عورتوں کو مردانہ لباس و ہیئت کی ممانعت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْمُتَشَبِّهِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ (رواہ البخاری)

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کریں یعنی ان کی سی شکل وھیئت ان کا لباس (اور ان کا انداز اپنائیں) اور ان عورتوں پر بھی جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں (یعنی ان کی سی شکل وھیئت بنائیں ان کا سا لباس اور طرز و انداز (اختیار کریں) (صحیح بخاری)

تشریح:- اس حدیث میں خصوصیت سے لباس کا کوئی ذکر نہیں بلکہ مطلق تشبہ پر لعنت فرمائی گئی ہے لیکن، تشبّہ کی بہت نمایاں صورت یہی ہے کہ مرد زنانہ لباس پہن کر اور عورتیں

مردانہ لباس اپنا کر اپنی فطرت کے تقاضوں سے بغاوت کریں۔ آگے درج ہونے والی حدیث میں خصوصیت کے ساتھ لباس کے بارے میں بھی فرمایا گیا ہے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةُ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ (رواہ ابوداؤد)

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو زنانہ لباس پہنیں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردانہ لباس پہنیں (معارف الحدیث : ۶/۲۹۴)

مردوں کے لئے سفید رنگ کے کپڑے زیادہ پسندیدہ

عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِلْبَسُوْا الثِّيَابَ الْاَبْيَضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ (رواه احمد والترمذی ،والنسائی وابن ماجه)

حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو وہ زیادہ پاک صاف اور نفیس ہوتے ہیں اور سفید کپڑوں ہی میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن نسائی، ابن ماجہ)

عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَحْسَنَ مَازُرْتُمُ اللّٰهَ فِیْ قُبُوْرِكُمْ وَمَسَاجِدِكُمُ الْبَيَاضَ (رواه ابن ماجه)

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے اچھا رنگ جس میں تم اپنی قبروں اور اپنی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو خالص سفید رنگ ہے (سنن ابن ماجہ)

تشریح:- یعنی بہتر یہ ہے کہ مرنے کے بعد قبروں میں اللہ کے حضور میں حاضری ہو تو سفید کفن میں ہو اور مساجد میں جو اس دنیا میں اللہ کے دربار ہیں حاضری ہو تو سفید کپڑوں

میں ہو۔لیکن دوسری بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خود آنحضرت ﷺ بسا اوقات مختلف رنگ کے کپڑے بھی پہنتے تھے۔چنانچہ آپ ﷺ سے سبز یا ہلکے نیلے رنگ کے کپڑے پہننا بھی ثابت ہے،اسی طرح زرد رنگ کے بھی، نیز سرخ دھاری دار چادر اوڑھنا۔اور سیاہ رنگ کا عمامہ زیب سر فرمانا بھی ثابت ہے،اسلئے مندرجۂ بالا دونوں حدیثوں میں سفید رنگ کے کپڑوں کے استعمال کی جو ترغیب دی گئی ہے اس کا درجہ ترغیب ہی کا ہے اور اس کا تعلق صرف مردوں سے ہیں ،عورتوں کے لئے رنگین لباس ہی زیادہ پسند فرمایا گیا ہے ازواج مطہرات کے طرز عمل سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے.(معارف الحدیث : ۶/ ۲۹۵-۲۹۶)

رسول اللہ ﷺ کا لباس

رسول اللہ ﷺ ،لباس کے بارے میں ان حدود واحکام کی پابندی کے ساتھ جو مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہو چکے ہیں،اسی طرح کے کپڑے پہنتے تھے،جس طرح اور جس وضع کے کپڑوں کا اس زمانہ میں آپ ﷺ کے علاقے اور آپ ﷺ کی قوم میں رواج تھا آپ ﷺ تہبند باندھتے تھے، چادر اوڑھتے تھے،کرتا پہنتے تھے،عمامہ اور ٹوپی بھی زیب سر فرماتے تھے اور کپڑے اکثر و بیشتر معمولی سوتی قسم کے ہوتے تھے کبھی کبھی دوسرے ملکوں اور دوسرے علاقوں کے بنے ہوئے ایسے بڑھیا قیمتی جبّے بھی پہن لیتے تھے جن پر ریشمی حاشیہ یا نقش ونگار بنے ہوتے تھے اسی طرح کبھی کبھی بہت خوشنما یمنی چادریں بھی زیب تن فرماتے تھے جو اس زمانہ کے خوش پوشوں کا لباس تھا۔اس بناء پر کہا جا سکتا ہے کہ زبانی ارشادات وہدایات کے علاوہ آپ ﷺ نے امت کو اپنے طرز عمل سے بھی یہی تعلیم دی کہ کھانے پینے کی طرح لباس کے بارے میں بھی وسعت ہے اللہ کی مقرر کی ہوئی حدوں کی پابندی کے ساتھ ہر طرح کا قیمتی یا معمولی لباس پہنا جا سکتا ہے،اور یہ کہ ہر علاقے اور ہر زمانے کے لوگوں کو اجازت ہے کہ وہ شرعی حدود واحکام کو

ملحوظ رکھتے ہوئے اپنا علاقائی وقومی پسندیدہ لباس استعمال کرسکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ امت کے ان اصحاب صلاح وتقویٰ نے بھی جن کی زندگی میں اتباع سنت کا حددرجہ اہتمام تھا یہ ضروری نہیں سمجھا کہ بس وہی لباس استعمال کریں جو رسول اللہ ﷺ استعمال فرماتے تھے۔

دراصل لباس ایسی چیز ہے کہ تمدّن کے ارتقاء کے ساتھ اس میں تبدیلی ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی اسی طرح علاقوں کی جغرافیائی خصوصیات اور بعض دوسری چیزیں بھی لباس کی وضع قطع اور نوعیت پر اثر انداز ہوتی ہے اس لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ ساری دنیا کے لوگوں کا لباس یکساں ہو، یا کسی قوم یا کسی علاقے کا لباس ہمیشہ ایک ہی رہے اس لئے شریعت نے کسی خاص قسم اور خاص وضع کے لباس کا پابند نہیں کیا ہے ہاں ایسے اصولی احکام بتادیئے گئے ہیں جن کی ہر زمانہ میں اور ہر جگہ بہ سہولت پابندی کی جاسکتی ہے.

ان تمہیدی سطروں کے بعد حضور ﷺ کے لباس سے متعلق چند احادیث ذیل میں پڑھیئے:-

عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَیْنَا عَائِشَۃُ کِسَاءً مُلَبَّداً وَاِزَاراً غَلِیْظاً فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ ھٰذَیْنِ (رواہ البخاری ومسلم)

ابو بردہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے ہم کو نکال کے دکھائی ایک دبیز دوہری چادر اور ایک موٹے کپڑے کا تہبند اور ہمیں بتایا کہ انہی دو کپڑوں میں حضور ﷺ کا وصال ہوا تھا (یعنی آخری وقت میں حضور ﷺ کے جسم اطہر پر یہی دو کپڑے تھے
(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ اَحَبَّ الثِّیَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَلْقَمِیْصُ (رواہ الترمذی وابوداؤد)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں میں کرتا زیادہ پسند تھا
(جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

تشریح:- کرتے کو حضور ﷺ غالباً اسلئے زیادہ پسند فرماتے تھے کہ وہ جبے اور چادر کی بنسبت ہلکا ہوتا ہے اور لباس کا مقصد اس سے اچھی طرح پورا ہو جاتا ہے.

بعض دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے کرتے کی آستین ہاتھ کے پہنچوں تک ہوتی تھیں اور نیچے کی جانب ٹخنوں سے اوپر تک ہوتا تھا (معارف الحدیث ج: ۶/۳۰۳ تا ۳۰۵)

لباس میں داہنی طرف سے ابتداء حضور ﷺ کا معمول تھا

بائیں اعضاء کے مقابلہ میں داہنے اعضاء کو جو فضیلت حاصل ہے اور اس کی جو لِـــمْ ہے اس کا ذکر آداب طعام کے ذیل میں کیا جا چکا ہے اسی فضیلت کی وجہ سے حضور ﷺ کا معمول تھا کہ لباس میں داہنی طرف سے ابتداء فرماتے تھے یعنی جو کپڑا پہنتے داہنی جانب سے پہننا شروع فرماتے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا لَبِسَ قَمِیْصاً بَدَأَ بِمَیَامِنِهٖ (رواہ الترمذی)

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کرتا پہنتے تو داہنی جانب سے شروع فرماتے (جامع ترمذی)

تشریح:- اس حدیث میں کرتے کا ذکر بطور مثال کے سمجھنا چاہیئے حضرت ابوھریرہؓ ہی سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ۔ جب کپڑا پہنا جائے یا وضوء کیا جائے تو داہنے اعضاء سے شروع کیا جائے.(معارف الحدیث : ۶/۳۰۹-۳۱۰)

عورتوں کو مہندی لگانے کا حکم

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ هِنْداً بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَانَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ بَايِعْنِيْ فَقَالَ لَااُبَايِعُكِ حَتّٰى تُغَيِّرِيْ كَفَّيْكِ فَكَانَّمَا كَفَّاسَبُعٍ (رواه ابوداؤد)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہندہ بنت عتبہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے بیعت کر لیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو اس وقت تک بیعت نہیں کروں گا جب تک کہ تم (مہندی لگا کر) اپنے ہاتھوں کی صورت نہ بدلو گی (تمہارے ہاتھ اس وقت) کسی درندے کے سے ہاتھ معلوم ہوتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد)

تشریح :- یہ ہندہ بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی تھی۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائیں اور اسی دن قریش کی دوسری بہت سی عورتوں کے ساتھ پہلی بیعت کی۔ حضرت عائشہؓ کی اس حدیث میں ہندہ کی طرف سے جس بیعت کی درخواست کا ذکر ہے بظاہر یہ انہوں نے بعد میں کسی وقت کی ہے اور اسی موقع پر حضور ﷺ نے ان کو ہاتھوں میں مہندی لگانے کی ہدایت فرمائی دوسری بعض روایات میں اور بھی بعض عورتوں کا ذکر ہے جن کو آپ ﷺ نے مہندی استعمال کرنے کی اس طرح تاکید فرمائی رسول اللہ ﷺ کی اس ہدایت و تعلیم سے اسلامی شریعت کا یہ نقطۂ نظر معلوم ہو گیا کہ عورتوں کو جائز حد تک زینت اور سنگھار کے اسباب استعمال کرنے چاہئے، ظاہر ہے کہ یہ چیز ان کے اور ان کے شوہروں کے درمیان محبت اور قلبی تعلق میں اضافہ کا باعث ہو گی۔ (معارف الحدیث : ۶/۳۱۹-۳۲۰)

لباس کی سنتیں

(۱) حضور ﷺ کو سفید رنگ کا کپڑا بہت پسند تھا اس لئے سفید رنگ کا کپڑا پسند کرنا اور استعمال کرنا سنت ہے (بخاری شریف : ۲/۸۶۶) (شمائل ترمذی : ۶) (ابوداؤد : ۲/۵۶۲) (نسائی :

۲/۲۹۷)(ابن ماجہ : ۲۶۳)

(۲)قمیص کرتا یا صدری وغیرہ پہنیں تو پہلے دایاں ہاتھ آستین میں ڈالیں۔پھر بایاں ہاتھ اسی طرح پاجامہ اور شلوار کے لئے پہلے دایاں پاؤں پھر بایاں پاؤں(ترمذی : ۱/۲۰۹)(مشکوٰۃ : ۲/۳۷۴)(زادالمعاد : ج ۱ قسط ۱/۱۲۴)(اسوۂ رسول اکرم : ۱۲۳)

(۳)پاجامہ،شلوار یا لنگی ٹخنہ سے اوپر رکھنا چاہیئے ٹخنے سے نیچے لٹکانے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں حضورﷺ نے فرمایا تہبند ٹخنہ سے نیچے لٹکانے والے پر اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت نہیں فرمائیگا(بخاری شریف : ۲/۸۶۱)(مسلم : ۲/۱۹۴)(ترمذی : ۱/۲۰۶)(ابوداؤد : ۲/۵۶۴)(نسائی : ۲/۲۹۸)(ابن ماجہ : ۲۶۳)(مشکوٰۃ : ۲/۳۷۳)(موطا امام مالک : ۳۶۶)

(۴)نیا کپڑا پہن کر یہ دعاء پڑھیں۔الحمدلله الذی کسانی هذا ورزقنیه من غیر حول منی ولاقوةٍ (ابوداؤد : ۲/۵۵۸)(حصن حصین : ۲۶۱،بحوالہ ابوداؤد،ترمذی، مستدرک)

(۵)عمامہ کے نیچے ٹوپی رکھنا سنت ہے۔بغیر ٹوپی عمامہ باندھنا خلافِ سنت ہے۔(ترمذی : ۱/۲۱۰)(ابوداؤد : ۲/۲۰۲)(مدارج النبوت : ۲/۲۳ قسط: ۶)

(۶)سیاہ عمامہ باندھنا سنت ہے۔شملہ چھوڑنا بھی مسنون ہے شملہ کی مقدار ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ بھی ثابت ہے(ترمذی : ۱/۲۰۷)(شمائل ترمذی : ۹)(ابوداؤد : ۲/۵۶۳)(نسائی : ۲/۲۹۹)(ابن ماجہ : ۲۶۴)

(۷)کپڑے اتارتے وقت بسم اللہ کہیں اور اتارنے میں ابتداء بائیں جانب سے کرنا چاہیئے قمیص یا کرتا اتارنا ہو تو پہلے بایاں ہاتھ آستین سے نکالیں پھر داہنا ہاتھ۔اسی طرح شلوار اور پاجامہ اتارتے وقت پہلے بایاں پیر باہر نکالیں پھر داہنا(حصن حصین مع قول متین مترجم : ۲۶۱)

(۸) جوتا پہلے داہنے پاؤں میں پہنیں پھر بائیں پاؤں میں پہنے (مسلم : ۲/۱۹۷) (ترمذی : ۱/۳۱۰) (ابوداؤد : ۲/۵۷۱) (ابن ماجہ : ۲۶۳) (مشکوٰۃ : ۲/۲۶۶) (موطاامام مالک : ۳۶۷) (زادالمعاد : ۱/۱۲۴، قسط ۱)

(۹) جوتا اتارتے وقت پہلے بائیں پیر سے اتاریں پھر دائیں پیر سے اتارے (بخاری شریف : ۲/۸۷۰) (ترمذی شریف مع عرف الشذی : ۱/۳۰۷) (مشکوٰۃ : ۲/۳۸۰)

(۱۰) نیا جوتا پہن کر یہ دعاء پڑھیں اللّٰهم انی اسئلك من خيره وخيرما هوله واعوذبك من شره وشرماهوله (حصن حصین : ۲۶۱)

شرح سفرالسعادت میں نئی چیز زیب تن کرنے کی یہ دعاء ہے اَللّٰهم لك الحمد كسوتنيه اسئلك خيره وخيرماصُنع له واعوذبك من شره وشرماصُنِعَ له ۔ نیز یہ دعاء بھی منقول ہے الحمدلله الذى كسانى هٰذا وَرَزَقَنِيْهِ مِن غير حول منى ولاقوةٍ. (شرح سفرالسعادت فارسی : ۴۰۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب(۹)

بالوں کی سنتوں کا بیان

(۱)عن جابرٍ قال اتانا رسول الله ﷺ زائراً فرایٰ رَجُلاً شعثاً قدتفَرّق شعره فقال ماكان يجدُ هٰذا مايُسَكِّنُ بهٖ رَاسَه ورَاَى رجلاً عليه ثياب وَسِخَةٌ فقال ماكان يَجِدُ هٰذا ما يَغْسِلُ بهٖ ثوبَهٗ ۔ (رواه احمد والنسائی ،(معارف الحديث)

ترجمہ:۔حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ملاقات کے لئے ہمارے ہاں تشریف لائے تو آپ ﷺ کی نظر ایک پراگندہ حال آدمی پر پڑی جس کے سر کے بال بالکل منتشر تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ آدمی ایسی کوئی چیز نہیں پاسکتا تھا جس سے اپنے سر کے بال ٹھیک کر لیتا۔اور اسی مجلس میں آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو بہت میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھا تو ارشاد فرمایا۔کیا اس کو کوئی ایسی چیز نہیں مل سکتی تھی جس سے یہ اپنے کپڑے دھو کر صاف کر لیتا۔مسند احمد (سنن نسائی ،بحوالہ معارف الحدیث)

بالوں کی سنتیں

(۱) نبی کریم ﷺ کے مبارک بالوں کی لمبائی کانوں کے درمیان تک اور دوسری روایت کے مطابق کانوں تک اور ایک روایت کے مطابق کانوں کی لوتک۔ان روایات کے علاوہ ایک روایت کندھوں تک یا کندھوں کے قریب تک ہونے کی بھی ہے(مسلم : ۲۵۸)(شمائل ترمذی : ۴)(ابوداؤد : ۲/۵۷۶)(نسائی : ۲/۲۷۶)(ابن ماجہ : ۲۶۷)

(۲)سارے سر کے بال رکھے یا پورے سر کے بال منڈوائے۔ایک حصہ کے بال رکھنا اور ایک حصہ کے بال منڈوانا یا ترشوانا حرام ہے(نسائی : ۲/۲۷۵)(زادالمعاد :ج۱قسط۱/۲۴)

(۳)حدیث میں حکم وارد ہے داڑھی بڑھائیں اور مونچھ کتروائیں ایک مشت سے کم داڑھی کٹوانا یا منڈوانا حرام ہے۔(بخاری شریف : ۲/۸۷۵)(ترمذی : ۲/۱۰۰)(ابوداؤد : ۲/۵۷۷)(مشکوٰۃ : ۲/۳۸۰)

(۴)مونچھوں کو کترنے میں مبالغہ کرنا سنت ہے(بخاری شریف : ۲/۸۷۴)(ابوداؤد : ۲/۵۷۷)(نسائی : ۲/۲۷۵)(مشکوٰۃ : ۲/۳۸۰)

(۵)زیر ناف،بغل اور ناک کے بال لینا سنت ہے چالیس دن گذر جائیں اور صفائی نہ کرے تو گنہ گار ہوگا(بخاری شریف : ۲/۹۳)(ترمذی : ۲/۱۰۰)(ابوداؤد : ۲/۵۷۷)(نسائی : ۲/۲۷۵)

(۶)بالوں کو دھونا،تیل لگانا،کنگھا کرنا مسنون ہے،لیکن ایک آدھ دن درمیان میں چھوڑ دینا چاہیئے۔(شمائل ترمذی : ۴)(ابوداؤد : ۲/۵۷۳)

(۷)جب سر میں تیل ڈالنے کا ارادہ ہو تو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں تیل لیکر پہلے ابروؤں پر پھر آنکھوں پر اور پھر سر میں تیل ڈالیں(ابن سنی : ۶۱)

(۸) سر میں تیل ڈالنے کی ابتداء پیشانی کی جانب سے کرنا (بخاری شریف : ۲/۸۷۸) (شمائل ترمذی : ۴) (نسائی : ۲/۲۷۵) (شمائل نبوی مطبع کراچی : ۴۱۵)

(۹) کنگھا کریں تو پہلے دائیں جانب سے شروع کریں (زادالمعاد : ۱/۱۲۴، قسط ۱)

(۱۰) کنگھا کرتے ہوئے یا حسب ضرورت جب آئینہ دیکھیں تو یہ دعاء پڑھیں اللّٰھم انتَ حَسَّنْتَ خَلْقِی فَحسِّنْ خُلُقِی

ترجمہ:- اے اللہ آپ نے میری صورت اچھی بنائی میرے اخلاق بھی اچھے کر دیجئے (ابن سنی) (حصن حصین، مترجم : ۳۴۶) (شمائل نبوی مطبع کراچی : ۴۱۵)

(۱۱) اگر کسی کے ڈاڑھی کے بال سفید ہوں تو مہندی کا خضاب سنت ہے ہاں سیاہ خضاب نہ لگائے وہ مکروہ ہے (مسلم : ۲۵۸) (شمائل ترمذی : ۴) (ابوداؤد : ۲/۵۷۸) (نسائی : ۲/۲۷۷) (ابن ماجہ : ۲۶۷)

(۱۲) داڑھی ایک مشت رکھنا سنت ہے۔ داڑھی کا بھرپور ہونا کمالِ زینت اور جمالِ مومن ہے مگر داڑھی کی غیر معمولی درازی خلافِ سنت ہے۔ (مستفاد فتاویٰ رحیمیہ : ۳/۲۱۵) (ڈاڑھی اور انبیاءؑ کی سنتیں : ۱۸ حضرت مفتی سعید احمد پالنپوری صاحب دامت برکاتہم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب(۱۰)

دن کی سنتوں کا بیان

(۱)والشمس وضحٰها والقمراذاتلٰها والنهار اذا جلّٰها (القرآن ۔ سوره شمس)

(۲)وجعلنا النهار معاشا(القرآن)

(۳)عن ابی هریرةؓ قال كان رسول الله يُعَلِّمُ اصحابه يقول اذا اصبح احدكم فليقُلُ اَللّٰهم بكَ اَصُبَحنا وَبِكَ امسينا وبك نحيا وبكَ نمُوُتُ واليكَ المصِيُر واذا امسىٰ فليقل اَللّٰهم بكَ امسينا وبِك اصبَحناوبك نحيا وَبكَ نمُوُتُ واليك النشور (رواه ابوداؤد والترمذی ۔ بحواله معارف الحديث)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دن کی سنتیں

(۱) گھر سے نکلتے وقت یہ دعاء پڑھے حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی اپنے گھر سے باہر نکلے تو یہ دعاء پڑھے بسم الله توكلتُ على الله ولا حول ولا قوَّة الا بالله ترجمہ:- اللہ کے نام کے ساتھ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور اللہ کی مدد کے بغیر نہ کسی چیز سے بچنے کی طاقت ہے نہ کچھ کرنے کی طاقت ہے (ترمذی: ۲/۱۸۱) (ابوداؤد : ۲/۶۹۵) (حصن حصین) (ابن سنی : ۳۰۔ بسم اللہ کے بعد آمنت باللہ کی زیادتی کے ساتھ)

(۲) روزآنہ صبح میں سورۂ یٰسٓ پڑھنا سنت ہے (ترمذی : ۲/۱۱۶) (مشکوٰۃ : ۱/۱۸۹) (اذکار ماثورہ : ۵۲)

(۳) تسبیح ملائکہ یعنی سبحان الله وبحمدهٖ صبح شام ۱۰۰/۱۰۰ مرتبہ پڑھنا سنت ہے یہ وہ تسبیح ہے جس کے ذریعہ سے ساری مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے (بخاری شریف: ۲/۱۱۲۹) (مسلم: ۲/۳۴۴) (ابن ماجہ: ۲۷۸) (مشکوٰۃ : ۱/۲۰۰) (اذکار ماثورہ : ۵۲)

(۴) جب مسجد کی طرف چلے تو یہ دعاء پڑھے اللّٰهم اجعل فی قلبی نوراً وفی لسانی نوراً وَاجْعَل فِی سَمْعِی نوراً وَاجْعَل فِی بصری نوراً وَاجْعَل مِن خَلْفِی نوراً وَمن اَمَا مِی نوراً وَاجْعَل مِن فَوقی نوراً ومِن تَحتی نوراً اللّٰهم اَعْطِنی نوراً

ترجمہ:- اے اللہ میرے دل میں نور پیدا فرمادے اور میری زبان میں نور پیدا فرمادے اور میرے کانوں میں نور پیدا فرمادے اور میری آنکھوں میں نور پیدا فرمادے اور میرے پیچھے اور میرے آگے نور پیدا فرمادے اور میرے اوپر اور میرے نیچے نور پیدا فرمادے اے اللہ مجھے نور عطا فرمادے (بخاری شریف ۱/۹۳۵) (مسلم ۱/۲۶۱) (ترمذی : ۲/۱۷۸) (ابوداؤد) (حصن المسلم : ۳۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب(۱۱)

سلام کی سنتوں کا بیان

(۱)فاذا دخلتم بیوتا فسلّموا علیٰ انفسکم تَحِیَّةً من عندالله مُبٰرکةً طیبةً کذالك یبیّنُ الله لکم الاٰیٰت لعلّکم تَعقلون (القرآن ۔سورۂ النور)

(۲) عن عبد الله بن عمر اَنّ رجلاً سأل رسول الله ﷺ اَیّ الاسلا م خیرٌ ؟قال تُطعِمُ الطَّعَام وَتُقْرِئُ السلا م علیٰ من عَرَفْتَ وَمن لّم تَعْرِفُ (رواه البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ:- حضرت! اسلام میں (یعنی اسلامی اعمال میں) کیا چیز (اور کونسا عمل) زیادہ اچھا ہے آپ ﷺ نے فرمایا ایک یہ کہ تم اللہ کے بندوں کو کھانا کھلاؤ اور دوسرے یہ کہ جس سے جان پہچان ہو اس کو بھی اور جس سے جان پہنچان نہ ہو اس کو بھی سلام کرو (صحیح بخاری وصحیح مسلم بحوالہ معارف الحدیث)

تحیّۂ اسلام : سلام

دنیا کی تمام متمدن قوموں اور گروہوں میں ملاقات کے وقت پیار و محبت یا جذبۂ اکرام وخیراندیشی کا اظہار کرنے اور مخاطب کو مانوس و مسرور کرنے کے لئے کوئی خاص کلمہ کہنے کا رواج رہا ہے اور آج بھی ہے۔ ہمارے ملک ہندوستان میں ہمارے برادرانِ وطن ہندو، ملاقات کے وقت، نمستے، کہتے ہیں، کچھ پرانے قسم کے کم پڑھے لکھوں کو ''رام رام'' کہتے ہوئے بھی سنا ہے۔ یورپ کے لوگوں میں صبح کی ملاقات کے وقت ''گڈ مارننگ'' (اچھی صبح) اور شام کی ملاقات کے وقت ''گڈ ایوننگ'' (اچھی شام) اور رات کی ملاقات میں ''گڈ نائٹ'' (اچھی رات) وغیرہ کہنے کا رواج ہے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت عربوں میں بھی اسی طرح کے کلمات ملاقات کے وقت کہنے کا رواج تھا۔ سنن ابی داؤد میں رسول اللہ ﷺ کے صحابی عمران بن حصین کا یہ بیان مروی ہے کہ ہم لوگ اسلام سے پہلے ملاقات کے وقت آپس میں ''اَنْعَمَ اللّٰہُ بِكَ عَیْناً'' (خدا آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب کرے) اور ''اَنْعَمَ صَبَاحاً'' (تمہاری صبح خوشگوار ہو) کہا کرتے تھے جب ہم لوگ جاہلیت کے اندھیرے سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آگئے تو ہمیں اس کی ممانعت کردی گئی یعنی اس کے بجائے ہمیں ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ'' کی تعلیم دی گئی آج بھی کوئی غور کرے تو واقعہ یہ ہے کہ اس سے بہتر کوئی کلمۂ محبت وتعلق اور اکرام وخیراندیشی کے اظہار کے لئے سوچا نہیں جاسکتا۔ ذرا اس کی معنوی خصوصیات پر غور کیجئے یہ بہترین اور نہایت جامع دعائیہ کلمہ ہے اس کا مطلب ہے کہ اللہ تم کو ہر طرح کی سلامتی نصیب فرمائے یہ اپنے سے چھوٹوں کے لئے شفقت اور رحمت اور پیار و محبت کا کلمہ بھی ہے، اور بڑوں کے لئے اس میں اکرام اور تعظیم بھی ہے اور پھر ''السّلام'' اسماء الٰہیہ میں سے بھی ہے، قرآن مجید میں یہ کلمہ انبیاء ورسل علیہم السلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور اکرام اور بشارت کے استعمال فرمایا گیا ہے اور اس میں

عنایت اور پیار ومحبت کا رس بھرا ہوا ہے ارشاد ہوا ہے سَلَامٌ عَلٰی نُوحٍ فِی الْعَالَمِیْنَ ☆ سَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ ☆ سَلَامٌ عَلٰی مُوْسٰی وَهَارُوْنَ ☆ سَلَامٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْنَ ☆ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ☆ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ☆ اور اہل ایمان کو حکم ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی اسی طرح سلام عرض کریں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَاالنَّبِیُّ الخ اور ایک جگہ رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ جب ہمارے وہ بندے آپ کے پاس آئیں جو ایمان لا چکے ہیں تو آپ ﷺ ان سے کہیں کہ:- سَلَامٌ عَلَیْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ''(السلام علیکم! تمہارے پروردگار نے تمہارے لئے رحمت کا فیصلہ فرما دیا ہے) اور آخرت میں داخلۂ جنت کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان سے فرمایا جائے گا:- اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ ☆ اور سَلَامٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ☆
(سورۂ رعد : پ ۱۳)

الغرض، ملاقات کے وقت کے لئے السّلام عَلَیْكُمْ، سے بہتر کوئی کلمہ نہیں ہوسکتا۔ پہلے سے باہم متعارف اور شناسا ہیں اور ان میں محبت واخوّت یا قرابت کے قسم کا کوئی تعلق ہے تو اس کلمہ میں اس تعلق اور اس کی بناء محبت ومسرّت اور اکرام وخیر اندیشی کا پورا اظہار ہے۔ اور اگر پہلے سے کوئی تعارف اور تعلق نہیں ہے تو یہ کلمہ ہی تعلق واعتماد اور غیر سگالی کا وسیلہ بنتا ہے اور اس کے ذریعہ ہر ایک دوسرے کو گویا اطمینان دلاتا ہے کہ میں تمہارا خیر اندیش اور دعا گو ہوں، اور میرے اور تمہارے درمیان ایک روحانی رشتہ اور تعلق ہے

بہرحال ملاقات کے وقت، السَّلام عَلَیْكُمْ اور وَعَلَیْكُمُ السَّلام، کی تعلیم رسول اللہ ﷺ کی نہایت مبارک تعلیمات میں سے ہیں، اور یہ اسلام کا شعار ہے اور اسی لئے آپ ﷺ نے اس کی بڑی تاکید فرمائی اور بڑے فضائل بیان فرمائے ہیں، اس تمہید کے بعد اس سلسلہ کی

احادیث پڑھیے (معارف الحدیث : ۶/ ۱۴۸ تا ۱۵۰)

سلام کی اہمیت وفضیلت

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ ،وَاَفْشُوا السَّلَامَ تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ (رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:-لوگوں! خداوند رحمٰن کی عبادت کرو اور بندگانِ خدا کو کھانا کھلاؤ اور سلام کو خوب پھیلاؤ تم جنت میں پہنچ جاؤ گے سلامتی کے ساتھ (جامع ترمذی)

تشریح:- اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے تین نیک کاموں کی ہدایت فرمائی ہے ، اوران کے کرنے والے کو جنت کی بشارت دی ہے ،ایک خداوند رحمٰن کی عبادت (یعنی بندے پر اللہ کا جو خاص حق ہے اور جو دراصل مقصد تخلیق ہے کہ اس کی اور صرف اسی کی عبادت کی جائے اور اس کو ادا کیا جائے ۔دوسرے اطعامِ طعام یعنی اللہ کے محتاج اور مسکین بندوں کو بطور صدقہ کے اور دوستوں عزیزوں اور اللہ کے نیک بندوں کو بطور ھدیۂ اخلاص ومحبت کے کھانا کھلایا جائے (جودلوں کو جوڑنے اور باہم محبت والفت پیدا کرنے کا بہترین وسیلہ ہے اور بخل جیسی مہلک بیماری کا علاج بھی ہے۔تیسرے اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ اور وَعَلَیْکُمُ السَّلامُ کو جو اسلامی شعار ہے اور اللہ تعالیٰ کا تعلیم فرمایا ہوا دعائیہ کلمہ ہے اس کو خوب پھیلایا جائے اور اس کی ایسی کثرت اور رواج ہو کہ اسلامی دنیا کی فضا اس کی لہروں سے معمور رہے ،ان تین نیک کاموں پر رسول اللہ ﷺ نے بشارت سنائی ہے تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ (تم پوری سلامتی کے ساتھ جنت میں پہنچ جاؤ گے)

سلام کا اجر وثواب

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلاً جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلَاثُوْنَ (رواہ الترمذی، وابوداؤد)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے کہا السلام علیکم، آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ مجلس میں بیٹھ گیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، دس (یعنی اس بندے کے لئے اس کے سلام کی وجہ سے دس نیکیاں لکھی گئی) پھر اور ایک آدمی آیا اس نے کہا:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ آدمی بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا بیس (یعنی اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی گئی) پھر ایک تیسرا آدمی آیا اس نے کہا:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ مجلس میں بیٹھ گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا تیس (یعنی اس کے لئے تیس نیکیاں ثابت ہوگئی) (جامع ترمذی وسنن ابی داؤد)

تشریح :- اللہ تعالیٰ کا یہ کریمانہ قانون ہے کہ اس نے ایک نیکی کا اجر اس آخری امت کے لئے دس نیکیوں کے برابر مقرر کیا ہے، قرآن پاک میں بھی فرمایا گیا مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا، اسی بنا پر رسول اللہ نے اس شخص کے حق میں جس نے صرف ایک کلمہ، السلام علیکم کہا تھا فرمایا کہ اس کے لئے دس نیکیاں ثابت ہوگئی، اور جس شخص نے اس کے ساتھ دوسرے کلمہ، ورحمۃ اللہ کا بھی اضافہ کیا، اس کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیس نیکیاں

ثابت ہوگئی اور تیسرے شخص کے لئے جس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے ساتھ تیسرے کلمہ وبرکاتہ کا بھی اضافہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لئے تیس نیکیاں ثابت ہوگئی۔اسی حساب سے سلام کا جواب دینے والا بھی اجروثواب کا مستحق ہوگا،اللہ تعالیٰ ان حقیقتوں کا یقین نصیب فرمائے اور رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت حاصل کرنے کے جو راستے معلوم ہوئے ہیں ان کی قدر کرنے اور استفادے کی توفیق دے امام مالکؒ نے ابی بن کعب کے صاحبزادے طفیل کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ:-میں حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ان کا طریقہ تھا کہ وہ ہمیں ساتھ لیکر بازار جاتے اور جس دوکاندار اور کباڑیئے اور جس فقیر ومسکین کے پاس سے گزرتے اس کو بس سلام کرتے (اور کچھ خرید وفروخت کے بغیر واپس آجاتے) ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو معمول کے مطابق مجھے ساتھ لیکر بازار جانے لگے،میں نے عرض کیا کہ آپؓ بازار جاکر کیا کریں گے؟ نہ تو آپ کسی دوکان پر کھڑے ہوتے ہیں،نہ کسی چیز کا سودا کرتے ہیں،نہ بھاؤ ہی کی بات کرتے ہیں اور بازار کی مجلسوں میں بھی نہیں بیٹھتے (پھر آپ بازار کس لئے جائیں) یہی بیٹھے باتیں ہوں اور ہم استفادہ کریں! حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم تو صرف اس غرض اور اس نیت سے بازار جاتے ہیں کہ جو سامنے پڑے اس کو سلام کریں اور ہر سلام پر کم ازکم دس نیکیاں کماکر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور بزرگانِ خدا کے جوابی سلاموں کی برکتیں حاصل کریں.

اپنے گھر یا کسی مجلس میں آؤ یا جاؤ تو سلام کرو

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَھْلِكَ فَسَلِّمْ یَکُوْنُ بَرَکَۃً عَلَیْكَ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِكَ (رواہ الترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- جب تم اپنے گھر والوں

کے پاس جاؤ تو سلام کرو یہ تمہارے لئے بھی باعثِ برکت ہوگا اور تمہارے گھر والوں کے لئے بھی (جامع ترمذی)

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا دَخَلْتُمْ بَیْتاً فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَھْلِهٖ وَاِذَاخَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا اَھْلَهٗ بِسَلَام (رواه البیهقی فی شعب الایمان)

حضرت قتادہؓ (تابعی) سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- جب تم کسی گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرو اور پھر جب گھر سے نکلو اور جانے لگو تو وداعی سلام کر کے نکلو (شعب الایمان للبیہقی)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِذَا انْتَهٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی مَجْلِسٍ فَلْیُسَلِّمْ فَاِنْ بَدَأَ لَهٗ اَنْ یَجْلِسَ فَلْیَجْلِسْ ثُمَّ اِذَا قَامَ فَلْیُسَلِّمْ فَلَیْسَتِ الْاُوْلٰی بِاَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ (رواه الترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:- جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہونچے تو چاہیئے کہ اوّلاً اہل مجلس کو سلام کرے۔ پھر بیٹھنا مناسب سمجھے تو بیٹھ جائے پھر جانے لگے تو پھر سلام کرے۔ اور پہلا سلام بعد والے سلام سے اعلیٰ اور بالا نہیں ہے (یعنی بعد والے رخصتی سلام کا بھی وہی درجہ ہے جو پہلے سلام کا ہے اس سے کچھ کم نہیں.(جامع ترمذی)(معارف الحدیث : ۶/ ۱۵۷ ، ۱۵۸)

مصافحہ کا اجر و ثواب اور اس کی برکتیں

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَاهُ غُفِرَلَهُمَا ۔(رواه ابوداؤد)

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- جب

دو مسلمانوں کی ملاقات ہو اور وہ مصافحہ کریں اور اس کے ساتھ اللہ کی حمد اور اپنے لئے مغفرت طلب کریں تو ان کی مغفرت ہو ہی جائے گی (سنن ابی داؤد)

عَنْ عَطَاءِ الْخُرَاسَانِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَصَافَحُوْا يَذْهَبُ الْغِلُّ وَتَهَادُّوْا تَحَابُّوْا وَتَذْهَبُ الشَّحْنَاءُ

عطاء خراسانی تابعی سے (بطریق ارسال) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- تم باہم مصافحہ کیا کرو اس سے کینہ کی صفائی ہوتی ہے اور آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو اس سے تم میں باہم محبت پیدا ہو گی اور دلوں سے دشمنی دور ہو گی.

یہ روایت امام مالکؒ نے اسی طرح عطاء خراسانی سے مرسلاً روایت کی ہے یعنی انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ ان کو یہ حدیث کس صحابی سے پہونچی ایسی حدیث کو مرسل کہا جاتا ہے اور اس طریقے سے روایت کرنے کو ارسال.

تشریح:- یہاں بھی اس بات کو یاد کر لیا جائے کہ ہر عمل کی تاثیر اور برکت اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ اس میں روح ہو جو دانہ بے جان ہو چکا اس سے پودا نہیں اگتا (معارف الحدیث : ۱۶۲/۶)

معانقہ و تقبیل۔۔۔۔اور قیام

محبت و تعلق کے اظہار کا آخری اور انتہائی ذریعہ معانقہ اور تقبیل (چومنا) ہے لیکن اس کی اجازت اسی صورت میں ہے جبکہ موقع محل کے لحاظ سے کسی شرعی مصلحت کے خلاف نہ ہو اور اس سے کسی برائی یا اس کے شک شبہ کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ جامع ترمذی میں حضرت انسؓ سے یہ حدیث مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ:- جب اپنے بھائی یا عزیز دوست سے ملاقات ہو تو کیا اس کی اجازت ہے کہ اس سے لپٹ جائیں، اسے گلے

لگائیں اور اس کو چومیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:- اس کی اجازت نہیں ہے۔ اس شخص نے عرض کیا:- تو پھر اس کی اجازت ہے کہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیں، اور مصافحہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا- ہاں۔ اس کی اجازت ہے، اس حدیث سے معانقہ اور تقبیل کی جو ممانعت مفہوم ہوتی ہے اس کے بارے میں شارحین حدیث کی رائے دوسری بہت سی حدیثوں کی روشنی میں یہی ہے کہ اس کا تعلق اس صورت سے ہے جبکہ سینہ سے لگانے اور چومنے میں کسی برائی یا اسکے شک وشبہ کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو ورنہ خود رسول اللہ ﷺ سے معانقہ اور تقبیل کے بہت سے واقعات مروی اور ثابت ہے ان میں سے بعض ذیل کی حدیثوں سے معلوم ہوں گے

عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ بُشَيْرٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ عَنَزَةَ اَنَّهٗ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ ذَرٍّ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَافِحُكُمْ اِذَا لَقِيْتُمُوْهُ قَالَ مَا لَقِيْتُهٗ قَطُّ اِلَّا صَافَحَنِیْ وَبَعَثَ اِلَیَّ ذَاتَ يَوْمٍ وَلَمْ اَكُنْ فِیْ اَهْلِیْ فَلَمَّا جِئْتُ اُخْبِرْتُ فَاَتَيْتُهٗ وَهُوَ عَلٰی سَرِيْرٍ فَالْتَزَمَنِیْ فَكَانَتْ تِلْكَ اَجْوَدَ وَاَجْوَدَ (رواه ابوداؤد)

ایوب بن بشیر قبیلۂ عنزہ کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں اس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے پوچھا- کیا رسول اللہ ﷺ ملاقات کے وقت لوگوں سے مصافحہ بھی کیا کرتے تھے؟ توانہوں نے فرمایا کہ:- میں جب بھی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے ملا تو آپ ﷺ نے ہمیشہ مجھ سے مصافحہ کیا، اور ایک دفعہ آپ ﷺ نے مجھے گھر سے بلوایا، میں اس وقت اپنے گھر پر نہیں تھا جب میں گھر آیا اور مجھے بتایا گیا، (کہ حضور ﷺ نے مجھے بلوایا ہے) تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت اپنے سریر پر تھے (جو کھجور کی شاخوں سے ایک تخت یا چارپائی کی طرح بنالیا جاتا تھا) آپ ﷺ اس سے اٹھ کر مجھ سے لپٹ گئے اور گلے لگایا اور آپ ﷺ کا یہ معانقہ بہت خوب اور بہت ہی خوب تھا (یعنی بڑا لذت بخش

اور بہت ہی مبارک تھا (سنن ابی داؤد)

عَنِ الشَّعْبِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ تَلَقّٰی جَعْفَرَ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَالْتَزَمَهٗ وَقَبَّلَ مَابَیْنَ عَیْنَیْهِ (رواه ابوداؤد والبیهقی فی شعب الایمان مرسلاً)

امام شعبی تابعی سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا (جب وہ حبشہ سے واپس آئے) تو آپ ﷺ ان کو لپٹ گئے (یعنی معانقہ فرمایا) اور دونوں آنکھوں کے بیچ میں (ان کی پیشانی) کو بوسہ دیا۔ (سنن ابی داؤد، شعب الایمان للبیہقی)

ملاقات یا گھر مجلس میں آنے کے لئے اجازت کی ضرورت

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ہدایت فرمائی ہے کہ جب کسی سے ملاقات کرنے کے لئے اس کے گھر یا اس کی مجلس میں کوئی جانا چاہے تو پہلے سلام کہے اور اجازت مانگے اس کے بغیر ہرگز اچانک داخل نہ ہو معلوم نہیں وہ اس وقت کس حال اور کس کام میں ہو ممکن ہے کہ اس وقت اس کے لئے ملنا مناسب نہ ہو۔

عَنْ كَلْدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ اُمَیَّةَ بَعَثَهٗ بِلَبَنٍ وَجَدَایَةَ وَضَغَابِیْسَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ بِاَعْلَی الْوَادِیْ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَیْهِ وَلَمْ اَسْتَأْذِنْ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِرْجِعْ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَاَدْخُلُ ؟ (رواه الترمذی وابوداؤد)

کلدہ بن حنبل سے روایت ہے کہ (ان کے اخیافی بھائی) صفوان بن امیہ نے ان کو دودھ اور ہرنی کا ایک بچہ اور کچھ کھیرے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا یہ اس وقت کی بات ہے جب رسول اللہ ﷺ وادیٔ مکہ کے بالائی حصے میں تھے کلدہ کہتے ہیں کہ میں یہ چیزیں لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہونچ گیا اور نہ میں نے پہلے سلام کیا اور نہ حاضری کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:- تم واپس جاؤ (اور قاعدہ کے مطابق) السلام علیکم ااَ

دُخُلُ ؟ کہہ کر اجازت مانگو (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

یہ صفوان بن امیہ مشہور دشمن اسلام اور دشمنِ رسول امیہ بن خلف کے لڑکے تھے یہ اللہ کی توفیق سے فتح مکہ کے بعد اسلام لے آئے اور یہ واقعہ جو اس روایت میں ذکر کیا گیا ہے غالباً فتح مکہ کے سفر ہی کا ہے رسول اللہ ﷺ کا قیام وادیٔ مکہ کے اس بالائی حصہ میں تھا جس کو معلیٰ کہتے ہیں صفوان بن امیہ نے اپنے اخیافی بھائی کلدہ بن حنبل کو ہدیہ کے طور پر یہ تین چیزیں لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا، کچھ دودھ تھا ایک ہرنی کا بچہ تھا اور کچھ کھیرے تھے یہ اس سے واقف نہیں تھے کہ جب کسی سے ملنے کے لئے جانا ہو تو سلام کر کے اور پہلے اجازت لے کر جانا چاہئے اس لئے جونہی حضور ﷺ کے پاس پہونچ گئے۔ آپ ﷺ نے اس ادب کی تعلیم کے لئے ان سے فرمایا کہ۔ باہر واپس جاؤ اور کہو۔ السلام علیکم أ أَدْخُلُ ؟ (السلام علیکم کیا میں اندر آسکتا ہوں؟) اور جب اجازت ملے تو آؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سلام اور استیذان (یعنی اجازت چاہنے) کا طریقہ صرف زبانی بتادینے کے بجائے ان سے عمل بھی کروایا۔ ظاہر ہے کہ جو سبق اس طرح دیا جائے اس کو آدمی کبھی نہیں بھول سکتا. (معارف الحدیث : ۶/۱۶۶-۱۶۷)

سلام کی سنتیں

(۱) سلام کرنا مسلمانوں کے لئے بہت بڑی سنت ہے۔ حضور ﷺ نے اس کی بہت تاکید فرمائی ہے ہر مسلمان کو سلام کرنا چاہئے خواہ اس کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو کیونکہ سلام اسلامی حق ہے کسی کے جاننے اور شناسائی پر موقوف نہیں (حصن حصین : ۳۴۶ ، بحوالہ بخاری مسلم نسائی) (بخاری شریف : ۲/۹۲۱) (مسلم : ۲/۲۱۳) (ترمذی : ۲/۹۸) (ابوداؤد : ۲/۷۰۶) (مشکوٰۃ : ۲/ ۳۹۷)

(۲) بچوں کو بھی سلام کرنا سنت ہے۔ صحیحین کی روایت ہے کہ حضور ﷺ کا گذر بچوں پر ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو سلام کیا۔ مسلم میں حضرت انسؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ چلتا تھا راستہ میں بچوں پر سے گذر ہوا تو آپ ﷺ نے بچوں کو سلام کیا (مسلم : ۲/۲۱۴) (بخاری شریف : ۲/۹۲۳) (ابوداؤد : ۲/۷۰۷) (مشکوٰۃ : ۲/۳۹۷) (بذل المجہود : ۵/۳۲۳)

(۳) سلام کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ زبان سے السلام علیکم کہے ہاتھ سے یا سر سے یا انگلی کے اشارے سے سلام کرنا یا اس کا جواب اشارہ سے دینا سنت کے خلاف ہے (حصن حصین مترجم : ۳۴۶)

السلام علیکم کے ساتھ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا اضافہ بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے (حصن حصین مترجم : ۳۴۶، بحوالہ ابوداؤد، ترمذی نسائی دارمی) (بخاری شریف : ۲/۹۱۹) (ترمذی : ۲/۹۴) (ابوداؤد : ۲/۷۰۶) (مشکوٰۃ : ۲/۳۹۹)

بلکہ السلام علیکم پر اضافہ قرآن پاک اور اس کی تشریح حدیث صحیح سے ثابت ہے واذا حیّیتم بتحیّۃٍ فحَیُّو باحسن منھا او ردّوھا۔)اور جب تم کو کوئی سلام کرے تم اس سلام سے اچھے الفاظ میں سلام کرو یا ویسے ہی الفاظ کہہ دو۔ اس کی تشریح رسول کریم ﷺ نے اپنے عمل سے اس طرح فرمائی کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک صحابیؓ آئے اور کہا السلام علیکم یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے جواب میں ایک کلمہ بڑھا کر فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ پھر ایک صحابیؓ آئے اور انہوں نے سلام میں یہ الفاظ کہے السلام علیکم یارسول اللہ ﷺ ورحمۃ اللہ آپ ﷺ نے ایک اور کلمہ بڑھا کر فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر ایک صحابیؓ آئے انہوں نے اپنے سلام میں تینوں کلمہ بڑھا کر کہا السلام علیکم یارسول اللہ ﷺ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ ﷺ نے جواب میں ایک کلمہ وعلیک فرمایا ان کے دل میں شکایت پیدا ہوئی اور عرض کیا

یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان پہلے جو حضرات آئے آپ ﷺ نے ان کے جواب میں کئی کلمات دعاء کے ارشاد فرمائے اور میں نے ان سب الفاظ سے سلام کیا تو آپ ﷺ نے وعلیک پر اکتفاء فرمایا۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے ہمارے لئے کوئی کلمہ چھوڑا ہی نہیں کہ ہم جواب میں اضافہ کرتے تم نے سارے کلمات اپنے ہی سلام میں جمع کر دیئے اس لئے ہم نے قرآنی تعلیم کے مطابق تمہارے سلام کا جواب بالمثل دینے پر اکتفاء کرلیا۔اس روایت کو ابن جریر اور ابن حاتم نے مختلف اسانید کے ساتھ نقل کیا ہے اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ سلام کرنے میں اور جواب دینے میں اضافہ تین کلمات تک مسنون ہے اس سے زیادہ اضافہ کرنا مسنون نہیں (معارف القرآن : ۲/۵۰۳ تا ۵۰۴ بحذف یسیر)(ترمذی وابوداؤد بحوالہ معارف الحدیث ۱۵۶/۶)

(۴) کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہوتو سلام کے بعد مصافحہ کرنا بھی مسنون ہے عورت عورت سے مصافحہ کرسکتی ہے (بخاری شریف : ۲/۹۲۶) (ترمذی : ۲/۱۰۲)(ابوداؤد : ۲/۷۰۸)(مشکوٰۃ : ۲/۳۹۹-۴۰۱)

(۵) سلام میں پہل کرنا سنت ہے جب بھی کوئی ملتا تو پہلے آپ ﷺ سلام کرتے تھے(ترمذی : ۱/۹۴)(ابوداؤد : ۲/۷۰۶)(مشکوٰۃ : ۲/۳۹۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۱۲)

ملاقات کی سنتوں کا بیان

(۱) عن البراء بن عازبؓ قال قال النبی ﷺ اذا التقَی المسلمان فتصافحا وحَمدا الله واستغفراہ غُفرلھما۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- جب دو مسلمانوں کی ملاقات ہو اور وہ مصافحہ کریں اور اس کے ساتھ اللہ کی حمد اور اپنے لئے مغفرت طلب کریں تو ان کی مغفرت ہو ہی جائے گی (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملاقات کی سنتیں

(۱) ملاقات کے وقت آپ ﷺ اپنا چہرہ کسی سے نہ پھیرتے تھے جب تک وہ نہ پھیرتا۔ اور اگر کوئی چپکے سے بات کہنا چاہتا تو آپ کان اس کی طرف کر دیتے اور جب تک وہ فارغ نہیں ہوتا آپ کان نہیں ہٹاتے (ابوداؤد : ۲/۶۶۱)(ابن ماجہ : ۲۷۲) (مشکوٰۃ : ۲/۵۲۰۔ وقال رواہ الترمذی)

(۲) جب کسی چیز کو کروٹ کی طرف دیکھتے تو پورا چہرہ پھیر کر دیکھتے متکبروں کی طرح کن انکھیوں سے نہ دیکھتے (خصائل نبوی ﷺ : ۱۶)

(۳) برتاؤ میں سختی نہ فرماتے نرمی کو پسند فرماتے (خصائل نبوی ﷺ : ۲۶۷)

(۴) نگاہ نیچی رکھتے تھے غایت حیاء کی وجہ سے نگاہ بھر نہ دیکھتے تھے (خصائل نبوی ﷺ : ۱۶)

(۵) سب سے ملے جلے رہتے تھے (یعنی شان بنا کر نہ رہتے تھے۔ بلکہ کبھی کبھی مزاح بھی فرمالیا کرتے تھے (مدارج النبوت اردو :ج ۱ قسط: ۱/۸۶)

(۶) اگر کوئی غریب آتا یا بڑھیا آپ ﷺ سے بات کرنا چاہتی تو راستے کے ایک کنارہ پر اس کی بات سننے کے لئے کھڑے ہو جاتے یا بیٹھ جاتے (مدارج النبوت :ج ۱ قسط: ۱/۸۶)

(۷) کسی قوم کا آبرودار آدمی ملاقات کے لئے آتا تو اس کے ساتھ عزت سے پیش آتے (مشکوٰۃ : ۲/۶۶۳)

(۸) مسلمان بھائی سے ملاقات کی سنت اپنے مسلمان بھائی سے کشادہ چہرہ سے ملنا اور اپنی جگہ سے کسی قدر ہٹ جانا اس کے بٹھانے کے لئے اگر ذرا ہی متحرّک ہو جائے تو یہ سنت

ہے(مدارج النبوت :ج ۱ قسط: ۸۱/۱)

(۹) کوئی بدسلوکی کرے اس کے ساتھ سلوک سے پیش آنا(ترمذی : ۲۱/۲)

(۱۰) کسی کورخصت کرنے کی سنت جب آپ ﷺ کسی کورخصت فرماتے تو یہ دعاء پڑھتے استودِعُ اللهَ دینکم واَمَانَتَکم وخواتیم اعمالِکم(ترمذی : ۱۸۲/۲)

ترجمہ:- میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تمہارے دین کواور تمہاری قابلِ حفاظت چیزوں کو اورتمہارے اعمال کے انجام کو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۱۳)

بلندی پر چڑھنے اور نیچے اترنے کے متعلق سنتوں کا بیان

عن جابرؓ قال کنا اذا صَعِدنا کَبّرنا واذا نزلنا سَبَّحنا(رواہ البخاری)

ترجمہ:- حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ جب ہم بلندی پر چڑھتے ہیں تو اللہ اکبر کہتے ہیں اور جب پستی کی طرف اترتے ہیں تو سبحان اللہ کہتے ہیں اس حدیث کو امام بخاریؒ نے روایت کیا (مشکوٰۃ : ۲/۲۱۶)

بلندی پر چڑھنے اور نیچے اترنے کی سنتیں

(۱) جب بلندی پر چڑھے خواہ ایک دو سیڑھی ہی کیوں نہ ہو چاہے مسجد کی ہو یا گھر کی تو اس وقت بلندی کی طرف داہنا پیر بڑھائے اور اللہ اکبر کہے (مشکوٰۃ : ۲/۲۱۶)

(۲) اسی طرح جب نیچے کو اترے تو پہلے بایاں پیر آگے بڑھائے اور سبحان اللہ کہے خواہ نشیب معمولی بھی کیوں نہ ہو تو بھی اس سنت کا ثواب حاصل ہوگا (مشکوٰۃ : ۲/۲۱۶)

بسم الله الرحمن الرحيم

باب (۱۴)

وضوء سے متعلق سنتوں کا بیان

(۱) و اذا قمتم الیٰ الصلوٰة فاغسلوا وجوهكم وايديكم الیٰ المرافق وامسحوا برؤسكم وارجلكم الیٰ الكعبين (القرآن)

(۲) فيه رجال يحبون ان يتطهروا والله يحب المطهرين☆

(۳) عن ابى ايوب وجابر وانسٍ اَنّ هذهٖ الأية لمانزلت فيه رجال يحبون ان يتطهروا والله يحب المطهرين قال رسول الله ﷺ يامعشرالانصار ان الله قداثنیٰ عليكم بالطهورِ فماطهوركم قالوا نتوضأ للصلوٰة ونغتسل من الجنابة ونستنجى بالماء قال فهو ذاك فعليكموه (رواه ابن ماجه)

وضوء اور ہر قسم کی پاکی کے متعلق ضروری اہم ہدایات

(طہارت اور پاکیزگی کی حقیقت اور دین میں اس کا مقام)

اسلام میں طہارت اور پاکیزگی کی حیثیت صرف یہی نہیں ہے کہ وہ نماز تلاوت قرآن اور طواف کعبہ جیسی عبادت کے لئے لازمی شرط ہے بلکہ قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بجائے خود بھی دین کا ایک اہم شعبہ اور بذاتِ خود بھی مطلوب ہے قرآن مجید کی آیت۔ ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین (سورۂ بقرہ ع : ۲۸) اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والے بندوں کو محبوب رکھتا ہے اور قباء کی بستی میں رہنے والے اہل ایمان کی تعریف میں قرآن مجید کا ارشاد ہے فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المطھرین (سورۂ توبہ ع : ۱۳)

ترجمہ:- اس میں ہمارے ایسے بندے ہیں جو بڑے پاکیزگی پسند ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب پاک وصاف رہنے والے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ صرف ان ہی دو آیتوں سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام میں طہارت و پاکیزگی کی خود کتنی اہمیت ہے (الطھور شطر الایمان) مسلم شریف کی صحیح روایت کا پہلا ہی جملہ جس کا لفظی ترجمہ بتلا رہا ہے کہ طہارت اور پاکیزگی اسلام کا صرف ایک حکم ہی نہیں ہے بلکہ وہ دین و ایمان کا جزء ہے اور ایک دوسری روایت میں الطھور نصف الایمان۔ طہارت کو نصف ایمان فرمایا گیا ہے (معارف الحدیث : ۳/ ۱۷-۱۸)

وضوء اور اس کے فضائل و برکات

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جن سلیم الفطرت انسانوں کی روحانیت بہیمیت سے مغلوب نہیں ہوتی ہے وہ حدث کی حالت میں یعنی جب پیشاب پاخانہ جیسے کسی سبب

سے ان کا وضوءٹوٹ جائے تو اپنے باطن میں وہ ایک گونہ ظلمت و کدورت اور ایک طرح کی گندگی محسوس کرتے ہیں (اور اصل حدث دراصل یہی کیفیت کا نام ہے)اور شریعت اسلامی نے اس کے ازالہ کے لئے وضوء مقرر فرمایا ہے ۔جن بندوں نے بہیمیت کے سفلی تقاضوں سے مغلوب ہوکر اپنے لطیف روحانی احساسات کو فنا نہیں کر دیا ہے وہ حدث کی حالت میں اس باطنی گندگی اور ظلمت و کدورت کو بھی محسوس کرتے ہیں اور یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ وضوء سے یہ کیفیت زائل ہوکر ایک روحانی پاکیزگی و نورانیت پیدا ہو جاتی ہے وضوء کا اصل مقصد اور موضوع تو یہی ہے اور اسی وجہ سے اس کو نماز یعنی بارگاہِ الٰہی کی خاص حضوری کی لازمی شرط قرار دیا گیا ہے ۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنے فضل سے اس کے علاوہ بھی بہت سی برکات رکھی ہیں.

وضوء گناہوں کی صفائی اور معافی کا ذریعہ

عن عثمان رضی الله عنه قال قال رسول الله من توضّأ فاحسن الوضوء خرجت خطاياه من جسدهٖ حتی تَخْرُجَ من تحت اظفارهٖ

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جس شخص نے وضوء کیا اور بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق خوب اچھی طرح وضوء کیا تو اس کے سارے گناہ نکل جائیں گے یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

تشریح حدیث:- مطلب یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و ہدایات کے مطابق باطنی پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے آداب و سنن وغیرہ کی رعایت کے ساتھ اچھی طرح وضوء کرے گا تو اس سے صرف اعضاء وضوء کی میل کچیل اور حدث والی باطنی ناپاکی ہی دور نہ ہوگی بلکہ اس کی برکت سے اس کے سارے جسم کے گناہوں کی ناپاکی بھی نکل جائے گی اور وہ شخص حدث سے پاک ہونے کے علاوہ گناہوں سے بھی پاک وصاف ہو جائے گا (معارف الحدیث : ۳/۴۳-۴۴)

وضوء کی سنتیں

(۱)وضوء کی نیت کرنا۔اس طرح کہ میں نماز کے مباح ہونے کے لئے وضوء کرتا ہوں (بدائع الصنائع : ۱/۱۹)(الجوھرۃ النیر ۃ : ۱/۹)

(۲)بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر وضوء کرنا(بدائع الصنائع : ۱/۲۰)(الجوھرۃ النیر ۃ : ۱/۸)(ترمذی شریف : ۱/۱۳)(نسائی : ۱/۲۵)(فتح القدیر : ۱/۱۹)

(۳)دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین بار دھونا(بدائع الصنائع : ۱/۲۰)(الجوھرۃ النیر ۃ : ۱/۸)(فتح القدیر مع الکفایہ : ۱/۱۸)(ھدایہ اولین : ۱/۳)

(۴)مسواک کرنا۔اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانتوں کو ملنا(بدائع الصنائع : ۱/۱۹)(الجوھرۃ النیر ۃ : ۱/۸)(شامی علی الدر : ۱/۱۱۳)(فتح القدیر : ۱/۲۱)

(۵) تین بار کلی کرنا(الجوھرۃ النیر ۃ : ۱/۸)(شامی علی الدر : ۱/۱۱۶)(بدائع الصنائع : ۱/۲۱)(ھدایہ اولین : ۱/۶)(ترمذی شریف : ۱/۱۴)(فتح القدیر مع الکفایہ: ۱/۲۲)

(۶) تین بار ناک میں پانی چڑھانا(الجوھرۃ النیر ۃ : ۱/۸)(شامی علی الدر : ۱/۱۱۶)(بدائع الصنائع : ۱/۲۱)(ھدایہ اولین : ۱/۶)(ترمذی شریف : ۱/۱۴)(فتح القدیر : ۱/۲۲)

(۷) تین بار ناک چھینکنا(ابوداؤد شریف: ۱/۱۴)(فتح القدیر : ۱/۲۲)

(۸)ہر عضو کو تین تین بار دھونا (الجوھرۃ النیر ۃ : ۱/۹)(شامی علی الدر : ۱/۱۱۶)(بدائع الصنائع : ۱/۲۲)(ھدایہ اولین : ۱/۶)(ابوداؤد شریف : ۱/۱۸)(فتح القدیر : ۱/۲۷)

(۹)چہرہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرنا(شامی علی الدر : ۱/۱۱۷) (بدائع الصنائع : ۱/۲۳)(ھدایہ اولین : ۱/۶)(ترمذی شریف : ۱/۱۴) (ابوداؤد شریف : ۱/۱۹)(مشکوٰۃ : ۱/۴۶)(درمختار مع الشامی : ۱/۱۱۷)(فتح القدیر : ۱/۲۴)

(۱۰)ہاتھوں اور پیروں کو دھوتے وقت انگلیوں کا خلال کرنا (الجوھرۃ النیر ۃ :

۱/ ۹)(شامی علی الدر : ۱/ ۱۱۷)(ھدایہ اولین : ۱/ ٦)(ترمذی شریف : ۱/ ۱۴)(ابوداؤد شریف : ۱/ ۱۹)(نسائی : ۱/ ۳۱)(مشکوٰۃ : ۱/ ۴٦)(درمختار مع الشامی : ۱/ ۱۱۷)(فتح القدیر : ۱/ ۲٦)

(۱۱)ایک بار تمام سر کا مسح کرنا(الجوھرۃ النیرۃ : ۱/ ۱۰)(شامی علی الدر : ۱/ ۱۲۱)(بدائع الصنائع : ۱/ ۲۲)(ھدایہ اولین : ۱/ ٦)(بخاری شریف : ۱/ ۳۲)(ترمذی شریف : ۱/ ۱٦)(ابوداؤد شریف : ۱/ ۱۵)(فتح القدیر : ۱/ ۲۹)

(۱۲)سر کے مسح کے ساتھ کانوں کا مسح کرنا(الجوھرۃ النیرۃ : ۱/ ۹)(شامی علی الدر : ۱/ ۱۲۱)(ھدایہ اولین : ۱/ ٦)(ترمذی شریف : ۱/ ۱٦)(نسائی : ۱/ ۲۹)(مشکوٰۃ : ۱/ ۴٦)(فتح القدیر : ۱/ ۲۴)

(۱۳)اعضاء وضو کو مل مل کر دھونا(شامی علی الدر : ۱/ ۱۲۵)(فتح القدیر : ۱/ ۲۲)

(۱۴)پے در پے وضوء کرنا(الجوھرۃ النیرۃ : ۱/ ۱۰)(بدائع الصنائع : ۱/ ۲۲)(ھدایہ اولین : ۱/ ۸)(درمختار مع الشامی : ۱/ ۱۲۲)

(۱۵)ترتیب سے وضوء کرنا سنت ہے (الجوھرۃ النیرۃ : ۱/ ۱۰)(بدائع الصنائع : ۱/ ۲۱)(ھدایہ اولین : ۱/ ۸)(ترمذی شریف : ۱/ ۱۷)(ابوداؤد شریف : ۱/ ۱۴)(مشکوٰۃ : ۱/ ۴۵)(درمختار مع الشامی : ۱/ ۱۲۲)

(۱٦)داہنی طرف سے پہلے دھونا سنت ہے(الجوھرۃ النیرۃ : ۱/ ۱۰)(شامی علی الدر : ۱/ ۱۲۴)(بدائع الصنائع : ۱/ ۲۲)(ھدایہ اولین : ۱/ ۸)(بخاری شریف : ۱/ ۲۹)(مسلم شریف : ۱/ ۱۲۰)(ابوداؤد شریف : ۱/ ۱۴)(مشکوٰۃ : ۱/ ۴٦)

(۱۷)وضوء کے بعد کلمہ شہادت اشھدان لا الـہ الا الـلـه واشهد ان محمداً عبدهٗ ورسوله پڑھ کر یہ دعاء پڑھنا سنت ہے اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِن التوابین واجعلنی من المتطهِّرین۔ سبحانك اللّٰهم وبحمدك اشهد ان لااله الّا انت استغفرك واتـــــوب اليك (ابن السنی)(مسلم شریف : ۱/ ۱۲۲)(ترمذی شریف : ۱/ ۱۸)(ابوداؤد شریف :

۱/۲۳)(شامی علی الدر : ۱/۱۲۵)(فتح القدیر : ۱/۲۲)(شامی علی الدر : ۱/۱۲۷)(فتح القدیر : ۱/۲۲)

(۱۸)وضوء سنت کے موافق گھر پر کرنا چاہیئے (ابوداؤد شریف : ۱/۱۴) (ابن ماجہ : ۵۶)(مشکوٰۃ : ۱/۷۰)

(۱۹)کلی کے لئے الگ پانی لینا اور ناک میں ڈالنے کے لئے الگ پانی لینا (ابوداؤد شریف : ۱ : ۱۹)(بدائع الصنائع : ۱/۲۱)

(۲۰)کلی کرنے میں اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا مگر روزہ کی حالت میں احتیاط سے کام لیوے اس طرح کلی کرے اور ناک میں ڈالے کہ حلق کے اندر نہ چلا جائے (بدائع الصنائع : ۱/۲۱)(ابوداؤد شریف : ۱/۱۹)(نسائی : ۱/۲۷)(مشکوٰۃ : ۱/۴۶)

(۲۱)گردن کا مسح کرنا۔ابوبکرالاعمشؒ نے کہا کہ سنت ہے(بدائع الصنائع : ۱/۲۳)

لیکن جمہور فقہاء استحباب کے قائل ہیں جیسے کہ صاحب فتح القدیر نے فرمایا(فتح القدیر مع الہدایہ والکفایہ : ۱/۳۱)

مسواک کی سنتیں

(۱)ہر وضوء کرتے وقت مسواک کرنا سنت ہے(درمختار مع الشامی : ۱/۱۱۳)

(۲)مسواک ایک بالشت لمبی ہو اس سے زیادہ لمبی نہ ہو(بحرالرائق)(درمختار مع الشامی : ۱/۱۱۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۱۵)

تیمّم کی سنتوں کا بیان

(۱)وان کنتم مرضیٰ اوعلیٰ سفرٍ اوجاء احدمنکم من الغائط اولٰمستُم النساء فلم تجدوا ماءً فتیمَّمُوا صعیدًا طیباً فامسحوا بوجوھکم وایدیکم ان اللہ کان عفواً غفوراً (القرآن ، سورہ النساء ع : ۷)

ترجمہ:- اور اگر تم بیمار ہو (اور پانی کا استعمال مضر ہو) یا تم سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجاء سے آیا ہو یا تم نے بیویوں سے قربت کی ہو اور تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمّم کرلیا کرو (یعنی اس زمین پر دو ہاتھ مار کے) اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیرلیا کرو اللہ تعالیٰ بہت معاف فرمانے والا اور بڑا بخشنے والا ہے (معارف الحدیث)

تیمّم کے بارے میں ضروری اور اہم ہدایات
اور تیمّم کے جواز کی حکمت

بسا اوقات آدمی ایسی حالت اور کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے کہ غسل یا وضوء کرنا اس کے لئے مضر ہوتا ہے اسی طرح کبھی آدمی ایسی جگہ ہوتا ہے کہ غسل یا وضوء کے لئے وہاں پانی ہی میسر نہیں ہوتا ان حالات میں اگر بلا غسل اور بلا وضوء یوں ہی نماز پڑھنے کی اجازت دے دی جاتی ہے تو اس کا ایک نقصان تو یہ ہوتا کہ ان اتفاقات سے طبیعتیں ترکِ طہارت کی عادی بنتیں۔ اور دوسرا اس سے بڑا ضرر یہ ہوتا کہ غسل اور وضوء کی پابندی سے اللہ تعالیٰ کے دربار کی حاضری کا جو اہتمام محسوس ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے اس حاضری کی عظمت اور اس کے تقدس کا جو تصور ذہن پر چھایا ہوا رہتا ہے وہ مجروح ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی حکمت نے مجبوری کے ایسے حالات میں تیمّم کو غسل اور وضوء کا قائم مقام بنا دیا ہے اب غسل اور وضوء سے مجبور ہونے کی حالت میں جب آدمی نماز وغیرہ کے لئے تیمّم کا اہتمام کرے گا تو اس عادت اور اس کے ذہن پر انشاءاللہ اس طرح کا کوئی غلط اثر نہیں پڑے گا۔

تیمّم یہ ہے کہ سطح زمین پر یا مٹی یا پتھر یا ریت جیسی کسی چیز پر طہارت کی نیت سے ہاتھ مار کر وہ ہاتھ چہرے اور ہاتھوں پر پھیر لئے جائیں اس طرح بس ہاتھ پھیر لینے سے تیمّم ہو جاتا ہے۔ مٹی وغیرہ کا چہرے یا ہاتھوں پر لگنا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کا اہتمام کرنا چاہئے کہ مٹی وغیرہ چہرے اور ہاتھوں پر نہ لگے.

تیمّم کی حکمت

غسل اور وضوء میں پانی استعمال ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے مجبوری کی حالت میں اس کے بجائے تیمّم کا حکم دیا جس میں مٹی اور پتھر وغیرہ کا استعمال ہوتا ہے اس کی ایک حکمت تو بعض اہل تحقیق نے یہ بیان کی ہے کہ پوری زمین کے دو ہی حصے ہیں ایک بڑے حصہ کی سطح پانی ہے دوسرے حصہ کی سطح مٹی، پتھر وغیرہ، اس لئے پانی اور مٹی میں خاص مناسبت ہے نیز انسان کی ابتدائی تخلیق بھی مٹی اور پانی سے ہوئی ہے علاوہ ازیں مٹی ہی ایسی چیز ہے جس کو انسان سمندر کے علاوہ ہر جگہ پا سکتا ہے، اور مٹی کو ہاتھ لگا کر منھ پر پھیرنے میں تذلل اور خاکساری کی بھی ایک خاص شان ہے، اور چونکہ انسان کا آخری ٹھکانہ مٹی اور خاک ہی ہے اور اس کو خاک ہی میں ملنا ہے اس لئے تیمّم میں موت اور قبر کی یاد بھی ہے. (معارف الحدیث : ۳/ ۹۵-۹۶)

تیمّم کی سنتیں

(۱) تیمّم کے شروع میں بسم اللہ کہنا سنت ہے (علم الفقہ : ۱/ ۱۳۷) (طحطاوی : ۶۶)

(۲) اس ترتیب سے تیمّم کرنا سنت ہے جس ترتیب سے نبی ﷺ نے کیا۔ یعنی پہلے منھ کا مسح کرنا پھر دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا (علم الفقہ : ۱/ ۱۳۷) (طحطاوی علی المراقی : ۶۶)

(۳) پاک مٹی سے ہتھیلیوں کی اندرونی سطح کو ملنا سنت ہے۔ نہ کہ ان کی پشت کو (علم الفقہ : ۱/ ۱۳۷)

(۴) ملنے کے بعد دونوں ہاتھوں سے مٹی کا جھاڑ ڈالنا سنت ہے (علم الفقہ : ۱/ ۱۳۷) (طحطاوی : ۶۶)

(۵) مٹی پر ہاتھ مارتے وقت انگلیوں کا کشادہ رکھنا سنت ہے تا کہ غبار ان کے اندر پہنچ جائے (علم الفقہ : ۱/ ۱۳۷) (طحطاوی : ۶۶)

(۶) کم سے کم تین انگلیوں سے مسح کرنا سنت ہے (علم الفقہ : ۱/ ۱۳۷)

(۷) پہلے دائیں عضو کا مسح کرنا پھر بائیں عضو کا مسح کرنا سنت ہے (علم الفقہ : ۱/ ۱۳۷)

(۸) مٹی ہی سے تیمّم کرنا سنت ہے۔ نہ کہ اس کے ہم جنس سے (علم الفقہ : ۱/ ۱۳۷)

نوٹ :- مٹی کے ہم جنس سے تیمّم کرنا جائز ہے جواز میں کلام نہیں۔ لیکن سنت مٹی سے تیمّم کرنا ہے

(۹) منھ کے مسح کے بعد داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے (علم الفقہ : ۱/ ۱۳۷)

فتاویٰ عالمگیری اور طحطاوی علی المراقی میں تیمّم کی سات سنتیں ہیں

(۱) تیمّم کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا (۲) ترتیب سے تیمّم کرنا (۳) پے در پے تیمّم کرنا (۴) مٹی پر ہاتھ رکھنے کے بعد آگے کے جانب ہاتھ لے جانا (۵) اس کے بعد پیچھے کے جانب ہاتھ لے جانا (۶) مٹی سے ہاتھ اٹھانے کے بعد دونوں ہاتھ جھاڑنا (۷) مٹی پر ہاتھ رکھتے وقت انگلیوں کا کشادہ رکھنا (فتاویٰ عالمگیری : ۱/ ۳۰) (طحطاوی علی المراقی : ۶۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب(۱۶)

اذن واقامت کی سنتوں کا بیان

(۱)یاایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکراللہ وذرواالبیع ذالکم خیر لّکم ان کنتم تعلمون (القرآن سورہ الجمعہ ع ۱۱)

(۲)عن ابی عمیر ابن انس عن عمومۃ لہ من الانصار قال اھتمَّ النبی ﷺ للصلوٰۃ کیف یجمع الناس لھا فقیل لہ اِنصِب رأیۃً عند حضور الصلوٰۃ فاذا رأوھا اٰذن بعضھم بعضاً فلم یعجبہ ذالک ذُکر لہ القِنُعُ یعنی شَبُّورَ الیھود فلم یعجبہ ذا لک وقال ھو من امرالیھود قال فذُکِرَ لہ الناقوس فقال ھو من امرالنصاریٰ فانصرف عبد اللہ ابن زید وھو مھتمٌ لِھَمِّ رسولِ اللہ ﷺ فاخبرہ فقال یارسول اللہ ﷺ انی کبین نائم ویقظان اذ اتانی اٰتٍ فارانی الاذان ۔ فقال رسول اللہ ﷺ یابلال قم فانظر مایاُمرک بہٖ عبد

اللہ ابن زیدٍ فَافعَلُہُ قال فاذّنَ بِلَالٌ (رواہ ابوداؤد ۔معارف الحدیث)

اذان واقامت کے متعلق اہم اور ضروری ہدایات

اذان واقامت میں دین کے بنیادی اصولوں کی تعلیم ودعوت ہے

اذان واقامت کے سلسلہ میں یہاں اس حقیقت کی طرف اشارہ بھی ناظرین کے لئے انشاء اللہ مفید اور موجب بصیرت ہوگا کہ اگر چہ یہ دونوں چیزیں بظاہر وقت نماز کے لئے اعلان کا ایک وسیلہ اور نماز کا بلاوا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایسے جامع کلمات الہام فرمائے ہیں جو دین کی روح بلکہ دین کے پورے بنیادی اصولوں کی تعلیم ودعوت کو اپنے ندر سمٹے ہوئے ہیں۔ دین کے سلسلہ میں سب سے پہلی چیز اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا مسئلہ ہے اس بارے میں اسلام کا جو نظریہ ہے اس کے اعلان کے لئے اَللّٰہُ اکبر اَللّٰہُ اکبر سے بہتر اور اتنے جاندار الفاظ تلاش نہیں کئے جاسکتے۔ اس کے بعد نمبر آتا ہے عقیدۂ توحید کا بلکہ صفات کا مسئلہ اس سے صاف اور مکمل ہوتا ہے۔ اس کے لئے اشھد ان لا اِلٰہ الا اللہ ۔جیسا جاندار اور مؤثر کوئی دوسرا مختصر کلمہ منتخب نہیں کیا جاسکتا۔ پھر اس حقیقت کے واضح اور معلوم ہوجانے کے بعد کہ بس اللہ ہمارا الٰہ ومعبود ہے؟ یہ سوال فوراً سامنے آجاتا ہے کہ اس اللہ تک پہنچنے کا راستہ یعنی اس سے بندگی کا صحیح رابطہ قائم کرنے کا طریقہ کہاں سے معلوم ہوسکے گا؟ اس کے جواب کے لئے اشھد ان محمداً رَسولُ اللہ سے بہتر کوئی کلمہ نہیں سوچا جاسکتا۔ اس کے بعد ''حَیّ علی الصلوٰۃ'' کے ذریعہ اس صلوٰۃ کی دعوت دی جاتی ہے جو اللہ تعالی کی عبادت وبندگی اور اس سے رابطہ قائم کرنے کا سب سے اعلیٰ ذریعہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف چلنے والے کا سب سے پہلا قدم بھی ہے۔ اس کے بعد ''حیّ علی الفلاح'' کے ذریعہ اس حقیقت کا اعلان کیا جاتا ہے کہ

یہی راستہ فلاح یعنی نجات وکامیابی کی منزل تک پہونچانے والا ہے۔اور جولوگ اس راستہ کوچھوڑ کر دوسری راہوں پر چلیں گے وہ فلاح سے محروم رہیں گے گویا اس میں عقیدۂ آخرت کا اعلان ہے۔اورایسے الفاظ کے ذریعہ اعلان ہے کہ ان سے صرف عقیدہ ہی کا علم نہیں ہوتا بلکہ وہ زندگی کا سب سے اہم اور قابل فکر مسئلہ بن کر ہمارے سامنے کھڑا ہوجاتا ہے۔اورآخر میں اَللّٰہُ اکبر اَللّٰہُ اکبر۔لا الٰہ الّا اللّٰہُ ۔کے ذریعہ بلکہ وہ زندگی بھر یہ اعلان اور پکار ہے کہ انتہائی عظمت وکبریائی والا بس اللہ ہی ہے۔اور وہی بلاشرکتِ غیراللہ برحق ہے اس لئے بس اسی کی رضا کواپنا مطلوب ومقصود بناؤ

بار بار غور کیجئے کہ اذان واقامت کے ان کلمات میں دین کی بنیادی اصولوں کا کس قدر جامع اعلان ہے۔اور کتنی جاندار اور مؤثر دعوت ہے۔گویا ہماری ہر مسجد سے روزانہ پانچ وقت دین کی یہ بلیغ دعوت نشر کی جاتی ہے۔

ہم مسلمان اگر اتنا ہی کرلیں کہ اپنے ہر بچہ کواذان یاد کرادیں اور کسی قدر تفصیل کے ساتھ اس کا مطلب سمجھادیں،خصوصاً اشھد ان لاالٰہ الا اللہ اور اشھد ان محمد رسول اللــہ کا مطلب زمانہ اور ماحول کے مطابق سمجھادیں توان شاءاللہ وہ کبھی کسی غیراسلامی دعوت کاشکار نہ ہوسکے گا۔(معارف الحدیث : ۳/۱۵۳-۱۵۵)

نفس اذان کاحکم

(۱)یہ سنتِ اسلام ہے یعنی اسلام کی اہم سنتوں میں سے بلکہ (اعلام الدین) یعنی شعارِ اسلام میں سے ہے اگر کوئی شہر والے اذان کواستخفافاً یعنی اس کو ہلکا اور معمولی سمجھ کرترک کرتے ہوں تو امام وقت ان لوگوں سے جہاد کرے گا اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شہر کے لوگ اذان ترک کرے تو ان لوگوں کوجیل میں قید کیا جائے گا اور مارا جائے گا یہانتک کہ وہ

لوگ اذان دینے کے قائل ہوجائیں اور اذان دینا شروع کردیں (فتح القدیر : ۱/۲۰۹)

(۲) اذان پانچوں نمازوں اور جمعہ کے لئے سنت مؤکدہ ہے (عنایہ مع فتح القدیر : ۱/۲۰۹) (شامی علی الدر مطبع مکۃ المکرّمہ : ۱/۳۸۴)

اذن و اقامت کی سنتیں

علامہ کاسانی صاحب بدائع الصنائع نے اپنی کتاب میں اذان و اقامت کی ۲۰ سنتیں ذکر فرمائی۔ سنتوں کی دو تقسیم کی (۱) پہلی وہ سنتیں جن کا تعلق نفسِ اذان سے ہے وہ ۸ ذکر فرمائی (۲) دوسری قسم وہ سنتیں جن کا تعلق اذان دینے والے یعنی صفاتِ مؤذن سے ہے وہ ۱۲ ہیں

وہ سنتیں جن کا تعلق نفسِ اذان سے ہے وہ یہ ہیں

(۱) کلمات اذان کے درمیان سکتہ کے ذریعہ فصل کیا جائے اور کلمات اقامت میں فصل نہ کیا جائے بلکہ دونوں کلموں کو ملا کر پڑھا جائے (بدائع الصنائع : ۱/۱۴۹) (فتح القدیر : ۱/۲۱۳) (عمدۃ الفقہ : ۲/۳۴)

(۲) اذان کے الفاظ ٹھیر ٹھیر کر کہے اور اقامت کے الفاظ جلدی جلدی کہے (بدائع الصنائع : ۱/۱۴۹) (فتح القدیر : ۱/۲۱۳) (عمدۃ الفقہ : ۲/۳۱)

(۳) اذان و اقامت کے الفاظ ترتیب وار کہے۔ نماز میں ترتیب فرض ہے اذان نماز کی شبیہ ہے اس لئے اذان میں ترتیب سنت ہے (بدائع الصنائع : ۱/۱۴۹) (عمدۃ الفقہ : ۲/۳۱)

(۴) اقامت کے الفاظ پے در پے کہے۔ (بدائع الصنائع : ۱/۱۴۹) (فتح القدیر : ۱/۲۱۳)

(۵) اذان و اقامت قبلہ رخ کر کے پڑھے اس کی سنیت پر اجماع امت ہے۔ (بدائع الصنائع : ۱/۱۴۹) (ابوداؤد : ۱/۷۵) (ھدایہ مع فتح القدیر : ۱/۲۱۳) (عمدۃ الفقہ : ۲/۳۲)

(۶) تکبیر جزماً ہو (یعنی اَللّٰـهُ اَكْبَـرْ اَللّٰـهُ اَكْبَرْ۔ اکبر کی راء جزم کے ساتھ پڑھنا) (بدائع الصنائع : ۱/۱۴۹-۱۵۰)

(۷) اذان میں تلحین کا ترک کرنا (بدائع الصنائع : ۱/۱۵۰) (فتح القدیر مع الکفایہ : ۱/۲۱۶)

تلحین ایسی راگنی کو کہتے ہیں جس سے کلمات میں تغیر آجائے یعنی حروف کی ادائیگی وحرکات وسکنات ومد وغیرہ میں کمی بیشی واقع ہو اور گانے والوں کی طرح ادا کرنا (عمدۃ الفقہ : ۲/۳۳)

(۸) اذان اور اقامت کے درمیان فصل کرنا (چاہے فصل نماز پڑھنے کے ذریعہ ہو یا بیٹھکر ہو مغرب کے علاوہ میں سنت ہے مغرب کی اذان واقامت میں صرف قرآن کی تین آیات کے تلاوت کے بقدر فصل ہوگا احناف کے یہاں مغرب کی اذان واقامت میں نماز سے بالکل فصل نہ ہوگا (بدائع الصنائع : ۱/۱۵۰) (مشکوٰۃ شریف : ۱/۶۳، بروایت جابرؓ) (بخاری شریف : ۱/۸۷) (ابوداؤد : ۱/۷۵) (عمدۃ الفقہ : ۲/۳۴)

اذان کی وہ سنتیں جن کا تعلق مؤذن کی صفات سے ہے وہ ۱۲/ ہیں

(۱) مؤذن مرد ہونا چاہئے۔ عورت کی اذان بالاتفاق مکروہ ہے کیونکہ سلف صالحین سے ثابت نہیں عورت کی اذان میں بہت سے فتنوں کا خوف ہے (بدائع الصنائع : ۱۵۰) (عمدۃ الفقہ : ۲/۳۵)

(۲) مؤذن عاقل ہونا چاہئے۔ مجنون کی اذان مکروہ ہے اس طرح سکران یعنی نشہ والے کی اذان بھی مکروہ ہے جس کی عقل زائل ہوگئی ہو (بدائع الصنائع : ۱/۱۵۰) (عمدۃ الفقہ : ۲/۳۵)

(۳) مؤذن متقی پرہیز گار ہونا چاہئے اس لئے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا الامام ضامن والموذن مؤتمن ۔ امام نماز کا ضامن ہے مؤذن امانت دار ہے اور امانت کا حق متقی ہی ادا کرسکتا ہے اس لئے مؤذن کا متقی ہونا سنت ہے (بدائع الصنائع : ۱/۱۵۰) (عمدۃ الفقہ : ۳۶/۲)

(۴) مؤذن عالم بالسنہ ہو۔ اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا یؤمکم اقرؤکم ویؤذن لکم خیارکم وخیار الناس العلماء تمہاری امامت وہ کرائے جو تم میں اقرأ ہو اور اذان وہ دے جو تم میں بہتر ہو اور لوگوں میں سب سے بہتر علماء ہیں ۔ سننِ اذان کی رعایت عالم بالسنہ ہی کرسکتا ہے (بدائع الصنائع : ۱/۱۵۰) (فتح القدیر مع الکفایہ : ۱/۲۱۵) (عمدۃ الفقہ : ۳۶/۲)

(۵) مؤذن اوقاتِ صلوٰۃ کا جاننے والا ہونا چاہئے (بدائع الصنائع : ۱/۱۵۰) (فتح القدیر مع الکفایہ : ۱/۲۱۶) (عمدۃ الفقہ : ۳۶/۲)

عن ابی ہریرۃ ؓ قال قال رسول اللہ ﷺ الامام ضامن والمؤذن مؤتمن (ابوداؤد : ۱/۷۷) (ترمذی مع عرف الشذی : ۱/۵۱)

(۶) مؤذن کو اذان پر مواظبت کرنا چاہئے ۔ (بدائع الصنائع : ۱/۱۵۰)

(۷) اذان کے وقت شہادت کی دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں رکھنا اس لئے کہ آپ ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو فرمایا جب تو اذان دیوے تو شہادت کی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھ ۔ (بدائع الصنائع : ۱/۱۵۱) (ھدایہ اولین مع فتح القدیر : ۱/۲۱۳) (ترمذی مع عرف الشذی : ۱/۴۹) (بخاری شریف : ۱/۸۸) (ابن ماجہ : ۵۲، باب السنۃ فی الاذان) (مشکوٰۃ شریف : ۱/۶۴) (عمدۃ الفقہ : ۳۳/۲)

(۸) مؤذن اذان طہارت کے ساتھ دے (ترمذی شریف : ۱/۵۰)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے حضور ﷺ سے نقل کیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اذان وضوء والا ہی دے عن ابی هريرة عن االنبی ﷺ قال لايؤذن الا متوضی ۔(ترمذی مع عرف الشذی : ۱/۵۰)

قال عطاء الوضوء حق وسنة (بخاری شریف : ۱/۸۸)(بدائع الصنائع : ۱/۱۵۰)(عمدۃ الفقہ : ۲/۳۶)

(۹) مؤذن اذان کھڑے رہ کر دے۔ بیٹھکر اذان دینا مکروہ ہے۔(ابوداؤد : ۱/۷۱)

بخاری شریف میں ہے حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ کو فرمایا فقال رسول الله ﷺ یابلال قم فناد بالصلوٰة ۔ (بخاری شریف : ۱/۸۵)(نسائی شریف : ۱/۱۰۴)(ابن ماجہ : ۵۲)(بدائع الصنائع : ۱/۱۵۰)(عمدۃ الفقہ : ۲/۳۴)

(۱۰) مؤذن ایک ہی مسجد میں اذان دے۔ دو مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے۔(مسلم شریف : ۱/۱۶۵، باب استحباب المؤذنین للمسجد الواحد)(بدائع الصنائع : ۱/۱۵۱)(عمدۃ الفقہ : ۲/۳۷)

(۱۱) جو اذان دے وہی اقامت کہے۔(ابوداؤد : ۱/۷۶)(ترمذی مع عرف الشذی : ۱/۵۰)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۶۴)(بدائع الصنائع : ۱/۱۵۱)(عمدۃ الفقہ : ۲/۳۶)

(۱۲) مؤذن للہ اذان دے اور اقامت کہے۔(ابوداؤد : ۱/۷۹)(ترمذی مع عرف الشذی : ۱/۵۱)(بدائع الصنائع : ۱/۱۵۲)(فتح القدیر مع الکفایہ : ۱/۲۱۶)(عمدۃ الفقہ : ۲/۳۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۱۷)

مسجد میں داخل ہونے کی سنتوں کا بیان

(۱)لمسجد اُسِّسَ علی التقویٰ من اول یوم احق ان تقوم فیہ ۔ فیہِ رجالٌ یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المطھّرین(القرآن)

(۲)انمایعمر مساجد اللہ مَن اٰ مَنَ بااللہ والیوم الاٰخر
اللہ کی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور یومِ آخرت پر (القرآن)

(۳)عن ابی سعیدٍ الخدری قال قال رسول اللہ ﷺ اذا رأیتم الرجل یتعاھد المسجد فاشھدوا لہ باالایمان فاِن اللہ یقول

انـمـا یـعمر مساجد الله مَن اٰ مَنَ باالله والیوم الاٰخر (رواه الترمذی وابن ماجه والدارمی،معارف الحدیث)

مساجد کے متعلق اہم اور ضروری ہدایات

مساجد اور اس کی عظمت واہمیت اور آداب وحقوق جو عظیم ووسیع مقاصد نماز سے وابستہ ہیں ۔ان کی تحصیل وتکمیل کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ نماز کا کوئی اجتماعی نظام ہو اسلامی شریعت میں اس اجتماعی نظام کا ذریعہ مسجد اور جماعت کو بنایا گیا ہے ذرا سا غور کرنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے اس امت کی دینی زندگی کی تشکیل وتنظیم اور تربیت وحفاظت میں مسجد اور جماعت کا کتنا بڑا دخل ہے ۔اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ایک طرف تو جماعتی نظام کے ساتھ نماز ادا کرنے کی انتہائی تاکید فرمائی ۔اور ترکِ جماعت پر سخت سے سخت وعیدیں سنائیں ۔ اور دوسری طرف آپ ﷺ نے مساجد کی اہمیت پر زور دیا اور کعبۃ اللہ کے بعد بلکہ اسی کی نسبت سے ان کو بھی (خدا کا گھر)اور امت کا دینی مرکز بنایا اور ان کی برکات اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ان کی عظمت ومحبوبیت بیان فرما کر امت کو ترغیب دی کہ ان کے جسم خواہ کسی وقت کہیں ہوں لیکن ان کے دلوں اور ان کی روحوں کا رُخ ہر وقت مسجد کی طرف رہے ۔اسی کے ساتھ آپ ﷺ نے مساجد کے حقوق اور آداب بھی تعلیم فرمائے ۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ شہروں اور بستیوں میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ان کی مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ مبغوض ان کے بازار اور منڈیاں ہیں (صحیح مسلم،معارف الحدیث : ۱۶۹/۳-۱۷۰)

مسجد میں داخل ہونے کی سنتیں

(۱)داہنا پیر مسجد داخل کرنا (الاذکارللنووی : ۲۲)

(۲)بسم الله پڑھنا۔(الاذکارللنووی : ۲۲)

(۳)درود شریف پڑھنا مثلاً الصلوٰۃ والسلام علی رسول الله ﷺ (قول متین شرح حصن حصین : ۱۸۰)

علامہ نووی نے ابوحمید یا ابوسعیدؓ سے روایت کیا فرمایا قال رسول الله ﷺ اذا دخل احدکم المسجد فلیسلم علی النبی ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔(الاذکارللنووی : ۲۲)

(۴)دعاء پڑھنا اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتك (قول متین شرح حصن حصین : ۱۸۰)

مسلم شریف کی روایت جو ابوحمید یا ابوسعیدؓ سے مروی ہے اس میں ذکر ہے مسجد میں داخل ہوتو درود شریف کے بعد یہ دعاء پڑھے اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتك(الاذکارللنووی : ۲۲)

(۵)اعتکاف کی نیت کرنا (الاذکارللنووی : ۲۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب(۱۸)

نماز کے متعلق سنتوں کا بیان

(۱)رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی رَبّنا وَتَقَبّل دعاء (القرآن)

(۲)اقم الصلوٰۃ لِدُلُوك الشمس اذا غسق اللیل

(۳)ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً

(٤)عن جابرٍ قال رسول اللہ ﷺ بین العبد وبین الکفر ترك الصلوٰۃ (رواہ مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے کا فاصلہ ہے(صحیح مسلم)

نماز کے متعلق ضروری اور اہم ہدایات

نماز کی عظمت واہمیت اور اس کا امتیاز

حضرات انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور کمالات واحسانات اور اس کی تقدیس وتوحید کے بارے میں جو کچھ بتلاتے ہیں اس کو جان لینے اور اس پر ایمان لے آنے کا پہلا نورانی اور بالکل فطری تقاضا یہ ہے کہ انسان اس کے حضور میں اپنی فدائیت وبندگی محبت وشیفتگی اور محتاجی ودریوزہ گری کا اظہار کرکے اس کا قرب، اس کی رحمت ورضا حاصل کرنے کی کوشش کرے اور اس کی یاد سے اپنے قلب وروح کے لئے نور اور سرور کا سرمایہ حاصل کرے۔ نماز کا اصل موضوع دراصل یہی ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نماز اس مقصد کے حصول کا بہتر وسیلہ ہے۔اسی لئے ہر نبی کی تعلیم میں اور ہر آسمانی شریعت میں ایمان کے بعد پہلا حکم نماز ہی کا رہا ہے۔اور اسی لئے اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی آخری شریعت (شریعت محمدی) میں نماز کے شرائط وارکان اور سنن وآداب اور اسی طرح اس کے مفسدات ومکروہات وغیرہ کے بیان کا اتنا اہتمام کیا گیا ہے اور اس کو اتنی اہمیت دی گئی ہے جو اس کے علاوہ کسی دوسری طاعت وعبادت کو بھی نہیں دی گئی۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں نماز کا بیان شروع کرتے ہوئے ص:۱۸۶ پر فرماتے ہیں اس کا ترجمہ یہ ہے نماز اپنی عظمت شان اور مقتضائے عقل وفطرت ہونے کے لحاظ سے تمام عبادات میں خاص امتیاز رکھتی ہے اور خداشناس اور خداپرست انسانوں میں سب سے زیادہ معروف ومشہور اور نفس کے تزکیہ اور تربیت کے لئے سب سے زیادہ نفع مند ہے اور اسی لئے شریعت نے اس کی فضیلت اس کے اوقات کی تعیین وتحدید اور اس کے شرائط وارکان اور آداب سنن ونوافل اور اس کی رخصتوں کے بیان کا وہ اہتمام کیا ہے جو عبادات وطاعات کی کسی

دوسری قسم کے لئے نہیں کیا اور انہی خصوصیات و امتیازات کی وجہ سے نماز کو دین کا عظیم ترین شعار اور امتیازی نشان قرار دیا گیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ دوسرے مقام پر نماز کے اجزاءِ اصلیہ اور اس کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں اس کا ترجمہ یہ ہے فرماتے ہیں:-

نماز کے اصل عناصر تین ہیں

(۱) ایک یہ کہ قلب اللہ تعالیٰ کی لا انتہا عظمت وجلال کے دھیان سے سرافگندہ ہو۔

(۲) دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی اس عظمت و کبریائی اور اپنی عاجزی وسرافگندگی کو بہتر سے بہتر الفاظ میں اپنی زبان سے ادا کرے۔

(۳) تیسرے یہ کہ باقی تمام ظاہری اعضاء کو بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت اور اپنی عاجزی و بندگی کی شہادت کے لئے استعمال کرے۔

پھر اسی سلسلۂ کلام میں چند سطر کے بعد فرماتے ہیں:- ترجمہ یہ ہے کہ نماز کی حقیقت تین اجزاء سے مرکب ہے

(۱) ایک اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا تفکر و استحضار۔

(۲) دوسرے چند ایسی دعائیں اور ایسے اذکار جن سے یہ بات ظاہر ہو کہ بندہ کی بندگی اور اس کے اعمال خالص اللہ کے لئے ہیں اور وہ اپنا رُخ یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف کر چکا ہے اور اپنی حاجات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی مدد چاہتا ہے۔

(۳) اور تیسرے چند تعظیمی افعال جیسے رکوع وسجدہ وغیرہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کی تکمیل کرتا ہے اور اس کی طرف دعوت وترغیب کا ذریعہ بنتا رہتا ہے

نماز کی چھ (٦) خصوصیات

اور آگے شاہ صاحبؒ نے نماز کی چند خصوصیات اور تاثیرات بیان فرمائی ہیں فرمایا:

(۱) اول یہ کہ وہ اہل ایمان کی معراج ہے اور آخرت میں تجلیات الٰہی کے جو نظارے اہل ایمان کو نصیب ہونے والے ہیں ان کی استعداد و صلاحیت پیدا کرنے کا وہ خاص ذریعہ ہے

(۲) دوم یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت و رحمت کے حصول کا وسیلہ ہے۔

(۳) سوم یہ کہ نماز کی حقیقت جب بندہ کو حاصل ہو جاتی ہے، اور اس کی روح پر نماز کی کیفیت کا غلبہ ہو جاتا ہے تو وہ بندہ نورِ الٰہی کی موجوں میں پڑ کر پاک صاف ہو جاتا ہے۔ یا جیسے لوہا آگ کی بھٹی میں رکھ کر صاف کیا جاتا ہے۔

(۴) چہارم یہ کہ نماز جب حضور قلب اور صادق نیت کے ساتھ پڑھی جائے تو غفلت اور برے خیالات و وساوس کے ازالہ کی وہ بہترین اور بے مثل دوا ہے۔

(۵) پنجم یہ کہ نماز کو جب پوری امتِ مسلمہ کے لئے ایک معروف و مقرر رسم اور عمومی وظیفہ بنا دیا گیا تو اس کی وجہ سے کفر و شرک اور فسق و ضلال کی بہت سی تباہ کن رسوم سے حفاظت کا فائدہ بھی حاصل ہو گیا۔ اور مسلمانوں کا وہ ایک ایسا امتیازی شعار اور دینی نشان بن گیا، جس سے کافر اور مسلم کو پہچانا جا سکتا ہے

(٦) ششم یہ کہ طبیعت کو عقل کی رہنمائی کا پابند اور اس کا تابع فرمان بنانے کی مشق کا بہترین ذریعہ یہی نماز کا نظام ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے نماز کی یہ تمام خصوصیات و تاثیرات رسول اللہ ﷺ کے مختلف ارشادات سے اخذ کی ہیں. (معارف الحدیث : ۳/۱۰۵ تا ۱۰۸)

نماز کی سنتیں

قیام کی گیارہ (۱۱) سنتیں

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت سیدھا کھڑا ہونا یعنی سر کو پست نہ کرنا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۳) (عمدۃ الفقہ : ۱۰۲/۲) (مشکوٰۃ شریف : ۷۶/۱، بحوالہ بخاری ومسلم)

(۲) دونوں پیروں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھنا اور پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھنا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۳)

(۳) مقتدی کی تکبیر تحریمہ امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۰) (عمدۃ الفقہ : ۱۰۵/۲) (کبیری : ۲۹۳)

(۴) تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۳۹) (بدائع الصنائع : ۱۹۹/۱) (مشکوٰۃ شریف : ۷۵/۱، رواہ البخاری) (عمدۃ الفقہ : ۱۰۲/۲) (کبیری : ۲۹۲)

عورت کے لئے سنت یہ ہے وہ ہاتھ سینے تک اٹھائے کانوں تک نہ اٹھائے (کبیری : ۲۹۳)

(۵) ہتھیلیوں کو قبلہ کی طرف رکھنا۔ بدائع میں ہے وذکر الطحاوی انه یرفع یدیه ناشراً اصابعه مستقبلا بهما القبلة (بدائع الصنائع : ۱۹۹/۱) (عمدۃ الفقہ : ۱۰۲/۲)

(۶) انگلیوں کو اپنی حالت پر رکھنا یعنی نہ زیادہ کھلی رکھنا اور نہ زیادہ بند (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۳۹) (بدائع الصنائع : ۱۹۹/۱) (عمدۃ الفقہ : ۱۰۲/۲)

(۷) داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھنا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۰) (بدائع الصنائع : ۲۰۱/۱) (عمدۃ الفقہ : ۱۰۲/۲) (کبیری : ۲۹۳) (مشکوٰۃ شریف : ۷۵/۱، عن سھیل بن سعد۔ رواہ البخاری)

(۸) چھنگلیاں اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر گٹے کو پکڑنا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۰) (عمدۃ الفقہ : ۱۰۲/۲)

(۹) درمیانی تین انگلیوں کو کلائی پر رکھنا (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح : ۱۴۱) (عمدۃ الفقہ : ۱۰۲/۲)

(۱۰) مرد کے لئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۰)

اور عورت کے لئے سینے پر ہاتھ باندھنا بغیر حلقہ لگائے سنت ہے۔ اس لئے کہ عورت کے لئے زیادہ ستر اسی صورت میں ہے (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۱) (عمدۃ الفقہ : ۱۰۲/۲)

(۱۱) ثناء پڑھنا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۱) (عمدۃ الفقہ : ۱۰۳/۲)

قرأت کی سات (۷) سنتیں

(۱) تعوذ۔ یعنی اعوذ باللہ پڑھنا (ابوداؤد : ۱۱۳/۱) (ترمذی شریف: ۵۷/۱) (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۱) (عمدۃ الفقہ : ۱۰۳/۲)

(۲) سورۂ فاتحہ سے پہلے ہر رکعت میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے (ترمذی شریف : ۵۷/۱) (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۱) (عمدۃ الفقہ : ۱۰۳/۲)

(۳) سورۂ فاتحہ کے بعد چپکے سے آمین کہنا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۱) (عمدۃ الفقہ : ۱۰۳/۲) (کبیری : ۳۰۱) (بخاری شریف : ۱۰۸/۱) (نسائی : ۱۴۴/۱) (ابوداؤد : ۱۳۵/۱) (ترمذی شریف: ۵۸/۱) (ابن ماجہ : ۶۰) (مشکوٰۃ شریف : ۸۰/۱)

(۴) فجر اور ظہر میں طِوالِ مفصل۔ یعنی سورۂ حجرات سے بروج تک اور عصر اور عشاء میں اوساطِ مفصل یعنی سورۂ بروج سے سورۂ لم یکن تک اور مغرب میں قصارِ مفصل یعنی سورۂ اذا زلزلت سے سورۂ ناس تک کی سورتیں پڑھنا (بخاری : ۱۰۵/۱) (مسلم : ۱۸۶/۱-۱۸۷)

(ابوداؤد : ۱/۱۱۷)(ترمذی شریف: ۱/۶۷-۶۸-۶۹)(مشکوۃ شریف : ۱/۷۹-۸۰)(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۳)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۳)

(۵) فجر کی پہلی رکعت کو طویل کرنا (بخاری شریف : ۱/۱۰۷)(مسلم : ۱/۱۸۵)(نسائی : ۱/۱۵۳)(ابوداؤد : ۱/۱۱۷)(ابن ماجہ : ۸۹)(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۴)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۳)

(۶) نہ زیادہ جلدی پڑھنا اور نہ ٹھیر کر بلکہ درمیانی رفتار سے پڑھنا۔ صاحبِ درمختار نے فرمایاوفی الحجة یقرأ فی الفرض بالترسل حرفاً حرفاً وفی التراویح بین بین .وفی النفل لیلاً له ان یسرع بعد ان یقرأ کما یفهم۔فرض نماز میں آہستہ آہستہ قرأت پڑھے ایک ایک حرف سمجھ میں آئے۔اور تراویح میں درمیانی رفتار سے پڑھے۔اور رات کی نوافل تہجد وغیرہ میں جلدی اس طرح کہ سمجھ میں آئے (ابوداؤد : ۱/۲۰۷)(ترمذی شریف: ۲/۱۲۰)(درمختار مع الشامی : ۱/۵۴۱)

(۷) فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا (بخاری شریف : ۱/۱۰۷)(مسلم : ۱/۱۸۵)(ابن ماجہ : ۶۱)(عمدۃ الفقہ ۲/۱۰۳)

رکوع کی آٹھ (۸) سنتیں

(۱) رکوع کی تکبیر کہنا (بخاری : ۱/۱۰۲-۱۰۸)(مسلم : ۱/۱۶۹-۱۷۳)(ابوداؤد : ۱/۱۰۶)(ترمذی شریف: ۱/۵۱)(نسائی : ۱/۱۵۸)(مشکوۃ شریف : ۱/۷۹)(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۴)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۳)

(۲) رکوع میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا (بخاری : ۱/۱۰۹)(ابوداؤد : ۱/۱۰۵)(ترمذی شریف: ۱/۵۹)(نسائی : ۱/۱۵۹)(مشکوۃ شریف : ۱/۷۶)(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۵)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۳)

(۳)مرد کے لئے گھٹنوں کو پکڑنے میں انگلیوں کو کشادہ رکھنا سنت ہے

اورعورتوں کے لئے انگلیاں اپنی حالت پر رکھنا چاہئے کیونکہ عورتوں کے لئے زیادہ پردہ اسی میں ہے(مسلم : ۱/۲۰۲)(نسائی : ۱/۱۵۹)(ابوداؤد : ۱/۱۰۶-۱۲۶)(ابن ماجہ : ۶۳)(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۵)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۳)

(۴)پنڈلیوں کو سیدھا رکھنا سنت ہے(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۵)اور تیر کی کمان کی طرح تیڑا رکھنا مکروہ ہے(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۵)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۳)

(۵)رکوع میں پیٹھ کو بچھا دینا۔اس طرح سے کہ پیٹھ سیدھی رہے کہ اگر کوئی پانی کا پیالہ پیٹھ پر رکھے تو پیٹھ کے سیدھا اور ہموار ہونے کی وجہ سے پانی کا پیالہ حرکت نہ کرے(بخاری شریف : ۱/۱۰۹)(نسائی : ۱/۱۵۸)(ابوداؤد : ۱/۱۰۶-۱۲۴) (ابن ماجہ : ۶۳)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۷۶)(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۵)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۳)

(۶)سراور سرین کو برابر رکھنا(نسائی : ۱/۱۵۹)(ابوداؤد : ۱/۱۰۶)(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۵)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۳)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۷۵)

(۷)رکوع میں کم ازکم تین بار سبحان ربی العظیم کہنا(نسائی : ۱/۱۶۰)(ابوداؤد : ۱/۱۲۴)(ترمذی شریف: ۱/۶۰)(ابن ماجہ : ۶۴)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۸۳)(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۴)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۳)

(۸)رکوع سے اٹھنے میں امام کا بلند آواز سے سمع الله لمن حمده کہنا(بخاری : ۱/۱۰۲-۱۰۹)(مسلم : ۱/۱۰۹-۱۷۶)(ابوداؤد : ۱/۱۲۳)(ترمذی شریف : ۱/۶۱)(نسائی : ۱/۱۶۲)(ابن ماجہ : ۶۳)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۷۵-۷۹)اور مقتدی کو ربنا لك الحمد اور منفرد کو دونوں کہنا(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۲)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۳)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۷۶)

عورتوں کو رکوع کی ان سب ہیئتوں میں مردوں کے برخلاف سنت یہ ہے کہ صرف اس

قدر جھکیں کہ ہاتھ گھٹنوں پر رکھدیں زور نہ دیں گھٹنوں میں خم رکھیں ۔ مردوں کی طرح خوب سیدھے نہ کریں اور بازو پہلو سے ملے رہیں (عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۳)

سجدہ کی بارہ (۱۲) سنتیں

(۱) سجدہ کی تکبیر کہنا (بخاری : ۱/۱۱۰-۱۱۴) (ابوداؤد : ۱/۱۲۵-۱۲۶) (نسائی : ۱/۱۶۴-۱۶۶) (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۶) (عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۳)

(۲) سجدہ میں پہلیدونوں گھٹنوں کو رکھنا (ترمذی شریف: ۱/۶۱) (نسائی : ۱/۱۶۵) (ابن ماجہ : ۶۲) (مشکوٰۃ شریف : ۱/۸۴) (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۵) (عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۴)

(۳) پھر دونوں ہاتھوں کو رکھنا (ابوداؤد : ۱/۱۳۰) (ترمذی شریف: ۱/۶۱-۶۳) (نسائی : ۱/۱۶۵) (مشکوٰۃ شریف : ۱/۸۴) (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۵) (عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۴)

(۴) پھر ناک رکھنا (بخاری : ۱/۱۱۲) (ترمذی شریف: ۱/۶۱) (نسائی : ۱/۱۶۶) (مشکوٰۃ شریف : ۱/۸۳) (مراقی الفلاح شرح نورالایضاح : ۱۴۵) (عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۴)

(۵) پھر پیشانی رکھنا (بخاری : ۱/۱۱۲) (ترمذی شریف: ۱/۶۱) (نسائی : ۱/۱۶۶) (مشکوٰۃ شریف : ۱/۸۳) (مراقی الفلاح شرح نورالایضاح : ۱۴۵) (عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۴)

(۶) دونوں ہاتھوں کے درمیان سجدہ کرنا (مسلم : ۱/۱۷۳) (ترمذی شریف : ۱/۶۲) (نسائی : ۱/۱۹۴) (مشکوٰۃ شریف : ۱/۷۵) (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۶) (عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۴)

(۷) مرد کے لئے سجدہ میں پیٹ کورانوں سے الگ رکھنا سنت ہے (مسلم : ۱/۱۹۴) (مشکوٰۃ شریف : ۱/۷۶) (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۶)

عورت کے لئے سنت ہے کہ رانوں کو پیٹ سے ملا کر سجدہ کرے (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۶) (عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۴)

(۸)پہلوؤں کو بازؤوں سے الگ کرنا(بخاری : ۱/۱۱۲)(مسلم : ۱/۱۹۴)(ابوداؤد : ۱/۱۳۰)(ترمذی شریف : ۱/۶۱)(نسائی : ۱/۱۶۶)(ابن ماجہ : ۶۴)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۷۶-۸۳)(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۶)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۴)

عورت کے سجدہ کا طریقہ

عورت سجدہ میں مردوں کے برخلاف کرے یعنی بازو پہلوؤں سے اور پیٹ ران سے اور ران پنڈلیوں سے۔ پنڈلیاں اور کہنیاں زمین سے ملاوے۔ پاؤں کے پنجے کھڑے نہ کرے اور ہاتھوں پر زور نہ دے بلکہ جس طرح التحیات میں بیٹھتی ہے اسی طرح بیٹھ کر اور سمٹ کر سجدہ کے لئے پیشانی زمین پر لگادے.(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۴)(شرح الوقایہ : ۱/۱۴۷)

(۹) کہنیوں کو زمین سے الگ رکھنا(مسلم : ۱/۱۹۴)(ابوداؤد : ۱/۱۲۶)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۸۴)(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۶)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۴)

(۱۰)سجدہ میں کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ پڑھنا(ابوداؤد : ۱/۱۲۷-۱۲۹)(ترمذی شریف : ۱/۶۰)(نسائی : ۱/۱۷۰)(ابن ماجہ : ۶۴)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۸۳)(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۶)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۴)

(۱۱)سجدہ سے اٹھنے کی تکبیر کہنا(بخاری : ۱/۱۰۹-۱۱۰-۱۱۴)(ابوداؤد : ۱/۱۲۵)(نسائی : ۱/۱۶۴)(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۶)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۳)

(۱۲)سجدے سے اٹھنے سے پہلے۔ پیشانی، پھر ناک، پھر ہاتھوں کو، پھر گھٹنوں کو اٹھانا۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا (بخاری : ۱/۱۱۳)(مسلم : ۱/۱۹۴)(ابوداؤد : ۱/۱۲۷)(ترمذی شریف : ۱/۶۱)(نسائی : ۱/۱۶۵) (ابن ماجہ : ۶۳)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۷۶-۸۴)(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۵)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۴)

سجدہ کی حسب ذیل مزید ۴ سنتیں ہیں

(۱)سات اعضاء پر سجدہ کرنا (دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں کے پنجے اور پیشانی پر)(عمدۃ الفقہ : ۱۰۴/۲)(عمدۃ الرعایہ علی شرح الوقایہ : ۱۴۶/۱)

(۲)سجدہ میں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا ہوا رکھنا (عمدۃ الفقہ : ۱۰۴/۲) شرح الوقایہ : ۱۴۶/۱)

(۳)انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنا (عمدۃ الفقہ : ۱۰۴/۲)(شرح الوقایہ : ۱۴۶/۱)

(۴)دوسرے سجدہ کے بعد جب دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو پنجوں کے بل اٹھے اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھے زمین پر ہاتھ نہ رکھے۔ اگر عذر ہو تو زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھنے میں حرج نہیں.(عمدۃ الفقہ : ۱۰۴/۲)(شرح الوقایہ : ۱۴۷/۱)

قعدہ کی چودہ (۱۴) سنتیں

(۱)مرد کے لئے دائیں پیر کو کھڑا رکھنا اور بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھنا اور پیر کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف رکھنا سنت ہے(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۶)

عورت کے لئے تورّک (یعنی اپنی سرین کے بل بیٹھنا ایک ران کو دوسری ران پر رکھ کر دونوں پیر کو داہنی جانب سے نکالنا) سنت ہے(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۶)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۴)

(۲)دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۶) (عمدۃ الفقہ : ۱۰۴/۲)

(۳)تشہد میں اشھد ان لا الٰہ پر شہادت کی انگلی کو اٹھانا اور الا اللہ پر جھکا دینا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۷)(فتاویٰ محمودیہ : ۱۳۰/۲)

تشہد میں اشھد ان لاالٰہ پرانگلی کواٹھانااور الاالله پر جھکانا یہ سنت مؤکدہ ہے (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۷)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۴)

(۴) قعدہ کے آخر میں درود شریف پڑھنا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۷)

درود ابراہیمی پڑھنا افضل ہے (عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۴)

(۵) درود شریف کے بعد دعاء ماثورہ ان الفاظ میں جو قرآن اور حدیث کے مشابہ ہوں پڑھنا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۷)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۴)

(۶) دونوں طرف سلام پھیرنا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۹)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۵)

(۷) سلام کی داہنی طرف سے ابتداء کرنا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۹)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۵)

(۸) امام کو مقتدیوں۔فرشتوں اور صالح جنات کی نیت کرنا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۵۰)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۵)

(۹) مقتدیوں کو امام وفرشتوں اور صالح جنات اور دائیں بائیں مقتدیوں کی نیت کرنا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۴۹)

(۱۰) منفرد کو صرف فرشتوں کی نیت کرنا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۵۰)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۵)

(۱۱) مقتدی کو امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیرنا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۵۰)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۵)

(۱۲) دوسرے سلام کی آواز کو پہلے سلام کی آواز سے پست کرنا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۵۰)(عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۵)

(۱۳) مسبوق کو امام کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا (طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۵۰)

(۱۴) سلام ان لفظوں سے ہونا السلام علیکم ورحمۃ اللہ (عمدۃ الفقہ : ۲/۱۰۵) (عمدۃ الرعایہ علی شرح الوقایہ : ۱/۱۴۸)

مکمل نماز کی ۵۱ سنتیں نور الایضاح ص : ۷۱ میں موجود ہے

نیز شامی : ۱/۱۲ میں بھی یہی ۵۱ سنتیں موجود ہیں.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۱۹)

سنتِ مؤکدہ نمازوں کا بیان

(۱) فجر کی فرض نماز سے پہلے دو رکعت نماز سنت مؤکدہ ہے۔ اس نماز کی بہت تاکید آئی ہے سنتوں میں سب سے زیادہ قوی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی فرض سے پہلے کی دو رکعت سنت نماز کبھی نہ چھوڑو اگرچہ تم کو گھوڑے کچل ڈالیں (مسلم شریف: ۱/۲۵۱) (ترمذی شریف: ۱/۵۵) (شمائل ترمذی: ۲۰) (ابوداؤد) (نسائی: ۱/۲۵۶) (طحطاوی: ۲۱۲) (شامی: ۱/۱۴) (عالمگیری: ۱/۱۱۲)

فائدہ:- حدیث میں جو ذکر ہے کہ سنتِ فجر نہ چھوڑو چاہے تمہاری جان کا خوف ہو اس سے مقصود صرف تاکید اور ترغیب ہے۔ ورنہ جان کے خوف سے تو فرائض کا چھوڑنا بھی جائز ہے (علم الفقہ: ۲/۴۸) (عمدۃ الفقہ: ۲/۲۹۷)

(۲) ظہر کی فرض سے پہلے چار رکعت نماز سنت مؤکدہ ہے۔ اس سنت کی بھی بہت تاکید آئی ہے۔ حدیث میں ہے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من ترک اربعاً قبل الظهر لم تنله شفاعتی (مسلم شریف: ۱/۲۵۱) (ترمذی شریف: ۱/۵۵) (شمائل ترمذی: ۲۰) (نسائی: ۱/۱۴۰) (شامی علی الدر: ۱/۱۴) (عالمگیری: ۱/۱۱۲) (عمدۃ الفقہ: ۲/۲۹۷)

(۳) ظہر کی فرض نماز کے بعد دو رکعت نماز سنتِ مؤکدہ ہے۔ ظہر کے بعد دو رکعت

سنت نماز پر سب کا اتفاق ہے۔(مسلم شریف : ۱/۲۵۱)(ترمذی شریف : ۱/۵۵)(شمائل ترمذی : ۲۰)(نسائی : ۱/۱۴۰)(شامی علی الدر : ۱/۱۴)(عالمگیری : ۱/۱۱۲)(عمدۃ الفقہ : ۲/۲۹۷)

(۴) مغرب کی فرض نماز کے بعد دو رکعت نماز سنت مؤکدہ ہے۔اس سنت کی بھی حدیث میں بہت تاکید آئی ہے۔اس لئے کہ آپ ﷺ نے اس سنت کو نہ کبھی حضر میں ترک فرمایا اور نہ سفر میں۔(مسلم شریف : ۱/۲۵۱)(ترمذی شریف : ۱/۵۵)(شمائل ترمذی : ۲۰)(نسائی : ۱/۱۳۹)(شامی علی الدر : ۱/۱۴)(عالمگیری : ۱/۱۱۲)(عمدۃ الفقہ : ۲/۲۹۷)

(۵) عشاء کی فرض نماز کے بعد دو رکعت نماز سنت مؤکدہ ہے۔(شامی علی الدر : ۱/۱۴)(عالمگیری : ۱/۱۱۲)

مسلم اور ابوداؤد شریف کی روایت ہے عن عائشةؓ کان النبی ﷺ یصلی قبل الظهر اربعاً وبعدها رکعتین وبعدالمغرب ثنتین وبعدالعشاء رکعتین وقبل الفجر رکعتین (رواہ مسلم وابوداؤد وابن حنبل)(شامی : ۱/۱۴)

ترجمہ:- حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔کہ حضور ﷺ ظہر سے قبل چار رکعت نماز پڑھتے تھے اور ظہر کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔اور مغرب کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے اور فجر سے قبل دو رکعت پڑھتے تھے۔روایت کیا اس حدیث کو امام مسلم وابوداؤد وابن حنبل نے (مسلم شریف : ۱/۲۵۱)(ترمذی شریف : ۱/۵۵)(شمائل ترمذی : ۲۰)(نسائی : ۱/۱۳۹)(عمدۃ الفقہ : ۲/۲۹۷)

(۶) جمعہ کی فرض نماز سے قبل چار رکعت اور جمعہ کی فرض نماز کے بعد چار رکعت نماز سنت مؤکدہ ہے۔اس لئے کہ آپ ﷺ جمعہ سے قبل چار رکعت نماز پڑھتے بغیر فصل کے یعنی ایک سلام کے ساتھ اسی طرح جمعہ کے بعد چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھتے تھے۔(طحطاوی علی مراقی الفلاح : ۲۱۳)(عالمگیری : ۱/۱۱۲)

فائدہ:-حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جمعہ سے پہلے اور بعد چار چار رکعت نماز سنت ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جمعہ سے پہلے چار رکعت اور جمعہ کے بعد چھ رکعت دو سلام سے سنت ہے ۴ رکعت ایک سلام سے اور دو رکعت ایک سلام سے۔دونوں طرف صحیح حدیثیں موجود ہیں اس لئے احناف کا عمل بھی جمعہ کے بعد ۶ رکعت سنت پڑھنے کا ہے(علم الفقہ : ۲/۴۹)(مسلم شریف : ۱/۲۸۶)(ترمذی شریف : ۱/۶۹)(شمائل ترمذی : ۲۰)(ابوداؤد : ۱/۱۶۰)(عمدۃ الفقہ : ۲/۲۹۷)

(۷)تہجد کی نماز بھی سنت مؤکدہ ہے۔(معارف القرآن : ۵/۵۰۵)

نماز تہجد کی رکعت کی تعداد کم سے کم چار رکعت اور زیادہ آٹھ رکعت ہے۔جو حضرت عائشہؓ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔(معارف القرآن : ۵/۵۰۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۲۰)

سنت غیر مؤکدہ نمازوں کا بیان

(۱) عصر کی نماز سے قبل ۴/ رکعت پڑھنا سنت غیر مؤکدہ ہے۔ اگر چار رکعت کا موقع نہ ہو تو کم از کم دو رکعت پڑھ لیں (کبیری قدیم لاہور : ۳۶۸) (ہدایہ اولین : ۱/ ۱۲۵)

(۲) عشاء کی نماز سے قبل ۴/ رکعت سنت غیر مؤکدہ ہیں (کبیری قدیم لاہور : ۳۶۹) (ہدایہ اولین : ۱/ ۱۲۵)

(۳) عشاء کی نماز سے بعد ۴/ رکعت سنت غیر مؤکدہ ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ یہ چار رکعت سنتِ مؤکدہ دو رکعت کو ملا کر ہیں یا الگ ہیں؟ بعض حضرات کی رائے ہے کہ ان چار رکعتوں میں ۲/ رکعت مؤکدہ بھی شامل ہیں اور بعض نے انہیں الگ رکھا ہے اور کل چھ رکعت کے قائل ہیں ۲/ رکعت مؤکدہ اور ۴/ رکعت غیر مؤکدہ (کبیری قدیم لاہور : ۳۶۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۲۱)

نماز کے بعد کے اذکارِ مسنونہ کا بیان

(۱) قال ربکم ادعونی اَستجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جَہَنَّم دَاخرین (القرآن)

ترجمہ:- تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعاء کرو اور مانگو میں قبول کروں گا اور تم کو دوں گا جو لوگ میری عبادت سے متکبرانہ روگردانی کریں گے ان کو ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں جانا ہوگا

(۲) عن النبی ﷺ قال قال رسول اللہ ﷺ الدعاء مخ العبادۃ (الحدیث رواہ الترمذی) دعاء عبادت کا مغز ہے (جامع ترمذی)

(۳) عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من لم یسأل اللہ یغضب علیہ (رواہ الترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ سے نہ مانگے اس پر اللہ ناراض ہوتا ہے (جامع ترمذی)

بسم الله الرحمن الرحيم

نماز کے بعد کے اذکار مسنونہ

(۱) فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان الله، ۳۳ مرتبہ الحمدلله اور ۳۴ مرتبہ الله اکبر ۔ پڑھنا سنت ہے (مسلم شریف : ۲/ ۱۷۸) (اذکار ماثورہ : ۳۵)

صاحب حصن حصین نے بخاری مسلم نسائی کے حوالہ سے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی (حصن حصین مترجم : ۲۲۴)

(۲) فرض نماز کے بعد معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) پڑھنا بھی سنت ہے (ترمذی شریف : ۱/ ۱۱۴) (ابوداؤد شریف) (اذکار ماثورہ : ۳۵)

(۳) ہر فرض نماز کے بعد تین مرتبہ استغفر الله کہنا ابوداؤد کی روایت سے ثابت ہے (ابوداؤد شریف) (اذکار ماثورہ : ۳۵) (قولِ متین مع حصن حصین : ۲۲۴)

ترمذی کی روایت میں بستر پر لیٹتے وقت کا ذکر ہے (ترمذی شریف : ۲/ ۱۷۷)

ابن السنی کی روایت میں عصر اور فجر کے بعد کا ذکر ہے (عمل الیوم واللیلہ : ۴۴)

(۴) ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی جو شخص پڑھے گا نسائی کی روایت میں اس کی فضیلت میں فرمایا کہ اس کے پڑھنے والے کے جنت میں داخل ہونے سے صرف موت مانع ہے (نسائی) (ابن سنی : ۴۳) (اذکار ماثورہ : ۳۵) (حصن حصین مترجم : ۲۲۴، بحوالۂ نسائی، صحیح ابن حبان اور ابن سنی) (مشکوٰۃ شریف : ۱/ ۸۹)

(۵) ہر فرض نماز کے بعد یہ دعائیں پڑھنا آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ اللّٰھم انت السلام ومنك السلام تبارکت یاذالجلال والاکرام (ابن سنی : ۳۸)

ربّ اَعِنِّیْ علیٰ ذِکرِكَ وشُکرِكَ وحسن عبادتك (ابن سنی : ۴۱)

لاالہٰ الااللہ وحدہ لاشریك له له الملك وله الحمد وھوعلیٰ کل شیءٍ قدیر اللّٰھم لامانع لمااعطیت ولامعطی لمامنعت ولاینفع ذالجد منك الجد (ابن سنی : ۴۰)

سبحان ربك رب العزۃ عمایصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العٰلمین (عمل الیوم واللیلہ لابن سنی : ۴۱) (اذکار ماثورہ : ۳۶)

(۶) صبح کے وقت آپ ﷺ یہ دعاء بھی پڑھا کرتے تھے۔ مسلم شریف کی روایت میں ہے۔ ان کلمات کو صبح تین مرتبہ پڑھنے سے بہت دیر تک تسبیحات کا ثواب ملے گا وہ کلمات یہ ہے سبحان اللہ وبحمدہٖ عدد خلقہٖ ورضانفسہٖ وزنۃ عرشہٖ ومداد کلماتہٖ (مسلم شریف : ۳۵۰/۲)(اذکار ماثورہ : ۵۰)

(۷) روزآنہ ۱۰۰ مرتبہ یہ دعاء پڑھنا بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ مسلم شریف کی روایت موجود ہے۔ ص: ۳۴۴ پر اور اسی روایت میں اس کی فضیلت یہ بیان کی ہے کہ اس کو دس (۱۰) غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور سو (۱۰۰) نیکیاں لکھی جائے گی اور اس کی سو (۱۰۰) برائیاں مٹادی جائے گی اور یہ پڑھنا اس کے لئے شیطان سے حفاظت کا ذریعہ ہوگا یہاں تک شام ہوجائے اور اس سے بہتر کوئی شخص نہیں ہوگا مگر وہ آدمی جو کہ اس سے زیادہ پڑھ لے (بخاری شریف : ۹۴۷/۲، باب فضل التھلیل)(مسلم شریف : ۳۴۴/۲)

دعاء یہ ہے لاالہٰ الااللہ وحدہ لاشریك له له الملك وله الحمد وھوعلیٰ کل شیءٍ قدیر۔(مسلم شریف : ۳۴۴/۲)(اذکار ماثورہ : ۵۲)(حصن حصین مترجم : ۲۲۴، بحوالۂ مسلم، ابوداؤد، نسائی)

(۸) روزآنہ صبح میں سورۂ یٰس پڑھنا سنت ہے (مشکوٰۃ شریف : ۱۸۹/۱)(اذکار ماثورہ : ۵۲)

عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھکو آپ ﷺ سے یہ بات پہونچی ہے کہ جو شخص سورۂ یٰسں دن کے شروع حصہ میں پڑھے گا اس کی تمام حاجات پوری کی جائے گی (مشکوٰۃ شریف : ۱/۱۸۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۲۲)

سننِ مؤکدہ امور کا بیان

(۱) تشہد میں اشہد ان لا پر انگلی اٹھانا اور الا اللہ پر جھکانا سنتِ مؤکدہ ہے (رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری ادائیں : ۱۷۷)

(۲) عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے (۲۱۷)

(۳) تراویح کی بیس رکعت سنتِ مؤکدہ ہے (۲۴۰)

(۴) ماہِ رمضان میں قرآن مجید ایک مرتبہ ترتیب وار تراویح میں پڑھنا یا سننا سنتِ مؤکدہ ہے (۲۴۰)

(۵) تراویح میں جماعت سنتِ مؤکدہ ہے (۲۴۱)

(٦) مفرد، آفاقی اور قارن کیلئے طوافِ قدوم کرنا سنتِ مؤکدہ ہے (۲۴۷)

(۷) بدن اور کپڑوں کا نجاستِ حقیقیہ سے پاک ہونا سنتِ مؤکدہ ہے (۲۵۲)

(۸) پانچوں وقت کی فرض نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے (شرح وقایہ : ۱/۱۵۲) (ذخیرۃ العقبیٰ : ٦۳)

(۹) پانچوں وقت کی فرض نمازوں کیلئے اذان دینا سنتِ مؤکدہ ہے (فتاویٰ عالمگیری : ۱/۵۳) (نورالایضاح : ٦۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۲۳)

سجدۂ تلاوت کی سنتوں کا بیان

(۱) سجدۂ تلاوت کے لئے دو تکبیریں بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔ایک تکبیر یعنی اللہ اکبر اس وقت کہنا جبکہ سر سجدہ کے لئے زمین پر رکھے دوسری تکبیر سجدہ سے سر اٹھاتے وقت کہنا (عمدۃ الفقہ : ۲/۳۸۵)

(۲) سجدہ میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنا سنت ہے۔تین بار سے کم نہ کرے (عمدۃ الفقہ : ۲/۳۸۶)

(۳) سجدۂ تلاوت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جب سجدہ کا ارادہ کرے تو کھڑے ہوکر اس کی نیت دل میں کرے اور زبان سے کہے کہ اللہ کے واسطے سجدۂ تلاوت کرتا ہوں ۔ پھر ہاتھ اٹھائے بغیر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سر اٹھائے اور کھڑا ہوجائے ۔تشھد پڑھنے اور سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں ہے.(عمدۃ الفقہ : ۲/۳۸۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۲۴)

جمعہ کی سنتوں کا بیان

(۱) یاایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکراللہ وذرواالبیع ذالکم خیرلکم ان کنتم تعلمون (سورۃ الجمعہ)

خاص اجتماعی نمازیں جو اُمّتِ مُسلمہ کا شِعار ہیں

جمعہ وعیدین

دن رات کی پانچوں فرض نمازیں جن کے باجماعت پڑھنے کا حکم ہے اور انکے علاوہ وہ سنن ونوافل جو انفرادی طور پر ہی پڑھے جاتے ہیں ان سب کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور معمولات سابق میں ذکر کیئے جا چکے۔ان کے علاوہ چند نمازیں اور ہیں جو صرف اجتماعی طور پر ہی ادا کی جاتی ہیں اور وہ اپنی مخصوص نوعیت اور امتیازی شان کی وجہ سے اس امّت کا گویا شعار ہیں، ان میں سے ایک نمازِ جمعہ ہے ۔ جو ہفتہ وار ہے، اور عیدالفطر وعیدالاضحیٰ کی نمازیں ہیں جو سال میں ایک دفعہ ادا کی جاتی ہیں ۔فرائض پنجگانہ کے جماعت سے ادا کرنے میں جو مصالح اور منافع ہیں (جن کا ذکر اپنے موقع پر کیا جا چکا ہے)وہ سب کے سب وسیع تر پیمانے پر جمعہ اور عیدین کی نمازوں سے بھی حاصل ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ کچھ اور حکمتیں اور مصلحتیں بھی ہیں جو صرف ان ہفتہ وار اور سالانہ اجتماعی نمازوں ہی سے وابستہ ہیں پہلے نماز جمعہ کے بارے میں چند اشارات کیئے جاتے ہیں،اُمید ہے کہ اس باب کی احادیث کا مقصد ومنشاء سمجھنے میں انشاءاللہ ان اشارات سے ناظرین کو خاص رہنمائی حاصل ہوگی ۔

روزانہ پانچوں وقت کی جماعت میں ایک محدود حلقہ یعنی ایک محلّہ ہی کے مسلمان جمع ہو سکتے ہیں اِسلئے ہفتہ میں ایک دن ایسا رکھ دیا گیا جس میں پورے شہر اور مختلف محلّوں کے مسلمان ایک خاص نماز کے لئے شہر کی ایک بڑی مسجد میں جمع ہو جایا کریں،اور ایسے اجتماع کے لئے ظہر ہی کا وقت زیادہ موزوں ہوسکتا تھا اسلئے وہی وقت رکھا گیا اور ظہر کی چار رکعت کے بجائے جمعہ کی نماز صرف دو رکعت رکھی گئی،اور اس اجتماع کو تعلیمی وتربیتی لحاظ سے زیادہ مفید اور مؤثر بنانے کے لئے تخفیف شدہ دو رکعتوں کے بجائے خطبہ لازمی کر دیا گیا اور اس کے لئے جمعہ ہی کا دن اس

واسطے مقرر کیا گیا کہ ہفتہ کے سات دنوں میں سے وہی دن زیادہ باعظمت اور بابرکت ہے۔ جس طرح روزانہ اخیر شب کی گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت بندوں کی طرف زیادہ متوجہ ہوتی ہے اور جس طرح سال کی راتوں میں سے ایک رات (شبِ قدر) خاص الخاص درجہ میں برکتوں اور رحمتوں والی ہے اُسی طرح ہفتہ کے سات دنوں میں سے جمعہ کا دن اللہ کے خاص الطاف وعنایات کا دن ہے اور اسی لئے اس میں بڑے بڑے اہم واقعات اللہ تعالی کی طرف سے واقع ہوئے ہیں اور واقع ہونے والے ہیں

فائدہ:-شریعت میں جمعہ کی جو خاص نوعیت رکھی گئی ہے اور عہد نبوی ﷺ اور دورِ صحابہؓ وتابعین بلکہ اسکے بھی کافی بعد تک اُمّت کا جو طرزِ عمل جمعہ کے بارے میں تھا اُس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک شہر اور ایک بستی میں جمعہ حتی الوسع ایک ہی جگہ ہونا چاہئے. ہاں اگر ایسی کوئی مسجد موجود نہ ہو جس میں شہر اور بستی کے سارے نمازی آسکیں تو پھر حسب ضرورت شہر کی اور بھی مناسب مسجدوں کو نمازِ جمعہ کے لئے تجویز کیا جاسکتا ہے۔لیکن اس میں بھی اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ شہر کے ایک حلقہ میں جمعہ ایک ہی مسجد میں ہو، یہ طریقہ کہ محلّہ کی تمام مسجدوں میں الگ الگ جمعہ ہو یقیناً شریعت کے مقصد ومنشاء کے خلاف ہے.۱۲

(جیسا کہ آگے درج ہونے والی حدیثوں سے معلوم ہوگا) بہرحال جمعہ کی انہی خصوصیات کی وجہ سے اس اہم اور شاندار ہفتہ واری اجتماعی نماز کے لئے جمعہ کا دن مقرر کیا گیا اور اس میں شرکت وحاضری کی سخت تاکید کی گئی، اور نماز سے پہلے غسل کرنے، اچھے صاف ستھرے کپڑے پہننے اور میسّر ہو تو خوشبو بھی لگانے کی ترغیب بلکہ ایک درجے میں تاکید کی گئی، تاکہ مسلمانوں کا یہ مقدّس ہفتہ واری اجتماع توجہ الی اللہ اور ذکر ودعا کی باطنی وروحانی برکات کے علاوہ ظاہری حیثیت سے بھی پاکیزہ، خوش منظر، بارونق اور پُر بہار ہو، اور مجمع کو ملائکہ کے پاک

وصاف مجمع کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مشابہت اور مناسبت ہو۔اس تمہید کے بعد جمعہ اور نمازِ جمعہ کے متعلق احادیث ذیل میں پڑھئے۔(معارف الحدیث ج : ٦)

جمعہ کے دن کی عظمت وفضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا وَلَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِیْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ (رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- اُن سارے دنوں میں جن میں کہ آفتاب نکلتا ہے (یعنی ہفتہ کے ساتوں دنوں میں) سب سے بہتر اور برتر جمعہ کا دن ہے جمعہ ہی کے دن آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور جمعہ ہی کے دن وہ جنّت میں داخل کئے گئے، اور جمعہ ہی کے دن وہ جنّت سے باہر کر کے اس دنیا میں بھیجے گئے (جہاں ان سے نسلِ انسانی کا سلسلہ شروع ہوا) اور قیامت بھی خاص جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی (صحیح مسلم)

جمعہ کے دن کا خصوصی وظیفہ درود شریف

عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ ؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ بَلِيْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ . (رواه ابوداؤد ،والنسائی ،وابن ماجه ،والدارمی، والبیهقی فی الدعوات الكبير)

حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :- جمعہ کا دن افضل ترین دنوں میں سے ہے، اسی میں آدم علیہ السّلام کی تخلیق ہوئی، اسی میں ان کی وفات ہوئی، اسی میں قیامت کا صور پھونکا جائے گا، اور اسی میں موت اور فنا کی بیہوشی اور بے حسی ساری مخلوقات پر طاری ہوگی- لہٰذا تم لوگ جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کیا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے اور پیش ہوتا رہے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا:- یا رسول اللہ ﷺ (آپ کے وفات فرما جانے کے بعد) ہمارا درود آپ ﷺ پر کیسے پیش ہوگا، آپ ﷺ کا جسدِ اطہر تو قبر میں ریزہ ریزہ ہو چکا ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:- اللہ تعالی نے پیغمبروں کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے (یعنی موت کے بعد بھی انکے اجسام قبروں میں بالکل صحیح سالم رہتے ہیں، زمین ان میں کوئی تغیر پیدا نہیں کرسکتی). (سنن ابی داوٗد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مسند دارمی، دعوات کبیر للبیھقی)

تشریح:- اوپر والی حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کی طرح حضرت اوس بن اوس ثقفیؓ کی اس حدیث میں بھی جمعہ کے دن میں واقع ہونے والے اہم اور غیر معمولی واقعات کا ذکر کر کے جمعہ کی اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے اور مزید یہ فرمایا گیا ہے کہ اس مبارک اور محترم دن میں درود زیادہ پڑھنا چاہیئے، گویا جس طرح رمضان المبارک کا خاص وظیفہ تلاوتِ قرآن پاک ہے اور اس کو رمضان المبارک سے خاص مناسبت ہے اور جس طرح سفرِ حج کا خاص وظیفہ تلبیہ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ .... الخ ہے، اُسی طرح جمعہ کے مبارک دن کا خاص وظیفہ اس حدیث کی رو سے درود شریف ہے۔ جمعہ کے دن خصوصیت سے اسکی کثرت کرنی چاہیئے. (معارف الحدیث)

جمعہ کے دِن رحمت وقبولیت کی ایک خاص گھڑی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فِیْ الْجُمُعَةِ لَسَاعَةٌ لَایُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ یَسْأَلُ اللّٰهَ فِیْهَا خَیْراً اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:- جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اگر کسی مسلمان بندے کو حُسنِ اتفاق سے خاص اس گھڑی میں خیر اور بھلائی کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی توفیق مل جائے تو اللہ تعالیٰ اُسکو عطا ہی فرما دیتا ہے.(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ جس طرح پورے سال میں رحمت وقبولیت کی ایک خاص رات (شبِ قدر) رکھی گئی ہے جس میں کسی بندے کو اگر توبہ واستغفار اور دُعا نصیب ہو جائے تو اس کی بڑی خوش نصیبی ہے اور اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی خاص توقع ہے۔اسی طرح ہر ہفتہ میں بھی جمعہ کے دن رحمت وقبولیت کی ایک خاص گھڑی ہوتی ہے اگر اُس میں بندے کو اللہ تعالیٰ سے دُعا کرنا اور مانگنا نصیب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے کرم سے قبولیت ہی کی اُمید ہے۔حضرت ابو ہریرہؓ نے حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور کعب احبارؒ دونوں سے نقل کیا ہے کہ:-جمعہ کے دن کی اس ساعتِ اجابت کا ذکر تورات میں بھی ہے۔اور معلوم ہے کہ یہ دونوں حضرات تورات اور کتبِ سابقہ کے بہت بڑے عالم تھے۔

جمعہ کے دن کی اس ساعتِ اجابت کے وقت کی تعیین وتخصیص میں شارحینِ حدیث نے بہت سے اقوال نقل کئے ہیں،ان میں سے دو ایسے ہیں جن کا صراحۃً یا اشارۃً بعض احادیث میں بھی ذکر ہے صرف وہی یہاں ذکر کئے جاتے ہیں:-

(۱) ایک یہ کہ جس وقت امام خطبہ کے لئے منبر پر جائے اُس وقت سے لے کر نماز کے ختم ہونے تک جو وقت ہوتا ہے بس یہی وہ ساعتِ اجابت ہے. اس کا حاصل یہ ہوا کہ خطبہ اور نماز کا وقت ہی قبولیتِ دُعا کا خاص وقت ہے.

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ وہ ساعت عصر کے بعد سے لے کر غروبِ آفتاب تک کا وقفہ ہے.

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ''حجتہ اللہ البالغہ'' میں یہ دونوں قول ذِکر فرما کر اپنا خیال یہ ظاہر فرمایا ہے کہ:-

''ان دونوں باتوں کا مقصد بھی حتمی تعیین نہیں ہے، بلکہ منشاء صرف یہ ہے کہ خطبہ اور نماز کا وقت چونکہ بندگان خدا کی توجہ الی اللہ اور عبادت و دُعا کا خاص وقت ہے اسلئے اسکی اُمید کی جاسکتی ہے کہ وہ ساعت اسی وقت میں ہو۔ اور اسی طرح چونکہ عصر کے بعد سے غروب تک کا وقت نزولِ قضا کا وقت ہے اور وہ پورے دن کا گویا نچوڑ ہے اسلئے اس وقت بھی توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ ساعت غالباً اس مبارک وقفہ میں ہو''.

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ:- جمعہ کے دن کی اس خاص ساعت کو اُسی طرح اور اسی مصلحت سے مبہم رکھا گیا ہے جس طرح اور مصلحت سے شب قدر کو مبہم رکھا گیا ہے پھر جس طرح رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ کی طاق راتوں اور خاص کر ستائیسویں شب کی طرف شب قدر کے بارے میں کچھ اشارات بعض حدیثوں میں کئے گئے ہیں اسی طرح جمعہ کے دن کی اس ساعتِ اجابت کے لئے نماز و خطبہ کے وقت اور عصر سے مغرب تک کے وقفہ کے لئے بھی احادیث میں اشارات کئے گئے ہیں تا کہ اللہ کے بندے کم از کم ان دو وقتوں میں توجہ الی اللہ اور دُعا کا خصوصیت سے اہتمام کریں.

اس ناچیز نے اپنے بعض اکابر کو دیکھا ہے کہ وہ جمعہ کے دن ان دونوں وقتوں میں لوگوں سے ملنا جُلنا اور بات چیت کرنا پسند نہیں کرتے، بلکہ نماز یا ذکر و دُعا اور توجہ الی اللہ ہی میں مصروف رہنا چاہتے ہیں۔(معارف الحدیث)

نمازِ جمعہ کی فرضیت اور خاص اہمیت

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِىْ جَمَاعَةٍ اِلَّا عَلٰى اَرْبَعَةٍ عَبْدٍ مَمْلُوْكٍ اَوْ اِمْرَأَةٍ اَوْ صَبِىٍّ اَوْمَرِيْضٍ (رواہ ابوداؤد)

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہر مسلمان پر لازم و واجب ہے۔اس وجوب سے چار قسم کے آدمی مستثنیٰ ہیں۔ایک غلام جو بیچارہ کسی کا مملوک ہو، دوسرے عورت، تیسرے لڑکا جو ابھی بالغ نہ ہوا ہو، چوتھے بیمار......(سنن ابی داؤد)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُمَا قَالَا سَمِعْنَا رَسُوْلَ للّٰهِ ﷺ عَلٰى اَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ لِيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لِيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ (رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ برسرِ منبر فرما رہے تھے کہ:- جمعہ چھوڑنے والے لوگ یا تو اپنی اس حرکت سے باز آئیں یا یہ ہوگا کہ اُن کے اس گناہ کی سزا میں اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں پر مہر لگا دیگا، پھر وہ غافلوں ہی میں سے ہو جائیں گے (اور اصلاح کی توفیق سے محروم کر دیئے جائیں گے)(صحیح مسلم)

عَنْ اَبِى الْجَعْدِ الضَّمَرِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَرَكَ ثَلٰثَ جُمَعٍ

تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ (رواه ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجه والدارمی و رواه مالك عن صفوان بن سليم واحمد عن ابی قتاده)

ابوالجعد ضمریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:- جو آدمی بلا عذر تین جمعہ تساہل وسہل انگاری کی وجہ سے چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا (پھر وہ نیک عمل کی توفیق سے محروم ہی رہے گا)...... (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مسند دارمی)......اور یہی حدیث امام مالکؒ نے مؤطا میں صفوان بن سلیمؓ سے اور امام احمدؒ نے اپنے مسند میں حضرت ابوقتادہؓ سے بھی روایت کی ہے)(معارف الحدیث)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ كُتِبَ مُنَافِقًا فِیْ كِتَابٍ لَا يُمْحٰى وَلَا يُبَدَّلُ وَفِیْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ ثَلٰثًا . (رواه الشافعی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بغیر کسی مجبوری کے جمعہ کی نماز چھوڑیگا وہ اللہ کے اس دفتر میں جس میں کوئی ردوبدل نہیں ہوسکتا منافق لکھا جائے گا......(اور بعض روایات میں تین دفعہ چھوڑنے کا ذکر ہے)(مسند شافعی)

تشریح:- ان حدیثوں میں جمعہ کی جو غیر معمولی اہمیت بیان کی گئی ہے اور اسکے ترک پر جو وعیدیں سُنائی گئی ہیں وہ کسی توضیح اور تشریح کی محتاج نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ اُن سب معصیات ومنکرات سے بچنے کی توفیق دے جن کے نتیجہ میں بندہ اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم سے گر جاتا ہے اور اسکے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا.

نمازِ جمعہ کا اہتمام اور اسکے آداب

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

فَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ اَوْ يَمُسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّىْ مَاكُتِبَ لَهٗ ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَابَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرىٰ (رواه البخاری)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:- جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے، اور جہانتک ہو سکے صفائی، پاکیز گی کا اہتمام کرے، اور جو تیل خوشبو اسکے گھر ہو وہ لگائے، پھر وہ گھر سے نماز کے لئے جائے اور مسجد میں پہونچ کر اس کی احتیاط کرے کہ جو دو آدمی پہلے سے ساتھ بیٹھے ہوں اُن کے بیچ میں نہ بیٹھے، پھر جو نماز یعنی سنن و نوافل کی جتنی رکعتیں اُس کے لئے مقدر ہوں وہ پڑھے، پھر جب امام خطبہ دے تو توجہ اور خاموشی کے ساتھ اُس کو سنے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کی اُس کی ساری خطائیں ضرور معاف کردی جائیں گی۔ (صحیح بخاری)

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِيَابِهٖ وَمَسَّ مِنْ طِيْبٍ اِنْ كَانَ عِنْدَهٗ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَتَخَطَّ اَعْنَاقَ النَّاسِ ثُمَّ صَلَّ مَاكَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ اِذَا خَرَجَ اِمَامُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ كَانَتْ كفارةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الَّتِىْ قَبْلَهَا (رواه ابوداؤد)

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں نے بیان کیا کہ رسُول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:- جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور جو اچھّے کپڑے اسے میسر تھے وہ پہنے اور خوشبو اگر اسکے پاس تھی تو وہ بھی لگائی پھر وہ نماز جمعہ کے لئے حاضر ہوا اور اس کی احتیاط کی کہ پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کی گردنوں کے اوپر سے پھلانگتا ہوا نہیں گیا پھر (سنتوں اور

نوافلوں کی) جتنی رکعتوں کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی وہ پڑھیں، پھر جب امام خطبہ دینے کے لئے آیا تو اَدب اور خاموشی سے اس کی طرف متوجہ ہوکر خطبہ سنا، یہاں تک کہ نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو اُس بندے کی یہ نماز اس جمعہ اور اس سے پہلے والے جمعہ کے درمیان کے گناہوں، خطاؤں کے لئے کفّارہ ہوجائے گی۔(سنن ابی داؤد)

تشریح:- شریعت میں غسل جمعہ کا جو درجہ ہے اور اس کا جو خاص مقصد و منشاء ہے اس کا بیان تفصیل کے ساتھ ''مسنون یا مستحب غسل'' کے زیرِ عنوان پہلے کیا جا چکا ہے۔

مندرجۂ بالا دونوں حدیثوں میں غسل کے علاوہ چند اور اعمال کا بھی ذکر ہے۔

(۱) بقدرِ امکان ہر قسم کی پاکیزگی اور صفائی کا اہتمام، (۲) اچھّے لباس کا اہتمام، (۳) خوشبو کا استعمال، (۴) مسجد میں ہر اُس چیز سے احتیاط اور اجتناب جس سے لوگوں کو ایذا پہونچنے اور باہمی تعلقات خراب ہونے کا اندیشہ ہو، جیسے پہلے سے ساتھ بیٹھے ہوئے دو آدمیوں کے بیچ میں گھُس کے بیٹھنا یا لوگوں کے اوپر سے پھلانگ کے جانا وغیرہ، (۵) پھر وہاں حسبِ توفیق نوافل پڑھنا اور (۶) خطبہ کے وقت اَدب اور توجہ کے ساتھ اس کو سننا، پھر (۷) نماز پڑھنا۔ جمعہ کی جو نماز اس اہتمام اور آداب کے ساتھ پڑھی جائے اس کو اُن دونوں حدیثوں میں پورے ہفتہ کے گناہوں کا کفّارہ اور بخشِش و معافی کا وسیلہ فرمایا گیا ہے۔ یوں بھی غور کرکے سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ سب اعمال جب صحیح ذہن کے ساتھ کئے جائیں گے تو اُن بندوں کے دِلوں اور انکی روحوں کی کیا کیفیات ہونگی اور انکی زندگی پر اس نماز کے کیا اثرات پڑیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شانِ مغفرت کا اُن کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا. (معارف الحدیث)

جمعہ کے دن خَط بَنوانا اور ناخن ترشوانا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ الـنَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَقْلِمُ اَظْفَارَهٗ وَيَقُصُّ شَارِبَهٗ يَوْمَ

اَلْجُمُعَةِ قَبْلَ اَنْ یَخْرُجَ اِلَی الصَّلوٰۃِ (رواه البزار والطبرانی فی الاوسط)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز کو جانے سے پہلے اپنے ناخن اور اپنی لَبیں تراشا کرتے تھے (مسند بزار و معجم اوسط للطبرانی) (معارف الحدیث)

فائدہ:- واضح رہے کہ محدثین کو اس روایت کی صحت میں کلام ہے، لیکن حضرت سلمان فارسیؓ کی جو روایت ابھی اوپر صحیح بخاری کے حوالہ سے گزر چکی ہے اُس میں رسُول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کیلئے طہارت اور پاکیزگی کی جس طرح ترغیب دی ہے اس کی وسعت میں یہ چیزیں بھی آسکتی ہیں-۱۲

جمعہ کے لئے اچھے کپڑوں کا اہتمام

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ السَّلَام قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَاعَلیٰ اَحَدِکُمْ اِنْ وَجَدَ اَنْ یَّتَّخِذَ ثَوْبَیْنِ لِیَوْمِ الْجُمُعَةِ سِویٰ ثَوْبَیْ مَھْنَتِہٖ (رواه ابن ماجه ورواه مالك عن يحيٰ بن سعيد)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تم میں سے کسی کے لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اگر اس کو وسعت ہو تو وہ روزمرّہ کے کام کاج کے وقت پہنے جانے والے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے دن کے لئے کپڑوں کا ایک خاص جوڑا بنا کے رکھ لے (سنن ابن ماجہ)

(تشریح) روزمرّہ پہنے جانے والے کپڑوں کے سِوا کوئی خاص جوڑا بنا کے رکھنے میں شبہ ہوسکتا تھا کہ شاید یہ شانِ فقر و زہد کے خلاف اور ناپسندیدہ ہو، اس حدیث میں دَراصل اسی شبہ کو زائل کیا گیا ہے، اور آپ ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ جیسے دینی اجتماع کے لئے جو

مسلمانوں کی ہفتہ وار عید ہے. چونکہ حسبِ استطاعت اچھا کپڑا پہننا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اسلئے اس کے واسطے خاص جوڑا بنا کے رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔طبرانی نے معجم صغیر اور اوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ:-

''رسول اللہ ﷺ کا ایک خاص جوڑا تھا جو آپ ﷺ جمعہ کے دن پہنا کرتے تھے،اور جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر تشریف لاتے تھے تو ہم اس کو تہہ کر کے رکھ دیتے تھے اور پھر وہ اگلے جمعہ ہی کو نکلتا تھا''.

لیکن محدثین کے اصول پر اس روایت کی سند میں کچھ ضعف ہے۔(جمع الفوائد مع تعلیقات العذب الموارد : ۱/۲۶۰)

جمعہ کے لئے اوّل وقت جانے کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَائِکَةُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ یَکْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ کَمَثَلِ الَّذِیْ یُهْدِیْ بُدْنَةً ثُمَّ کَالَّذِیْ یُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ کَبْشاً ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَیْضَةً فَاِذَاخَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُوْفَهُمْ وَیَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور شروع میں آنے والوں کے نام یکے بعد دیگرے لکھتے ہیں،اور اوّل وقت دوپہر میں آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اللہ کے حضور میں اونٹ کی قربانی پیش کرتا ہے، پھر اُسکے بعد دوم نمبر پر آنے والے کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو گائے پیش کرتا ہے، پھر اُسکے بعد آنے والے کی مثال مینڈھا پیش کرنے والے کی،اُسکے بعد مُرغی پیش کرنے والے کی،اُسکے بعد انڈا پیش کرنے والے کی، پھر جب امام

خطبہ کے لئے منبر کی طرف جاتا ہے۔تو یہ فرشتے اپنے لکھنے کے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سُننے میں شریک ہوجاتے ہیں۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

تشریح:- حدیث کا اصل مقصد ومُدّعا جمعہ کے لئے اوّل وقت جانے کی ترغیب ہے اور آگے پیچھے آنے والوں کے ثواب اور درجات کے فرق کو آپ ﷺ نے مختلف درجہ کی قربانیوں کی مثال دے کر سمجھانا چاہا ہے۔(معارف الحدیث)

نماز جمعہ سے پہلے اور بعد کی سُنّت نمازیں

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعاً وَبَعْدَهَا اَرْبَعاً ۔(رواه الطبرانی فی الكبير)

حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے اور جمعہ کے بعد چار رکعت ۔(معجم کبیر،طبرانی)

فائدہ:-حضرت ابن عباسؓ کی یہ حدیث ''جمع الفوائد'' میں کبیر طبرانی ہی کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے،اور اس کا اظہار کر دیا گیا ہے کہ اس کی سند میں ضعف ہے۔۔لیکن اس کے ذیل ''اعذب الموارد'' میں ہے کہ یہ حدیث ایک دوسرے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے،اور اسکے اسناد میں یہ ضعف نہیں ہے بلکہ عراقی نے اس کی سند کو جیدّ کہا ہے۱۲

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ سُلَيْكُ الْغَطْفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَعَدَ سُلَيْكٌ قَبْلَ اَنْ يُصَلِّيَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ اَرَكَعْتَ رَكْعَتَيْنِ قَالَ لَا قَالَ قُمْ فَارْكَعْهُمَا......(رواه مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلیک غطفانی ایک دفعہ جمعہ کے دن ایسے وقت مسجد میں آئے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھ گئے تھے(یعنی خطبہ شروع کرنے

کے لئے منبر پر تشریف لے جا چکے تھے اور ابھی بیٹھے ہوئے تھے) تو سُلیک اسی حالت میں آ کر بیٹھ گئے قبل اسکے کہ نماز پڑھتے (یعنی انھوں نے مسجد میں داخل ہو کر نماز نہیں پڑھی بلکہ یہ دیکھ کر کہ حضور ﷺ خطبہ کے لئے منبر پر جا چکے ہیں خود بھی بیٹھ گئے) رسول اللہ ﷺ نے اُن سے فرمایا:- کیا تم نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟ انھوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:- اُٹھو اور پہلے دو رکعتیں پڑھو!......(صحیح مسلم)

تشریح:- اس حدیث کی بنا پر امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور بعض دوسرے ائمہ کا مسلک ہے کہ نمازِ جمعہ کے لئے جو شخص مسجد میں آئے اُس کے لئے اُس دن تحیۃ المسجد واجب ہے، اور اگر بالفرض امام خطبہ شروع کر چکا ہو جب بھی یہ آنے والا دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ اور سفیان ثوریؒ وغیرہ اکثر ائمہ اِن احادیث کی بنا پر جن میں خطبہ کے وقت خاموش رہنے اور توجہ کے ساتھ اس کو سننے کی تاکید کی گئی ہے اور ترغیب دی گئی ہے، اور اسی کے مطابق اکثر صحابہؓ و اکابر تابعین کے عمل اور فتوے کی بنا پر خطبہ کے وقت نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے، اور سلیک غطفانی کے اس واقعہ کی مختلف توجیہات فرماتے ہیں۔ اس مسئلہ میں دونوں طرف کے دلائل بہت وزنی ہیں۔ اسلئے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ جمعہ کے دن مسجد میں ایسے وقت پہونچ جائے کہ خطبہ سے پہلے کم از کم دو رکعتیں ضرور پڑھ لے۔

فائدہ:- حضرت مولانا شبّیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الملہم" شرح صحیح مسلم میں اس مسئلہ سے متعلق فریقین کا نقطۂ نظر اور ان کے دلائل پوری تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:- والانصاف ان الصدرلم ينشرح لترجيح احدالجانبين الى الآن ولعل فيه يحدث بعد ذالك امرًا۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَايصَلِّى اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ

فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا اَرْبعاً......(رواه مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز پڑھے تو چاہئے کہ اسکے بعد چار رکعت اور پڑھے......(صحیح مسلم)

(۲۵۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَايُصَلِّىْ بَعْدَالْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّىْ رَكْعَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهٖ (رواه البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ جمعہ کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ مسجد سے گھر تشریف لے جاتے پھر گھر ہی میں دو رکعتیں پڑھتے تھے. (صحیح بخاری ومسلم)

تشریح:- کتبِ حدیث میں نمازِ جمعہ کے بعد کی سنتوں کے بارے میں جو روایات ہیں ان میں دو رکعت کا بھی ذکر ہے، چار کا بھی اور چھ کا بھی۔ امام ترمذی نے خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ وہ جمعہ کے بعد دو رکعت اور اس کے بعد چار رکعت، گویا کل چھ رکعت بھی پڑھتے تھے۔

اس لئے ائمۂ مجتہدین کے رجحانات بھی اس بارے میں مختلف ہیں۔ بعض حضرات دو کو ترجیح دیتے ہیں، بعض چار رکعت کو اور بعض چھ رکعت کو. (معارف الحدیث)

جمعہ کے دن کی سنتیں

(۱) ہر مسلمان کو چاہئے کہ جمعہ کا اہتمام جمعرات سے کرے۔ جمعرات کے دن عصر کی نماز کے بعد استغفار وغیرہ زیادہ کرے اور جمعہ کے لئے صاف ستھرے کپڑوں اور عطر کا انتظام کرے (عمدۃ الفقہ : ۲/۲۵۷)

(۲) جمعہ کے دن غسل کرے، سر کے بالوں اور سر کو خوب صاف کرے، زیر ناف اور

بغلوں کے بال صاف کرے، سر کے بال منڈائے یا ترش وائے، لبیں وغیرہ بنوائے ،ناخن کتروائے (عمدۃ الفقہ : ۲/۲۵۷)

(۳) جمعہ کی نماز جامع مسجد میں پڑھے (عمدۃ الفقہ : ۲/۲۵۸)

(۴) جامع مسجد بہت سویرے اور پہلی صف میں جگہ حاصل کرنے کی کوشش کرے جو شخص جتنا پہلے جائے گا اسی قدر زیادہ ثواب پائے گا (عمدۃ الفقہ : ۲/۲۵۸)

(۵) جمعہ کی نماز کے لئے پیدل جائے ۔ پیدل جانے میں ہر قدم پر ایک سال روزہ رکھنے اور راتوں کو قیام کرنے کا ثواب ملتا ہے ۔ (عمدۃ الفقہ : ۲/۲۵۸)

(٦) جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنا خواہ نمازِ جمعہ سے پہلے پڑھے یا بعد میں (عمدۃ الفقہ : ۲/۲۵۸)

(۷) جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھنا (عمدۃ الفقہ : ۲/۲۵۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۲۵)

جمعہ کے خطبہ کی سنتوں کا بیان

جمعہ کے خطبہ میں کئی چیزیں مسنون ہیں

(۱) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا (فتاویٰ عالمگیری : ۱/۱۴۶) (عمدۃ الفقہ : ۲/۴۴۶)

(۲) دو خطبے پڑھنا (شامی علی الدر : ۲/۱۴۸) (عمدۃ الفقہ : ۲/۴۴۷)

(۳) دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں (فتاویٰ عالمگیری : ۱/۱۴۷)

(۴) دونوں حَدَثوں سے پاک ہونا (فتاویٰ عالمگیری : ۱/۱۴۶) (شامی علی الدر : ۲/۱۵۰) (عمدۃ الفقہ : ۲/۴۴۵)

(۵) خطبہ پڑھنے کی حالت میں لوگوں کی طرف منہ کرنا (فتاویٰ عالمگیری : ۱/۱۴۶) (عمدۃ الفقہ : ۲/۴۴۷)

(۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا۔ (فتاویٰ عالمگیری : ۱/۱۴۶) (عمدۃ الفقہ : ۲/۴۴۷)

(۷) خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سن سکیں (بہشتی زیور) (فتاویٰ عالمگیری : ۱/۱۴۷) (عمدۃ الفقہ : ۲/۴۴۷)

(۸) خطبہ میں ان آٹھ قسم کے مضامین کا ہونا (۱) اللہ تعالیٰ کا شکر (۲) اور اس کی تعریف (۳) خداوند تعالیٰ کی وحدت (۴) اور نبی ﷺ کی رسالت کی شہادت (۵) نبی ﷺ پر درود (۶) وعظ ونصیحت (۷) قرآن کی آیتوں کا یا کسی سورت کا پڑھنا (۸) دوسرے خطبہ میں پھر ان سب چیزوں کا اعادہ کرنا۔ دوسرے خطبہ میں بجائے وعظ ونصیحت کے مسلمانوں کیلئے دعاء کرنا۔ یہ آٹھ قسم کے مضامین کی فہرست تھی آگے بقیہ مضامین کی فہرست ہے۔ ان امور کی جو حالت خطبہ میں مسنون ہیں (بہشتی زیور حصہ: ۱۱/۶۸۶) (فتاویٰ عالمگیری : ۱/۱۴۶)

(۹) خطبہ کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا (فتاویٰ عالمگیری : ۱/۱۴۷) (عمدۃ الفقہ : ۲/۴۴۷)

(۱۰) خطبہ منبر پر پڑھنا اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ کو سہارا دے کر کھڑا ہونا اور منبر کے ہوتے ہوئے کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا اور ہاتھ کا ہاتھ پر رکھ لینا جیسا بعض لوگوں کی ہمارے زمانہ میں عادت ہے منقول نہیں ہے (فتاویٰ عالمگیری : ۱/۱۴۷) (بہشتی زیور حصہ: ۱۱/۶۸۶) (عمدۃ الفقہ : ۲/۴۴۶)

(۱۱) دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا۔ اور کسی زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں بعض عوام کا دستور ہے یہ خلاف سنتِ مؤکدہ اور مکروہ تحریمی ہے (بہشتی زیور حصہ : ۱۱/۶۸۶) (فتاویٰ محمودیہ : ۲/۲۹۳) (فتاویٰ رحیمیہ : ۱/۲۶۱) (عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ : ۱/۲۵۵) (عمدۃ الفقہ : ۲/۴۴۷)

(۱۲) خطبہ سننے والوں کو قبلہ رو ہو کر بیٹھنا دوسرے خطبہ میں نبی ﷺ کے آل واصحاب وازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ وعباس رضی اللہ عنہ کے لئے دعاء کرنا مستحب ہے (فتاویٰ عالمگیری : ۱/۱۴۶) (عمدۃ الفقہ : ۲/۴۴۸) (بہشتی زیور حصہ : ۱۱/۶۸۶)

فائدہ:- فتاویٰ عالمگیریہ میں سننِ خطبہ پندرہ شمار کئے ہیں اور بہشتی زیور میں ۱۲ مذکور ہے

۔فرق صرف اتنا ہے کہ فتاویٰ عالمگیریہ میں مضامینِ خطبہ کی الگ الگ سنتیں شمار کی گئی ہیں اس طرح کہ اس میں اللہ کی حمد ہو۔اللہ کا شکر ہو۔شہادتین کا ذکر ہو۔حضور ﷺ پر درود شریف پر خطبہ شامل ہو، وعظ ونصیحت اس میں موجود ہو۔اور حضرت تھانویؒ نے ان سب چیزوں کو صرف ایک سنت میں شامل کیا ہے یعنی آٹھویں سنت ذکر فرمائی کہ (۸) مضامینِ خطبہ مذکورہ بالا چیزوں پر شامل ہو (فتاویٰ عالمگیری : ۱/۱۴۷)

نیز صاحبِ نور الایضاح نے اور اسی طرح صاحب نور الایضاح کی متابعت کرتے ہوئے صاحبِ طحطاوی علی المراقی نے جو مراقی الفلاح شرح نور الایضاح کے شارح ہیں انہوں نے جمعہ کے خطبہ کی مکمل ۱۸ سنتیں بتلائیں ہیں۔مذکورہ بالا پندرہ سنتوں کے ساتھ مزید چند سنتوں کا اضافہ کیا ہے وہ یہ ہے

(۱۶) خطبہ کے وقت خطبہ شروع کرنے سے پہلے خطیب کے سامنے اذان دینا (طحطاوی : ۲۸۱)(عمدۃ الفقہ : ۲/۴۴۶)

(۱۷) ستر کا چھپانا (طحطاوی : ۲۸۱)(شامی علی الدر : ۲/۱۵۰)(عمدۃ الفقہ : ۲/۴۴۶)

فائدہ:- ستر کا چھپانا تو نماز میں اور نماز کے علاوہ میں ضروری اور واجب ہے لیکن یہاں سنت سے یہ مطلب ہے کہ ستر چھپانے کا زیادہ اہتمام کرنا ۱۲

(۱۸) خطبہ شروع کرنے سے پہلے خطیب کا منبر پر بیٹھنا (عمدۃ الفقہ : ۲/۴۴۶)

(۱۹) خطبہ اللہ کی حمد وتحمید سے شروع کرنا (عمدۃ الفقہ : ۲/۴۶۳)

(۲۰) پانچ خطبے ایسے ہیں جن کو تحمید سے شروع کرنا سنت ہے وہ یہ ہیں (۱) خطبۂ جمعہ (۲) خطبۂ استسقاء (۳) خطبۂ نکاح (۴) خطبۂ کسوف (۵) خطبۂ ختم قرآن (عمدۃ الفقہ : ۲/۴۶۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب(۲۶)

مسجد سے نکلنے کی سنتیں

(۱) بسم اللہ کہنا

(۲) والصلوٰہ والسلام علی رسول اللہ ﷺ کہنا

(۳) بایاں پاؤں مسجد سے نکالے (اور بائیں جوتے کے اوپر رکھ لے)

(۴) پاؤں نکالتے وقت اللّٰھُمَّ انِّی اسئلُکَ مِن فَضلِکَ پڑھنا

(۵) پھر داہنا پاؤں جوتے میں داخل کرنا۔ (مجالس ابرار : ۵۰)

اگر روزانہ مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے نکلنے کی سنتوں پر عمل کیا جائے تو ایک وقت کی نماز کا دس سنتوں کا نور بھی دل میں جمع ہو جائے گا اس طرح پانچ وقت کی نمازوں میں ۵۰ سنتیں نامۂ اعمال میں جمع ہو جائیں گی اور ہر نیکی پر دس کا وعدہ ہے پس اس طرح ۵۰۰ نیکیاں ہر روز ہو جائے گی اور ہر مہینہ میں ۱۵/ ہزار نیکیاں جمع ہو جائے گی انشاء اللہ روز محشر میں ان کا نور اور ان کی قدر معلوم ہو گی. (مجالس ابرار : ۵۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۲۷)

عیدالفطر وعیدالاضحیٰ کی سنتوں کا بیان

(۱) عن انسٍ قال قدم النبی ﷺ المدینة ولھم یومان یلعبون فیھما فقال ماھذان الیومان؟ قالوا کنا نلعب فیھما فی الجاھلیة فقال رسول اللہ ﷺ قد ابدلکم اللہُ بھما خیراً منھما یوم الاضحیٰ ویوم الفطر (رواہ ابوداؤد)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اہلِ مدینہ (جن کی کافی تعداد پہلے سے اسلام قبول کر چکی تھی) دو تہوار منایا کرتے تھے اور ان میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ:- یہ دو دن جو تم مناتے ہو ان کی کیا حقیقت اور حیثیت ہے؟۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم جاہلیت میں یعنی اسلام سے پہلے یہ تہوار اسی طرح منایا کرتے تھے (بس وہی رواج ہے جو اب تک چل رہا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو تہواروں کے بدلہ ان سے بہتر دو دن تمہارے لئے مقرر کر دئے ہیں (اب وہی تمہارے قومی اور مذہبی تہوار ہیں) یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر۔ (سنن ابی داؤد ،معارف الحدیث)

عید الفطر و عید الاضحیٰ

ہر قوم کے کچھ خاص تہوار اور جشن کے دن ہوتے ہیں جن میں اُس قوم کے لوگ اپنی اپنی حیثیت اور سطح کے مطابق اچھا لباس پہنتے اور عمدہ کھانا پکا کر کھاتے ہیں، اور دوسرے طریقوں سے بھی اپنی اندرونی مسرت و خوشی کا اظہار کرتے ہیں، یہ گویا انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔اسی لئے انسانوں کا کوئی طبقہ اور فرقہ ایسا نہیں ہے جس کے ہاں تہوار اور جشن کے کچھ خاص دن نہ ہو.

اسلام میں بھی ایسے دو دن رکھے گئے ہیں:-ایک عید الفطر اور دوسرے عید الاضحیٰ بس یہی مسلمانوں کے اصل مذہبی و ملّی تہوار ہیں.ان کے علاوہ مسلمان جو تہوار مناتے ہیں اُن کی کوئی مذہبی حیثیت اور بُنیاد نہیں ہے، بلکہ اسلامی نقطۂ نظر سے ان میں سے اکثر خرافات ہیں.

مسلمانوں کی اجتماعی زندگی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینۂ طیّبہ آئے.عید الفطر اور عید الاضحیٰ ان دونوں تہواروں کا سلسلہ بھی اسی وقت سے شروع ہوا ہے.

جیسا کہ معلوم ہے عید الفطر رمضان المبارک کے ختم ہونے پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے اور عید الاضحیٰ ۱۰/ذی الحجہ کو----رمضان المبارک دینی و روحانی حیثیت سے سال کے بارہ مہینوں میں سب سے مبارک مہینہ ہے،اسی مہینہ میں قرآن شریف نازل ہونا شروع ہوا،اسی پورے مہینہ کے روزے اُمّتِ مسلمہ پر فرض کئے گئے،اس کی راتوں میں ایک مستقل باجماعت نماز کا اضافہ کیا گیا اور ہر طرح کی نیکیوں میں اضافہ کی ترغیب دی گئی.الغرض یہ پورا مہینہ خواہشات کی قربانی اور مجاہدہ کا اور ہر طرح کی طاعات و عبادات کی کثرت کا مہینہ قرار دیا گیا ۔ظاہر ہے کہ اس مہینہ کے خاتمہ پر جو دن آئے ایمانی اور روحانی برکتوں کے لحاظ سے وہی سب سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو اس اُمّت کے جشن و مسرت کا دن اور تہوار بنایا جائے، چنانچہ

اسی دن کو عید الفطر قرار دیا گیا......اور ۱۰ ذی الحجہ وہ مبارک تاریخی دن ہے جس میں اُمّتِ مسلمہ کے مؤسّس و مورثِ اعلیٰ سیّدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنی دانست میں اللہ تعالیٰ کا حکم و اشارہ پا کر اپنے لختِ جگر سیّدنا اسمٰعیل علیہ السّلام کو ان کی رضامندی سے قربانی کے لئے اللہ کے حضور میں پیش کر کے اور اُن کے گلے پر چھُری رکھ کر اپنی سچی وفاداری اور کامل تسلیم و رضا کا ثبوت دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے عشق و محبت اور قربانی کے اس امتحان میں ان کو کامیاب قرار دے کر حضرت اسمٰعیلؑ کو زندہ و سلامت رکھ کر ان کی جگہ ایک جانور کی قربانی قبول فرمالی تھی، اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے سَر پر ''اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَاماً'' کا تاج رکھ دیا تھا، اور ان کی اس ادا کی نقل کو قیامت تک کے لئے ''رسمِ عاشقی'' قرار دے دیا تھا۔ پس اگر کوئی دن کسی عظیم تاریخی واقعہ کی یادگار کی حیثیت سے تہوار قرار دیا جا سکتا ہے تو اس اُمّتِ مسلمہ کے لئے جو ملّتِ ابراہیمی کی وارث اور اسوۂ خلیلی کی نمائندہ ہے ۱۰ ذی الحجّہ کے دن کے مقابلے میں کوئی دوسرا دن اس کا مستحق نہیں ہوسکتا، اسلئے دوسری عید کا دن ۱۰ ذی الحجہ کو قرار دیا گیا......جس وادی غیر ذی زرع میں حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی قربانی کا یہ واقعہ پیش آیا تھا، اُسی وادی میں پورے عالم اسلامی کا حج کا سالانہ اجتماع اور اسکے مناسک قربانی وغیرہ اس واقعہ کی گویا اہل اور اوّل درجے کی یادگار رہے، اور ہر اسلامی شہر اور بستی میں عید الاضحیٰ کی تقریبات نماز اور قربانی وغیرہ بھی اسی کی گویا نقل اور دوم درجہ کی یادگار ہے......بہر حال ان دونوں (یکم شوال اور ۱۰ ذی الحجہ) کی اِن خصوصیات کی وجہ سے ان کو یوم العید اور اُمّتِ مسلمہ کا تہوار قرار دیا گیا۔ (معارف الحدیث)

عیدین کا آغاز

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ الْمَدِیْنَۃَ وَلَھُمْ یَوْمَانِ یَلْعَبُوْنَ فِیْھِمَا فَقَالَ مَاھٰذانِ الْیَوْمَانِ؟ قَالُوْا کُنَّا نَلْعَبُ فِیْھِمَا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

ﷺ قَدْ اَبْدَلَکُمُ اللّٰہُ بِھِمَا خَیْراً مِنْھُمَا یَوْمَ الْاَضْحیٰ وَیَوْمَ الْفِطْرُ (رواہ ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکّہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اہلِ مدینہ (جن کی کافی تعداد پہلے ہی سے اسلام قبول کر چکی تھی) دو تہوار منایا کرتے تھے، اور ان میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن سے پوچھا کہ یہ دو دن جو تم مناتے ہو ان کی کیا حقیقت اور حیثیت ہے؟ (یعنی تمھارے ان تہواروں کی کیا اصلیت اور تاریخ ہے؟) انھوں نے عرض کیا کہ:- ہم جاہلیت میں (یعنی) اسلام سے پہلے یہ تہوار اسی طرح منایا کرتے تھے (بس وہی رواج ہے جو اب تک چل رہا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:- اللہ تعالیٰ نے تمھارے ان دو تہواروں کے بدلہ میں ان سے بہتر دو دن تمھارے لئے مقرر کر دیے ہیں (اب وہی تمھارے قومی اور مذہبی تہوار ہیں) یومِ عید الاضحیٰ اور یومِ عید الفطر......(سنن ابی داوٗد)

تشـــریـــح:- قوموں کے تہوار دراصل ان کے عقائد و تصوّرات اور انکی تاریخ وروایات کے ترجمان اور ان کے قومی مزاج کے آئینہ دار ہوتے ہیں، اسلئے ظاہر ہے کہ اسلام سے پہلے اپنی جاہلیت کے دَور میں اہلِ مدینہ جو دو تہوار مناتے تھے وہ جاہلی مزاج و تصوّرات اور جاہلی روایات ہی کے آئینہ دار ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے بلکہ حدیث کے صریح الفاظ کے مطابق خود اللہ تعالیٰ نے ان قدیمی تہواروں کو ختم کرا کے اُنکی جگہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ دو تہوار اس امّت کے لئے مقرر فرما دیئے جو اسکے توحیدی مزاج اور اصولِ حیات کے عین مطابق اور اس کی تاریخ وروایات اور عقائد و تصوّرات کے پوری طرح آئینہ دار ہیں...... کاش اگر مسلمان اپنے ان تہواروں ہی کو صحیح طور پر اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایت و تعلیم کے مطابق منائیں تو اسلام کی روح

اور اسکے پیغام کو سمجھنے سمجھانے کیلئے صرف یہ دو تہوار ہی کافی ہو سکتے ہیں۔(معارف الحدیث)

عیدین کی نماز اور خطبہ وغیرہ

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی اِلَی الْمُصَلّٰی فَاَوَّلُ شَیْءٍ یَبْدَأُ بِہٖ الصَّلٰوۃُ ثُمَّ یَنْصَرِفُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰی صُفُوْفِھِمْ فَیَعِظُھُمْ وَیُوْصِیْھِمْ وَیَأْمُرُھُمْ وَاِنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یَقْطَعَ بَعْثاً قَطَعَہٗ اَوْیَأْمُرَ بِشَیْءٍ اَمَرَ بِہٖ ثُمَّ یَنْصَرِف (رواہ البخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے سب سے پہلے آپ ﷺ نماز پڑھاتے تھے، پھر نماز سے فارغ ہوکر لوگوں کی طرف رُخ کرکے خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے تھے اور لوگ بدستور صفوں میں بیٹھے رہتے تھے، پھر آپ ﷺ ان کو خطبہ اور وعظ ونصیحت فرماتے تھے اور احکام دیتے تھے اور اگر آپ ﷺ کا ارادہ کوئی لشکر یا دستہ تیار کرکے کسی طرف روانہ کرنے کا ہوتا تو آپ ﷺ (عیدین کی نماز وخطبہ کے بعد) اس کو بھی روانہ فرماتے تھے یا کسی خاص چیز کے بارے میں آپ ﷺ کو کوئی حکم دینا ہوتا تو اسی موقع پر وہ بھی دیتے تھے، پھر (ان سارے مہمات سے فارغ ہوکر) آپ ﷺ عیدگاہ سے واپس ہوتے تھے......(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

تشریح:- جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کا عام معمول یہی تھا کہ عیدین کی نماز آپ ﷺ مدینۂ طیّبہ کی آبادی سے باہر اس میدان میں پڑھتے تھے جس کو آپ ﷺ نے اِس کام کے لئے منتخب فرمالیا تھا اور گویا (عیدگاہ) قرار دے دیا تھا اُس وقت اسکے گرد کوئی چہار دیواری بھی نہیں تھی، بس صحرائی میدان تھا۔ لوگوں نے لکھا ہے کہ مسجد نبوی ؐ سے قریباً ایک ہزار قدم کے فاصلے پر تھا۔ آپ ﷺ نے عید کی نماز ایک مرتبہ بارش کی مجبوری سے مسجد شریف میں

بھی پڑھی ہے، جیسا کہ آگے ایک حدیث میں اس کا ذکر آئے گا.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید کے دن نماز وخطبہ کے بعد عیدگاہ ہی میں اعلاء کلمۃ الحق کے لئے مجاہدین کے لشکر اور دستے بھی منظّم کئے جاتے تھے اور وہیں سے ان کو روانہ اور رخصت کیا جاتا تھا.(معارف الحدیث)

عیدین کی نماز بغیر اذان واقامت ہی سُنّت ہے

عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَقَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلْعِيْدَيْنِ غَيْرَمَرَّةٍ وَلَامَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَلَااِقَامَةٍ......(رواہ مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز ایک دو دفعہ نہیں بلکہ بہت دفعہ پڑھی ہے. ہمیشہ بغیر اذان اور بغیر اقامت کے (صحیح مسلم)

عیدین کی نماز سے پہلے اور بعد میں کوئی نفلی نماز نہیں ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى يَوْمَ الْفِطْرِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَابَعْدَهُمَا......(رواہ البخاری و مسلم)

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر کے دن دو رکعت نماز پڑھی، اور اس سے پہلے یا بعد میں آپ ﷺ نے کوئی نفلی نماز نہیں پڑھی.(صحیح بخاری و مسلم)(معارف الحدیث)

عیدالفطر کی سنتیں

عیدالفطر کے دن تیرہ (۱۳) چیزیں مسنون ہیں

(۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا

(۲) غسل کرنا۔ (شامی علی الدر : ۲/۱۶۸)

(۳) مسواک کرنا۔ (شامی علی الدر : ۲/۱۶۸)

(۴) عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہو پہننا۔ (شامی علی الدر : ۲/۱۶۸)

(۵) خوشبو لگانا۔ (شامی علی الدر : ۲/۱۶۸)

(۶) صبح کو بہت سویرے اٹھنا۔

(۷) عیدگاہ میں بہت سویرے جانا۔ (بہشتی زیور حصہ: ۱۱/۸۴)

(۸) عیدگاہ جانے سے قبل کوئی شیرین چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا۔ (شامی علی الدر : ۲/۱۶۸)

(۹) عیدگاہ جانے سے قبل صدقۂ فطر دیدینا (شامی علی الدر : ۲/۱۶۸)

(۱۰) عید کی نماز عیدگاہ میں جا کر پڑھنا۔ یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا (بہشتی زیور حصہ: ۱۱/۸۴)

فتاویٰ رحیمیہ میں لکھا ہے عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے (فتاویٰ رحیمیہ : ۱/۲۷۵) (شامی علی الدر : ۲/۱۶۹)

(۱۱) جس راستے سے جائے اس کے سوا دوسرے راستہ سے واپس آنا (شامی علی الدر : ۲/۱۶۹)

(۱۲) پیادہ پا جانا (درمختار مع الشامی : ۲/۱۶۸)

(۱۳)اور راستے میں اللہ اکبر اللہ اکبر لاالٰہ الااللہ اللہ اکبر واللہ اکبر وللہ الحمد آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا۔(بہشتی زیور حصہ: ۱۱/۸۴-۸۵) (طحطاوی علی المراقی : ۲۸۸)(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۱۴۹)

عیدالاضحیٰ کی سنتیں

عیدالاضحیٰ میں بھی وہی سب چیزیں مسنون ہیں جو عیدالفطر میں مسنون ہیں۔لیکن چند چیزوں میں فرق ہے وہ یہ ہے

(۱)عیدالفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا مسنون ہے۔عیدالاضحیٰ میں عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا نہیں ہے۔

(۲)عیدالفطر میں راستے میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور عیدالاضحیٰ میں بلند آواز سے پڑھنا مسنون ہے(طحطاوی علی المراقی : ۲۹۳)(بہشتی زیور حصہ: ۱۱/۸۵)

(۳)عیدالفطر کی نماز دیر کر کے پڑھنا مسنون ہے اور عیدالاضحیٰ کی صبح سویرے پڑھنا مسنون ہے(بہشتی زیور حصہ: ۱۱/۸۵)

(۴)عیدین کے دو خطبے سنت ہے(عمدۃ الفقہ : ۲/۴۶۳)

(۵)ان دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے(عمدۃ الفقہ : ۲/۴۶۳)

(۶)عیدین میں خطبہ سے قبل تکبیر کہنا سنت ہے یعنی خطبہ کو تکبیر سے شروع کرنا سنت ہے تکبیر کے بعد تحمید کرے.(عمدۃ الفقہ : ۲/۴۶۳)

(۷)پانچ خطبوں کو تکبیر سے شروع کرنا سنت ہے وہ یہ ہیں (۱)خطبۂ عیدالفطر (۲)خطبۂ عیدالاضحیٰ (۳)حج کے تین خطبے یعنی خطبۂ مکہ مکرمہ (۴)خطبۂ منیٰ (۵)خطبۂ عرفات لیکن ان خطبوں میں تھوڑا فرق ہے مکہ اور عرفات کے خطبوں میں تکبیر کے بعد تلبیہ پھر تحمید کہے اور

خطبہ شروع کرے۔اور منیٰ وعیدین میں تکبیر کے بعد تحمید کہے۔منیٰ میں تلبیہ نہ کہے کیونکہ تلبیہ اول رمی کے ساتھ ختم ہوجاتا ہے۔(عمدۃ الفقہ : ۲/۴۶۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۲۸)

صبح شام
پڑھنے کی مشترک مسنون دعاؤں کا بیان

(۱) فسبحان اللہِ حین تُمسون وحین تصبحون ولہ الحمد فی السمٰوٰت والارض وعشیا وحین تظھرون (القرآن)

(۲) عن ابی ھریرةؓ قال کان رسول اللہ یُعَلِّمُ اصحابہ یقول اذا اصبح احدکم فلیقُلْ اَللّٰھم بکَ اَصْبَحنا وَبِکَ امسینا وبک نحیا وبکَ نمُوْتُ والیکَ المصِیْر واذا امسیٰ فلیقل اَللّٰھم بکَ امسینا وبِک اصبَحنا وبک نحیا وَبکَ نمُوْتُ والیک النشور (رواہ ابوداؤد والترمذی۔ بحوالہ معارف الحدیث)

صبح شام پڑھنے کی مشترک مسنون دعائیں

(۱) بخاری شریف کی روایت ہے۔کہ جس شخص نے سید الاستغفار صبح کے وقت پڑھا اور شام ہونے سے پہلے وہ انتقال کرگیا وہ جنتی ہوگا اسی طرح جس نے اس کو رات کے وقت پڑھا اور وہ صبح ہونے سے پہلے انتقال کرگیا تو وہ جنتی ہوگا وہ سید الاستغفار یہ ہے اللّٰھم انت ربی لاالٰہ الاانت خلقتنی واناعَبدك وانا علیٰ عھدك ووعدك مااستطعتُ اعوذ بك من شر ماصنعتُ ابوءُ لك بنعمتك عَلَیَّ وابوءُ بذنبی فاغفرلی فَاِنَّہٗ لایغفر الذنوب الاانت (بخاری شریف : ۲/۹۲۳،باب افضل الاستغفار کتاب الدعوات)(ابوداؤدشریف : ۲/۶۹۱،باب مایقول اذااصبح)(ترمذی شریف : ۲/۱۷۶)(اذکار ماثورہ : ۴۷)(حصن حصین مترجم : ۱۳۲،بحوالہ بخاری ونسائی)

ترجمہ:اے اللہ تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد پر اور تیرے وعدے پر قائم ہوں۔ جہاں تک مجھ سے ہوسکے میں نے جو گناہ کئے ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں۔اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہٰذا مجھے بخشدے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا.

(۲) جمیع آفات وبلیات سے حفاظت کے لئے صبح شام پڑھنے کی دعاء

ابن سنی کی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ان کلمات کو صبح کے وقت پڑھے تو شام تک اس پر کوئی آفت ومصیبت نہیں آئے گی اور اگر شام کے وقت پڑھا تو صبح تک اس پر کوئی آفت ومصیبت نہیں آئے گی وہ دعاء یہ ہے اَللّٰھم انت ربی لاالٰہ الاانت ۔علیك توکلتُ وانتَ ربُّ العرش العظیم ماشاء الله کانَ ۔ ومالم یشأ لم یکُنْ ۔ لاحول ولاقوۃ اِلا بالله العلی العظیم اعلم ان الله علیٰ

کل شئ قدیر ۔وان اللہ قد احاط بکل شئ علماً ۔ اللّٰھم انی اعوذبک من شر نفسی ومن شرٍّ کل دابۃ انت اٰخذ بناصیَتِھا ان رَبّی علیٰ صراط مستقیم (عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی : ۲۰)(اذکار ماثورہ : ۴۸)

ترجمہ:-اے اللہ تو ہی میرا رب ہے،نہیں کوئی معبود تیرے سوا۔میں نے تجھ پر بھروسہ کیا۔اورتو ہی عرش عظیم کا مالک ہے،جواللہ پاک نے چاہا وہ ہوا۔اور جونہیں چاہا وہ نہیں ہوا۔کوئی بھی طاقت اللہ بزرگ و برتر کے سوا میسر نہیں۔میں جانتا ہوں بے شک اللہ پاک ہر چیز پر قادر ہے۔اوراللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اپنے نفس کی برائی سے۔اور ہر اس جاندار کی برائی سے جس کی پیشانی تیرے قبضہ میں ہے۔بے شک میرا رب سیدھے راستے پر ہے.

(۳)ہر بلائے ناگہانی سے حفاظت کی صبح شام پڑھنے کی دعاء۔ترمذی شریف کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جوشخص صبح شام تین تین مرتبہ یہ دعاء پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو ہر بلائے ناگہانی سے محفوظ رکھیں گے دعاء یہ ہے۔بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہٖ شئٌ فی الارض ولافی السماء وھوالسمیع العلیم (ترمذی شریف : ۱۷۶/۲)(ابوداؤد شریف : ۶۹۴/۲)(حصن حصین مترجم ۱۰۳،بحوالہ بخاری،مسلم،ترمذی،ابوداؤد،ابن حبان،مستدرک)

(۴)سارے کام پورے ہونے کے لئے ایک خاص دعاء

ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جوشخص روزآنہ صبح وشام حسبِ ذیل دعاء سات مرتبہ پڑھےاس کےسارے کام پورے ہوں گے دعاء یہ ہے حسبی اللہ لاالٰہ الّا ھو علیہ توکلتُ وھورَبُّ العرش العظیم۔ (ترجمہ:اللہ میرے لئے کافی ہےاس کےسوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ۔اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے ۔اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے(ابوداؤد

شریف)(اذکار ماثورہ : ۴۹)(ابن سنی : ۲۵)

(۵) فجر اور مغرب کے بعد پڑھنے کی ایک خاص دعاء۔ فجر و مغرب کی نماز کے بعد اسی حالت میں بیٹھ کر سات مرتبہ یہ پڑھنا سنت ہے اَللّٰھم اَجِرْنی مِن النَّار۔ ترجمہ اے اللہ مجھے آگ سے بچا لے (ابوداؤد شریف : ۲/۶۹۳، باب مایقول اذا اصبح)(حصن حصین مترجم : ۲۳۵، بحوالہ ابوداؤد، نسائی، صحیح ابن حبان)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۲۱۰)

(۶) تیسرا کلمہ ایک سو مرتبہ صبح شام پڑھنا سنت ہے (ترمذی شریف : ۲/۱۷۸)(اذکار ماثورہ : ۵۲)

(۷) صبح شام ۱۰۰ مرتبہ استغفار پڑھنا سنت ہے (مسلم شریف : ۲/۳۴۶)(ابوداؤد شریف : ۱/۲۱۲)(اذکار ماثورہ : ۵۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۲۹)

صرف شام کے وقت پڑھنے کی مسنون دعاؤں کا بیان

(۱) حصن حصین میں بحوالۂ طبرانی ہے۔ کہ آپ ﷺ شام کے وقت حسبِ ذیل دعاء تین مرتبہ پڑھتے تھے دعاء یہ ہے۔ اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق (حصن حصین مترجم : ۱۰۳)(اذکار ماثورہ : ۵۱)

(۲) مغرب کی اذان کے وقت یہ دعاء پڑھے۔ اَللّٰھم ان ھٰذا اقبال لَیلِكَ وادبارُ نهارك واصواتُ دُعَاتِكَ فاغفرلی (ابوداؤد)(حصن حصین مترجم : ۱۲۸، بحوالہ ابوداؤد ترمذی، مستدرک)(اذکار ماثورہ : ۵۱)(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی : ۲۰۹)

(۳) شام کے وقت یہ دعاء پڑھنا بھی ثابت ہے۔ اَللّٰھم بكَ امسینا وبِكَ اصبَحنا وبك نحیا وَبكَ نمُوتُ والیك النشور (ابوداؤد شریف : ۲/۶۹۱، باب مایقول اذا اصبح)(ترمذی شریف : ۲/۱۷۶)(اذکار ماثورہ : ۵۱)

(۴) روزآنہ شام میں سورۂ واقعہ پڑھنا سنت ہے (مشکوٰۃ شریف : ۱/۱۸۹)(اذکار ماثورہ : ۵۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا قال رسول الله ﷺ من قرء سورة الواقعه فی كل لیلةٍ لم اُصِبْهُ فاقة ابداً وكان ابن مسعودٍ یَامُرُبنا ته یقرأن بها فی كل لیلَةٍ (رواهما البیهقی فی شعب الایمان)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ کی نوبت نہیں آئے گی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روزانہ اپنی لڑکیوں کو رات میں سورۂ واقعہ پڑھنے کا حکم کرتے تھے (مشکوٰۃ شریف : ۱/۱۸۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۳۰)

تعوذ پڑھنے کے سنت مواقع کا بیان

(۱) الٓمّٓ ذالك الكتاب لاريب فيه هدى للمتقين

(۲) الٓرٰ تلك اٰيٰت الكتاب المبين .انااَنۡزَلۡنٰهُ قُراٰ ناً عربياً لعلكم تعقلون (القرآن)

(۳) انا سمعنا قرآنا عجبا يهدى الىٰ الرشد فأمنابه

(٤) عن عثمان قال قال رسول الله ﷺ خيركم من تعلم القرآن وعلّمه (رواه البخارى)

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر اور افضل بندہ وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسروں کو قرآن کی تعلیم دے (صحیح بخاری، معارف الحدیث)

تعوذ پڑھنے کے مسنون مواقع

تعوذ۔یعنی اعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔

ترجمہ۔میں شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں

تعوذ پڑھنے کے سات مواقع مسنون ہے۔

(۱)جب غصہ آ جائے (بخاری شریف)(اذکار ماثورہ : ۷۰)(حصن حصین مترجم : ۳۵۹، بحوالہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی،)(ترمذی شریف : ۱۸۳/۲، باب مایقول عند الغضب)(ابن السنی : ۱۴۵، باب مایقول اذا غضب)

(۲)جب رات میں کتا بھونکے۔(ابوداؤد شریف : ۶۹۶/۲)(اذکار ماثورہ : ۷۰)(حصن حصین مترجم : ۳۴۱، بحوالہ ابوداؤد، نسائی، مستدرک)

(۳)جب گدھا چیخے۔(بخاری شریف)(اذکار ماثورہ : ۷۱)(حصن حصین مترجم : ۳۴۱، بحوالہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، مستدرک)(ترمذی شریف : ۱۸۴/۲)(ابوداؤد شریف : ۶۹۶/۲)(ابن السنی : ۱۰۳)

(۴)شیطانی وساوس آنے کے وقت۔(اذکار ماثورہ : ۷۱)(حصن حصین مترجم : ۳۲۵-۳۵۷، بحوالہ بخاری، مسلم، ابوداؤد)

(۵)جب اپنے ایمان پر شک ہونے لگے۔(حصن حصین مترجم : ۳۵۷، بحوالہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی)(اذکار ماثورہ : ۷۱)(رواہ مشکوٰۃ عن ابی هریرہ نقلاً عن الصحیحین)

(۶)شیاطین کو دفع کرنے کے لئے۔روزآنہ دس مرتبہ پڑھنا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کردیتے ہیں جو شیاطین کو اس سے دفع کرتا ہے۔(حصن حصین مع قول متین ۳۲۵)(اذکار ماثورہ : ۷۱)(ابن السنی : ۲۰۱، باب مایقول من یبتلی بالوسوسہ)

(۷)اگر کوئی بُرا خواب نظر آئے تو اپنے بائیں جانب تین مرتبہ تھتکار دے۔یا تھوک

دے۔ یا پھونک مار دے۔اور تین مرتبہ تعوذ پڑھے اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے تو خواب سے کوئی نقصان نہیں پہونچے گا۔(حصن حصین : ۱۴۹،بحوالہ بخاری،مسلم،ابوداؤد،نسائی)(اذکار ماثورہ : ۱۷)(ابن السنی : ۲۴۷،باب مایقول اذارأی فی منامه مایکرہٗ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۳۱)

بسم اللہ پڑھنے کے سنت مواقع کا بیان

(۱) کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔ (بخاری شریف : ۸۱۰/۲، باب التسمیۃ علی الطعام والاکل بالیمین) (مسلم شریف : ۱۷۲/۲) (ابن السنی : ۱۴۷) (حصن حصین مع قول متین : ۲۵۴، بحوالہ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

(۲) پینے سے پہلے (عمل الیوم واللیلہ لابن السنی : ۱۵۱) (نووی مع مسلم شریف : ۱۷۱/۲)

(۳) وضوء کے شروع میں (ابوداؤد شریف: ۱۴/۱، باب فی التسمیہ علی الوضوء) (ابن سنی: ۹)

(۴) جب سواری پر قدم رکھے۔ (ترمذی شریف : ۱۸۲/۲، باب مایقول اذا رکب دابۃ) (ابوداؤد شریف) (ابن السنی : ۱۵۸)

(۵) جب سواری پر کوئی حادثہ ہوجائے۔ (حصن حصین مع قول متین : ۲۸۱) (ابن السنی : ۱۶۲) (دافع السہو والغفلہ : ۲۶۰)

(۶) جب جہاد میں زخم لگ جائے۔ (نسائی شریف : ۵۹/۲) (قول متین ترجمہ حصن حصین : ۳۰۹ بحوالہ نسائی)

(۷) بدن سے کپڑے اتارتے وقت جنات وشیاطین سے پردے کے لئے۔ (عمل الیوم واللیلہ لابن السنی : ۱۱۳) (حصن حصین مع قول متین : ۲۶۱)

(۸) چراغ بجھاتے وقت۔لائٹ وغیرہ کا بٹن بند کرتے وقت۔(ابوداؤد : ۵۲۴/۲) (حصن حصین مع قول متین : ۱۳۵،بحوالہ صحاح ستہ)

(۹) دروازہ بند کرتے وقت۔(ابوداؤد : ۵۲۴/۲)(حصن حصین مع قول متین : ۱۳۵)

(۱۰) برتن ڈھانکتے وقت۔(ابوداؤد: ۵۲۴/۲)(حصن حصین : ۱۳۵)

(۱۱) مشکیزہ (تھیلا۔نل وغیرہ) بند کرتے وقت (ابوداؤد : ۵۲۴)(حصن حصین مع قول متین : ۱۳۵)

(۱۲) میت کو اٹھاتے وقت (ابوداؤد)(قول متین ترجمہ حصن حصین : ۳۹۱)

(۱۳) جنازہ کو اٹھاتے وقت (ابوداؤد)(قول متین ترجمہ حصن حصین : ۳۹۱)

(۱۴) سر پر تیل لگاتے وقت۔(ابن السنی : ۶۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۳۲)

سورۂ فاتحہ پڑھنے کے سنت مواقع کا بیان

(۱) سانپ کاٹنے پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا سنت ہے۔(بخاری شریف : ۲/۷۴۹) (اذکار ماثورہ : ۶۳-۶۴)

(۲) نیز ہر بیماری میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا سنت ہے۔(بخاری شریف)(اذکار ماثورہ : ۶۳)

حضرت عبدالملک ابن عمیر سے مرسلاً مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفاء ہے عن عبد الملك بن عُمَيْرٍ مرسلاً قال قال رسول الله ﷺ فی فاتحة الكتاب شفاءٌ من كل داءٍ (رواہ الدارمی، والبیہقی فی شعب الایمان۔مشکوٰۃ شریف : ۱/۱۸۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۳۴)

آیۃ الکرسی پڑھنے کے سنت مواقع کا بیان

حسبِ ذیل مقامات میں آیۃ الکرسی پڑھنا مسنون ہے۔

(۱) ہر فرض نماز کے بعد۔(مشکوٰۃ شریف : ۱/۸۹)(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی : ۴۳)

(۲) سوتے وقت ۔(بخاری شریف : ۲/۷۴۹)(ترمذی شریف : ۲/۱۱۵)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۱۸۵)

(۳) اپنے سامان کی حفاظت کے خاطر۔(بخاری شریف : ۲/۷۴۹)(ترمذی مع عرف الشذی : ۲/۱۱۵)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۱۸۵)

(۴) جب جن، شیاطین گھیر لیں یا ان سے ڈر لگے(بخاری شریف : ۲/۷۴۹)(ترمذی شریف مع عرف الشذی : ۲/۱۱۵)

(۵) ہر مصیبت وسختی کے موقع پر آیۃ الکرسی کے ساتھ امن الرسول تا آخر سورت پڑھنا (یعنی سورۂ بقرہ کا آخری رکوع) (بخاری شریف : ۲/۷۴۹)(ترمذی شریف مع عرف الشذی : ۲/۱۱۷)

(٦) صبح وشام ۔سورۂ بقرہ کی چار آیات اور آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں اور سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں (للہ مافی السمٰوٰت سے آخر تک)پڑھنا سنت ہے۔

فائدہ:-اس کے بے شمار فوائد ہیں یہ پڑھنے سے شیطان قریب نہیں آئے گا۔اور کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی ۔اس کو پڑھ کر دم کرنے سے مجنون بھی اچھا ہو جائے گا۔(اذکار ماثورہ : ۴۷،بحوالۂ دارمی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۳۴)

سورۂ یٰسٓ پڑھنے کے سنت مواقع کا بیان

(۱) صبح کے وقت پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دن بھر کی ضروریات پوری فرمائیں گے۔ (اذکار ماثورہ : ۷۴-۷۵)

مشکوٰۃ شریف میں عطاء ابن ابی رباح سے مرسلاً روایت ہے عن عطاء ابن ابی رباح قال بلغنی ان رسول اللہ ﷺ قال من قرء یٰسٓ فی صدر النهار قُضِيَتْ حَوائِجُه (رواہ الدارمی مرسلاً۔ مشکوٰۃ شریف : ۱/۱۸۹)

(۲) مغرب کے بعد پڑھنے سے شہادت کی موت نصیب ہوگی اور ہر کام آسان ہوگا (مظاہر حق : ۳/۴۹)

(۳) قریب المرگ پر نزع کی حالت میں پڑھنے سے نزع میں آسانی ہوگی۔ (بخاری شریف : ۱/۱۸۹) (مشکوٰۃ شریف : ۱/۱۸۹) (اذکار ماثورہ : ۷۵)

(۴) کھانے میں برکت کے لئے جب کھانے میں کمی کا خوف ہو۔ (اذکار ماثورہ : ۷۵) (مظاہر حق : ۳/۵۰)

(۵) دردِزہ کے موقع پر ولادت میں آسانی کے لئے۔ (اذکار ماثورہ : ۷۵) (مظاہر حق : ۳/۵۰)

(۶) دشمنوں کی نگاہ سے پوشیدہ رہنے کے لئے فھم لا یبصرون تک (زادالمعاد) (اذکار ماثورہ : ۷۵) (مظاہر حق : ۵۰/۳)

فائدہ:- ان مواقع کے علاوہ ہر تکلیف و پریشانی کے موقع پر یا کسی بڑے مقصد کے پورا ہونے کے لئے۔ یا بڑی مشکل کو دور کرنے کے لئے۔ مثلاً قید سے رہائی کے لئے ایک مجلس میں چالیس مرتبہ سورۂ یٰسٓ پڑھنا مجرب ہے۔ (اذکار ماثورہ : ۷۵) (مظاہر حق : ۵۰/۳)

فائدہ

متعلقہ سورۂ یٰسٓ

ابن خریس، ابن مردویہ، خطیب اور بیہقی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تورات میں سورۂ یٰسٓ کا نام معمہ رکھا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کے لئے دنیا وآخرت کی تمام نیکیوں اور بھلائیوں پر مشتمل ہے اپنے پڑھنے والے سے دنیا وآخرت کی مصیبت دفع کرتی ہے اور اس سے آخرت کی ہولناکی دور کرے گی اور اس کا نام، رافعہ (یا دافعہ) خافضہ (یا قاضیہ) بھی رکھا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سورت مؤمنین کو بلند مرتبہ بناتی ہے اور کافروں کو پست کرتی ہے نیز اپنے پڑھنے والے سے ہر برائی دور کرتی ہے اور اس کی ہر حاجت پوری کرتی ہے، جو شخص اسے پڑھتا ہے تو وہ اس کے حق میں بیس ۲۰ حج کے برابر ہوتی ہے جو شخص اسے سنتا ہے تو وہ اس کے حق میں ایسے دینار کے برابر ہوتی ہے جسے وہ اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں خرچ کرے اور جو شخص اس کو لکھ کر پیتا ہے تو وہ اس کے پیٹ میں ہزار دوائیں ہزار نور ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں داخل کرتی ہے اور اس میں سے ہر کینہ اور ہر دکھ درد نکال باہر کرتی ہے، ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں اور دوست رکھتا ہوں کہ سورۂ یٰسٓ میری امت کے ہر فرد بشر کے دل میں ہو

(یعنی ہر شخص کو یاد ہو) اور آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ہر رات میں سورۂ یٰسٓ پڑھنے پر مداومت کی (یعنی وہ روزانہ رات میں اسے پڑھتا رہے) اور پھر وہ مر جائے تو اسے شہادت کی موت نصیب ہوتی ہے، نیز رسول کریم ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے دن کے ابتدائی حصہ میں سورۂ یٰسٓ پڑھی اس کی حاجتیں پوری کر دی جاتی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص سورۂ یٰسٓ صبح کے وقت پڑھتا ہے اسے شام تک اس دن کی آسانیاں عنایت کی جاتی ہے اور جس شخص نے شب کے ابتدائی حصہ میں اس کو پڑھا اسے صبح تک اس رات کی آسانیاں عطا کی جاتی ہے بیہقی نے ابوقلابہ سے جو جلیل القدر اور کبار تابعین میں سے ہیں ان کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص نے سورۂ یٰسٓ پڑھی اس کی مغفرت کی جاتی ہے، جس شخص نے یہ سورت بھوک کی حالت میں پڑھی وہ سیر ہو جاتا ہے، جس شخص نے اس حالت میں پڑھی کہ وہ راستہ بھول گیا ہے تو اپنا راستہ پالیتا ہے جس شخص نے اس حالت میں پڑھی کہ اس کا جانور جاتا رہا ہے تو وہ اپنا جانور پالیتا ہے جس شخص نے کھانے کے وقت اس حالت میں پڑھی کہ اسے کھانے کی کمی کا خوف ہے تو اس کا کھانا کافی ہو جاتا ہے، جس شخص نے اس میت (یا قریب المرگ) کے پاس پڑھا تو اس میت یا قریب المرگ پر آسانی ہو جاتی ہے جس شخص نے اسے کسی ایسی عورت کے سامنے پڑھا جو ولادت کی شدید تکلیف میں مبتلا ہے تو اس کے لئے ولادت میں آسانی عطا کی جاتی ہے اور جس شخص نے یہ سورت پڑھی اس نے گویا پورا قرآن گیارہ مرتبہ پڑھا اور یاد رکھو ہر چیز کا دل ہوتا ہے قرآن کا دل یٰسٓ ہے۔ (مظاہر حق : ۵۰/۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۳۵)

معوذتین پڑھنے کے سنت مواقع کا بیان

(۱) بیمار کے لئے اپنے اوپر معوذتین پڑھ کر دم کرنا سنت ہے۔ (بخاری شریف : ۷۵۰/۲) (اذکار ماثورہ : ۶۳)

(۲) اگر بیمار نہیں پڑھ سکتا کوئی دوسرا شخص معوذتین پڑھ کر بیمار پر دم کرے یہ بھی سنت ہے (اذکار ماثورہ : ۶۳)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ بیمار ہوتے تو آپ ﷺ خود معوذتین پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے پورے بدن پر ہاتھ پھیرتے تھے اور جب آپ ﷺ کا مرض زیادہ بڑھ جاتا تو میں پڑھ کر آپ ﷺ کے ہاتھوں پر دم کرتی اور آپ ﷺ کا ہاتھ آپ ﷺ کے بدن پر پھیرتی برکت کی امید کرتے ہوئے۔ عن عروة عن عائشةؓ ان رسول الله ﷺ كان اذااشتكىٰ يقرءُ علىٰ نَفْسِهٖ بِالمعوذاتِ ويَنْفُثُ فلما اِشْتَدَّ وَجُعُهٗ كُنْتُ اَقْرَأُ عَلَيْهِ وَاَمْسَحُ بيدهٖ رَجَاً بركتها (بخاری شریف : ۷۵۰/۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب(۳۶)

مسنون روزوں کا بیان

(۱)یاایھاالذین اٰمنوا کُتب علیکم الصیام کما کُتِبَ علیٰ الذین من قبلکم لعَلّکم تتقون (البقرہ آیت ۱۸۰)

اے ایمان والوں ! تم پر روزے فرض کیئے گئے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کیئے گئے تھے تا کہ تمہارے اندر تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا ہو (معارف الحدیث)

(۲)شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینات من الھدیٰ والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصم (البقرہ

مسنون روزے

(۱) عاشورہ کا روزہ مسنون ہے (طحطاوی علی المراقی : ۳۵۰) لیکن اس کے ساتھ ایک دن ملا دے نویں دسویں کا رکھیں یا دسویں گیارہویں کا روزہ رکھیں۔ (بخاری شریف : ۱/۲۶۸) (مسلم : ۳۵۸-۳۳۲) (ابوداؤد : ۳۲۲) (مشکوٰۃ شریف : ۱/۱۷۸)

(۲) عرفہ کا روزہ بھی مسنون ہے۔ (مسلم شریف : ۳/۳۶۷) (ترمذی : ۱/۱۵۷) (علم الفقہ : ۳/۲۰)

(۳) ہر مہینہ کی تیرہویں چودہویں پندرہویں کا روزہ رکھنا یہ بھی مسنون ہے۔ (بخاری شریف : ۱/۲۶۶) (مسلم : ۱/۲۶۷) (ابوداؤد : ۱/۳۳۲) (ترمذی : ۱/۱۵۹) (نسائی : ۲۲۸) (علم الفقہ : ۳/۲۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۳۷)

روزوں کی سنتوں کا بیان

(۱) روزے میں ان تمام چیزوں سے بچنا مسنون ہے جن کے کرنے میں گناہ ہے

(۱) مثلاً غیبت کرنے سے بچنا)

(۲) جھوٹ بولنے سے پرہیز کرنا

(۳) چغلی کرنے سے احتراز کرنا

(۴) کسی کا مال ناحق طریقہ سے لینے سے بچنا

(۵) شہوت کی نظر سے بچنا (علم الفقہ : ۲۱/۳) (عمدۃ الفقہ : ۳/ ۲۵۷)

(۶) کسی کو ظلماً مارنے سے بچنا (علم الفقہ : ۲۲/۳)

(۷) دشمنی ریا کاری سے بچنا۔ اسی طرح ہر مکروہ بات کے سننے سے بچنا اور مکروہ کام کے کرنے سے بچنا۔ (عمدۃ الفقہ : ۳/ ۲۵۷)

(۸) گالی گلوچ کرنے سے بچنا۔ (مسلم : ۳۶۲/۱) (ترمذی : ۱۵۰/۱)

(۹) سحری آخری وقت میں کھانا۔ (علم الفقہ : ۲۲/۳)

(۱۰) سورج غروب ہونے کے بعد روزہ جلدی افطار کرنا۔ (عمدۃ الفقہ : ۳ /۲۵۴) (بخاری شریف : ۲۶۲/۱) (مسلم : ۳۵۱/۱) (ابوداؤد : ۳۲۱/۱) (ترمذی : ۸۸/۱) (ابن ماجہ : ۱۲۳) (مشکوٰۃ شریف : ۱ /۱۷۵) (بدائع الصنائع : ۲/ ۱۰۵)

(۱۱) چھوارے سے افطار کرنا۔(عمدۃ الفقہ : ۳/۲۵۴بحوالہ مشکوٰۃ)(ابوداؤد : ۱/۳۲۱) (ترمذی : ۱/۸۸)(ابن ماجہ : ۱۲۳)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۱۷۵)

(۱۲) چھواروں کا طاق عدد ہونا۔(عمدۃ الفقہ : ۳/۲۵۵۔بحوالہ مشکوٰۃ) (ابوداؤد : ۱/۳۲۱)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۱۷۵)

(۱۳) گرمی کے دنوں میں ٹھنڈے اور میٹھے پانی سے افطار کرنا۔(عمدۃ الفقہ : ۳/۲۵۵)

(۱۴) سحری کرنا۔یعنی سحری میں کھانا کھانا اگر حاجت نہ ہوتو پانی ہی پی لینا حضرت عمرو بن عاص ؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا کھانا ہے۔(بدائع الصنائع : ۲/۱۰۵)

(۱۵) سحری تاخیر سے کرنا ۔یعنی آخری وقت میں کرنا ۔اس لئے کہ آپ ﷺ سے مروی ہے کہ تین چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنتیں ہیں عن رسول اللہ ﷺ انہ قال ثلاث من سنن المرسلین تاخیر السحور وتعجیل الافطار ووضع الیمین علی الشمال تحت السرۃ فی الصلوٰۃ ۔(بدائع الصنائع : ۲/۱۰۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۳۸)

رمضان کی سنتوں کا بیان

(۱) ماہِ رمضان المبارک میں نمازِ تراویح مسنون ہے اہلِ سنت والجماعت کا تراویح کے سنت ہونے پر اجماع ہے۔ (اسوۂ رسول اکرم : ۳۹۴) (بخاری شریف : ۱/۲۶۹) (مسلم : ۱/۲۵۹) (ابوداؤد : ۱/۱۹۵) (نسائی : ۳۰۷) (ابن ماجہ : ۹۵) (مشکوٰۃ شریف : ۱/۱۱۵)

(۲) تراویح کی بیس ۲۰ رکعت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے یہ حکم مرد وعورت دونوں کے لئے ہے (عمدۃ الفقہ : ۲/۲۳۲) (اسوۂ رسول اکرم : ۳۹۴) (بخاری شریف : ۱/۲۶۹) (مشکوٰۃ شریف : ۱/۱۱۵) (فتاویٰ رحیمیہ : ۲/۳۹۹)

(۳) تراویح کی نماز دس سلام کے ساتھ مسنون ہے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرے دو دو رکعت کی نیت کرے۔ (عمدۃ الفقہ : ۲/۲۳۲)

(۴) ماہِ رمضان المبارک میں قرآن مجید کا ایک مرتبہ ترتیب وار تراویح میں پڑھنا یا سننا سنت مؤکدہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف : ۱/۱۱۵) اگر کسی عذر سے اس کا اندیشہ ہو کہ مقتدی تحمل نہ کرسکیں گے تو پھر الم ترکیف سے اخیر تک دس سورتیں پڑھ دی جائیں۔ ہر رکعت میں ایک سورت ہو پھر دس رکعت ہونے پر انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔ (اسوۂ رسول اکرم : ۳۹۵) (فتاویٰ رحیمیہ : ۲/۴۰۵)

(۵) تراویح کا پورے رمضان المبارک میں پڑھنا سنت ہے اگرچہ قرآن مجید مہینہ ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہوجائے مثلاً پندرہ روز میں پورا قرآن مجید پڑھ لیا جائے تو باقی دنوں میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔(اسوۂ رسول اکرم : ۳۹۵)(مظاہر حق جدید : ۱۹۰)(عمدۃ الفقہ : ۲/۳۳۲)

(۶) تراویح میں جماعت سنت مؤکدہ ہے۔ اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ختم ہو چکا ہو۔(ترمذی : ۱/۱۶۶)(اسوۂ رسول اکرم : ۳۹۵)(مظاہر حق جدید : ۱۹۱)(عمدۃ الفقہ : ۲/۳۲۳)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۱۱۴)

(۷) رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں شب بیداری کرنا۔(بخاری شریف : ۱/۲۷۱)(مسلم : ۱/۳۶۹)(ترمذی : ۱/۱۶۴)(نسائی : ۳۰۸)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۱۸۲)

(۸) آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا مسنون ہے۔(بخاری شریف : ۱/۲۷۱)(مسلم : ۱/۳۷۱)(ترمذی : ۱/۱۶۴)(ابوداؤد : ۱/۳۳۴)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۱۸۳)(علم الفقہ : ۳/۲۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۳۹)

سفر کی سنتوں کا بیان

(۱) سبحان الذی سخر لنا ھٰذا وماکنالہ مقرنین وانا الیٰ ربنا لمنقلبون (القرآن)

(۲) سیروافی الارض لیالی وایاما اٰمنین

سفر کی سنتیں

(۱) جہاں تک ہو سکے سفر میں کم از کم دو آدمی جائیں تنہا آدمی سفر نہ کرے۔البتہ ضرورت اور مجبوری میں کوئی حرج نہیں کہ تنہا آدمی سفر کرے۔(ابوداؤد : ۳۵۱/۲)(مشکوٰۃ شریف : ۳۳۹/۲)

(۲) سواری پر سوار ہونے کے لئے جب رِکاب یا پائے دان میں پیر رکھیں تو بسم الله کہیں۔(ابوداؤد : ۳۵۰/۲)

(۳) سواری پر جب اچھی طرح بیٹھ جائیں تو تین مرتبہ الله اکبر کہیں۔پھر یہ دعاء پڑھیں۔سبحان الذی سخرلنا هٰذا وماکنا له مقرنین وانا الیٰ ربنا لمنقلبون (ابوداؤد : ۳۵۰/۲)

(۴) پھر یہ دعاء پڑھے۔اَللّٰهم هوّن علینا هٰذا السفر واطوعَنّا بُعدهٗ اَللّٰهم انت الصاحب فی السفر والخلیفةُ فی الاهل اَللّٰهم انی اعوذبك من وعثاء السفر وَکاٰبة المنظرِ وسوءِ المنقلب فی المال والاهل والولد۔(ابوداؤد : ۳۴۹/۱)

(۵) مسافرت میں کہیں ٹھیرنے کی ضرورت پیش آئے تو سنت ہے کہ راستہ سے ہٹ کر قیام کرے۔راستہ میں پڑاؤ نہ ڈالے کہ آنے جانے والوں کو تکلیف ہو اور ان کا راستہ رک جائے (مشکوٰۃ شریف : ۳۳۸/۲)

(۶) سفر کے دوران جب سواری بلندی پر چڑھے تو تین مرتبہ الله اکبر کہیں۔(شمائل نبوی : ۳۵۴)

(۷) جب سواری نشیب یا پستی میں اترنے لگے تو تین بار سبحان الله کہیں۔

(شمائل نبوی : ۳۵۴)

(۸) جس شہر یا گاؤں میں جانے کا ارادہ ہو تو جب اس کو دور سے دیکھ لیں تو تین بار یہ دعاء پڑھیں اَللّٰھم بارك لنا فیها ۔ اے اللہ ہم کو اس شہر میں برکت دے۔ (شمائل نبوی : ۳۵۴)

(۹) اور جب اس شہر میں داخل ہونے لگے تو یہ دعاء پڑھے اَللّٰھم ارْزُقْنَا جناها وَحَبِّبْنَا الیٰ اهلها وحبّب صالحی اهلها الینا ۔ یا اللہ ہمیں اس کے ثمرات نصیب کیجئے ۔ اور عزیز کر دیجئے ہمیں اہل شہر کے نزدیک اور محبت دیجئے ہمیں شہر کے نیک لوگوں کی ۔ (شمائل نبوی : ۳۵۴)

(۱۰) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب سفر کی ضرورت پوری ہو جائے تو اپنے گھر لوٹ آئے۔ سفر میں بلا ضرورت ٹھیرنا اچھا نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف : ۲/۳۳۹)

(۱۱) دور، دراز کے سفر سے بہت دنوں کے بعد لوٹے تو سنت ہے کہ اچانک گھر میں داخل نہ ہو بلکہ اپنے آنے کی خبر کر دے۔ اور کچھ دیر بعد گھر میں داخل ہو ایسے ہی سفر سے واپسی میں رات میں زیادہ دیر سے گھر آئے تو اسی وقت گھر میں نہ جائے بلکہ بہتر ہے کہ صبح مکان میں جائے۔ البتہ اہل خانہ تمہارے دیر سے آنے سے آگاہ ہوں اور ان کو تمہارا انتظار بھی ہو تو اسی وقت گھر میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں ان مسنون طریقوں پر عمل کرنے سے دین و دنیا کی بھلائی حاصل ہو گی۔ (ترمذی : ۱/۲۰۵) (مشکوٰۃ شریف : ۲/۳۳۹)

(۱۲) خاص کر کے سفر میں کتا اور گھنگرو وغیرہ ایسی کوئی چیز ساتھ میں نہ رکھے۔ (ابوداؤد : ۲/۳۴۶) (مشکوٰۃ شریف : ۲/۳۳۸)

(۱۳) سفر سے لوٹ کر آنے والے کے لئے یہ مسنون ہے کہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے۔ (ابوداؤد : ۲/۳۸۴) (مشکوٰۃ شریف : ۲/۳۳۹)

(۱۴) جب سفر سے واپس آئے تو یہ دعاء پڑھے آئبون تائبون عابدون لِربنا حامدون ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ (ترمذی : ۱۸۲/۲) (ابوداؤد : ۳۵۰/۲) (مشکوٰۃ شریف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۴۰)

سننِ حج کا بیان

(۱)ولِلّٰہ علیٰ الناس حِجُّ البیت من استطاع الیہ سبیلا .ومن کفر فاِنّ اللّٰہ غَنیٌّ عن العَلمین (اٰل عمران ع: ۱۰)

اللہ کے واسطے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے ان لوگوں پر جو اس کی استطاعت رکھتے ہوں۔اور جو نہ مانے تو اللہ کو پرواہ نہیں ہے دنیا بھر کی!.

(۲)الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج (البقرہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حج کی سنتیں

(۱) مفرد آفاقی اور قارن کو طوافِ قدوم کرنا۔(بخاری شریف : ۱/۲۱۲)(ابوداؤد : ۱/۲۶۰)(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۱۹)(معلم الحجاج : ۸۹)

مفرد آفاقی اور قارن کے لئے طواف قدوم کرنا احادیث صحیحہ کی وجہ سے سنتِ مؤکدہ ہے(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۷۴)

(۲) طواف قدوم میں رمل کرنا۔اگر اس میں نہ کیا ہو تو پھر طوافِ زیارت میں یا طواف وداع میں رمل کرنا۔(ترمذی : ۱/۱۷۴)(ابوداؤد : ۱/۲۶۲)(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۱۹)(معلم الحجاج : ۸۹)

(۳) امام کا تین مقام پر خطبہ پڑھنا۔ساتویں ذی الحجہ کو مکۃ المکرّمہ میں اور نویں ذی الحجہ میدان عرفات میں (یعنی مسجد نمرہ میں جمع بین الصلوٰتین سے پہلے) اور گیارہویں کو منیٰ میں۔(ابوداؤد : ۱/۲۶۵-۲۶۹)(نسائی : ۲/۴۲)(ھدایہ مع فتح القدیر : ۲/۳۶۷)(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۲۷)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۷۴)(معلم الحجاج : ۸۹)

(۴) نویں ذی الحجہ کو رات کو منیٰ میں رہنا۔(ترمذی : ۱/۱۷۷)(ابوداؤد : ۱/۲۶۳)(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۱۹)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۷۵)(معلم الحجاج : ۸۹)

(۵) طلوع آفتاب کے بعد نویں ذی الحجہ کو منیٰ سے عرفات کو جانا۔(مسلم : ۱/۴۱۶)(ابوداؤد : ۱/۲۶۳)(نسائی : ۲/۴۳)(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۱۹)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۷۵)(معلم الحجاج : ۸۹)

(۶) عرفات سے امام کے چلنے کے بعد چلنا۔(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۷۵-۱۸۲)(معلم الحجاج : ۸۹)

(۷)مزدلفہ میں عرفات سے واپس ہوتے ہوئے رات کو ٹھیرنا ۔(ابوداؤد : ۱/۲۶۴)(نسائی : ۲/۴۶)(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۱۹)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۷۵)(معلم الحجاج : ۸۹)

(۸)عرفات میں زوال کے بعد غسل کرنا ۔(ھدایہ مع فتح القدیر : ۲/۳۷۴)(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۲۹)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۷۵)(معلم الحجاج : ۹۰)

(۹)ایامِ نحر کی راتوں میں منیٰ میں رہنا ۔(مسلم : ۱/۴۲۳)(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۱۹)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۷۵)(معلم الحجاج : ۹۰)

(۱۰)منیٰ سے واپسی میں محصب میں ٹھیرنا اگرچہ ایک لحظہ ہی ہو۔(بخاری شریف : ۱/۲۲۴)(مسلم : ۱/۴۲۲)(ابوداؤد : ۱/۲۶۵)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۷۵)(معلم الحجاج : ۹۰)

(۱۱) مکہ مکرمہ سے منیٰ کی طرف آٹھویں ذی الحجہ کو فجر کی نماز کے بعد نکلنا تا کہ منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھ سکے۔بحوالہ لباب المناسک (عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۷۵-۶۸۲)

(۱۲)۱۰- ذی الحجہ کو سورج طلوع ہونے سے ذرا پہلے مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ ہونا ۔(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۶۸۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۴۱)

سننِ احرام کا بیان

(۱) حج کے مہینوں میں احرام باندھنا۔ (بخاری شریف : ۱/۲۱۱) (ابوداؤد : ۱/۲۶۸) (عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۱۹) (معلم الحجاج : ۱۰۰)

(۲) اپنے ملک کی میقات سے احرام باندھنا۔ جبکہ اس سے گذرے۔ (بخاری شریف : ۱/۲۰۷) (ترمذی : ۱/۱۰۲) (ابوداؤد : ۱/۲۴۳) (مشکوٰۃ شریف : ۲۲۱) (عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۱۹) (معلم الحجاج : ۱۰۰)

(۳) غسل یا وضوء کرنا لیکن غسل کرنا افضل ہے۔ (بخاری شریف : ۱/۲۴۸) (مسلم : ۱/۳۸۵) (ترمذی : ۱/۱۰۲) (ابوداؤد : ۱/۲۵۵) (بحرالرائق : ۲/۳۲۰) (منحۃ الخالق علی بحرالرائق : ۲/۳۲۰) (فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۲۳) (شرح سفرالسعادت فارسی : ۳۲۸) (عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۱۹) (معلم الحجاج : ۱۰۰)

(۴) چادر اور لنگی استعمال کرنا۔ (بخاری شریف : ۱/۲۰۹) (نسائی : ۲/۸) (فتح القدیر : ۲/۳۳۸) (عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۲۰) (معلم الحجاج : ۱۰۰)

(۵) دو رکعت نفل پڑھنا۔ (ھدایہ مع فتح القدیر : ۲/۳۳۹) (مشکوٰۃ شریف : ۲۲۳) (بحرالرائق : ۲/۳۲۱) (منحۃ الخالق علی بحرالرائق : ۲/۳۲۱) (عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۲۱) (معلم الحجاج : ۱۰۰)

(۶) تلبیہ پڑھنا۔ یعنی جو الفاظ حدیث میں آئے ہیں ان کو کم و بیش کئے بغیر

پڑھنا سنت ہے (بخاری شریف : ۱/۲۱۰) (مسلم : ۱/۳۷۵) (ترمذی : ۱/۱۰۲)(ابوداؤد : ۱/۲۵۲)(نسائی : ۲/۹)(مشکوٰۃ شریف : ۲۲۳)(فتح القدیر : ۲/۳۴۰)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۲۱)(معلم الحجاج : ۱۰۰)

(۷) تلبیہ کو تین مرتبہ پڑھنا۔(بحرالرائق : ۲/۳۲۵)(منحۃ الخالق علی بحرالرائق : ۲/۳۲۲)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۲۱)(معلم الحجاج : ۱۰۰)

(۸) تلبیہ بلند آواز سے پڑھنا۔(بخاری شریف : ۱/۲۱۰)(ترمذی : ۱/۱۰۲)(نسائی : ۲/۱۷)(ابن ماجہ : ۲۱۵)(مشکوٰۃ شریف : ۲۲۳)(فتح القدیر مع الکفایہ : ۲/۳۵۱)(بحرالرائق : ۲/۳۲۵)(منحۃ الخالق علی بحرالرائق : ۲/۳۲۲)(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۲۳)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۲۱)(معلم الحجاج : ۱۰۰)

(۹) احرام کی نیت کرنے سے پہلے خوشبو لگانا۔(بخاری شریف : ۱/۲۰۸)(مسلم : ۱/۳۷۸)(ترمذی : ۱/۱۱۱)(ابوداؤد : ۱/۲۴۴)(نسائی : ۲/۹)(ابن ماجہ : ۲۱۶)(ھدایہ مع فتح القدیر : ۲/ ۳۳۸)(بحرالرائق : ۲/۳۲۱) (فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۲۲)(شرح سفر السعادت فارسی : ۳۲۸)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۲۰)(معلم الحجاج : ۱۰۰)

(۱۰) بوقتِ احرام اگر بیوی ساتھ ہو تو پہلے بیوی سے صحبت کرنا اور پھر غسل کرنا مسنون ہے۔(مشکوٰۃ شریف : ۲۲۶) (فتح القدیر مع الکفایہ : ۲/۳۳۸)(بحرالرائق : ۲/۳۲۰) (فتاویٰ عالمگیری، بحوالہ بحرالرائق : ۱/۲۲۲)(فتاویٰ رحیمیہ : ۱۰/۱۷۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۴۲)

سنن طواف کا بیان

(۱) حجر اسود کا استلام کرنا۔(بخاری شریف : ۲۱۸۱)(نسائی : ۱/۳۶)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۲۲۷)(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۲۵)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۸۱)(معلم الحجاج : ۱۲۸)

(۲) اضطباع کرنا۔ (مسلم : ۱/۴۱۱) (ترمذی : ۱/۱۷۴)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۲۲۸)(ھدایہ مع فتح القدیر : ۲/۳۵۵)(منحۃ الخالق علی بحر الرائق : ۲/۳۲۰)(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۲۵)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۷۹)(معلم الحجاج : ۱۲۸)

(۳) اول کے تین چکروں میں رمل کرنا۔(بخاری شریف : ۱/۲۱۸)(مسلم : ۱/۴۱۱)(ترمذی : ۱/۱۰۵)(نسائی : ۲/۳۷)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۲۲۷)(بحر الرائق : ۲/۳۲۹)(فتاویٰ عالمگیری : ۱/ ۲۲۶)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۷۹)(معلم الحجاج : ۱۲۸)

(۴) باقی چکروں میں رمل نہ کرنا۔ بلکہ اطمنان سے چلنا۔(بخاری شریف : ۱/۲۱۸)(مسلم : ۱/۴۱۱)(ترمذی : ۱/۱۰۵)(نسائی : ۲/۳۷)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۲۲۷)(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۲۶)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۸۰)(معلم الحجاج : ۱۲۸)

(۵) سعی اور طواف کے درمیان استلام کرنا۔(یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو طواف کے بعد سعی کرے)(بخاری شریف : ۱/۲۲۳)(ترمذی : ۱/۱۰۵)(نسائی : ۲/۴۰)(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۲۶)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۸۲)(معلم الحجاج : ۱۲۸)

(۶) حجر اسود کے مقابل کھڑے ہو کر تکبیر کے وقت دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے اٹھانا ۔(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۲۵)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۸۱)(معلم الحجاج : ۱۲۸)

(۷) حجرِ اسود سے طواف کی ابتداء کرنا۔(یہ اکثر کے نزدیک سنت ہے اور بعض کے نزدیک واجب ہے)(بخاری شریف : ۱/۲۱۸)(مسلم : ۱/۴۱۱)(ترمذی : ۱/۱۰۵)(نسائی : ۲/۳۸)(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۲۵)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۸۲)(معلم الحجاج : ۱۲۸)(بحر الرائق : ۲/۳۲۸)

صاحب بحر الرائق نے صاحب بحر محیط کے حوالے سے حجر اسود سے طواف کی ابتداء کو سنت مؤکدہ فرمایا ہے)

(۸) طواف کی ابتداء میں حجرِ اسود کی طرف منہ کرنا۔(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۲۵)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۸۰)(معلم الحجاج : ۱۲۸)

(۹) تمام چکر پے در پے کرنا۔(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۸۲)(معلم الحجاج : ۱۲۸)

(۱۰) بدن اور کپڑوں کا نجاستِ حقیقیہ سے پاک ہونا۔ یہ سنت مؤکدہ ہے۔(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۸۳)(معلم الحجاج : ۱۲۸)

(۱۱) حجرِ اسود کے استلام پر طواف کو ختم کرنا سنت ہے۔(بحر الرائق : ۲/۳۳۱)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۸۱)

(۱۲) حجر اسود کے سامنے تکبیر کہنا مطلقاً سنت ہے۔یعنی شروع میں بھی اور ہر چکر میں جب حجر اسود کے سامنے آئے تو تکبیر کہنا سنت ہے۔(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۸۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۴۳)

سننِ سعی کا بیان

(۱) حجر اسود کا استلام کر کے سعی کے لئے مسجد سے نکلنا۔(ترمذی : ۱/۱۰۵)(بحرالرائق : ۲/۳۳۳)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۲۰۳)(معلم الحجاج : ۱۴۸)

(۲) طواف کے بعد فوراً سعی کرنا۔(ترمذی : ۱/۱۰۵)(بحرالرائق : ۲/۳۳۲)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۶۸۵)(معلم الحجاج : ۱۴۸)

(۳) صفا اور مروہ پر چڑھنا۔(بحرالرائق : ۲/۳۲۲)(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۲۶)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۶۸۵)(معلم الحجاج : ۱۴۸)

(۴) صفا اور مروہ پر چڑھ کر قبلہ رو ہونا۔(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۲۶)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۶۸۵)(معلم الحجاج : ۱۴۸)

(۵) سعی کے پھیروں کو پے در پے کرنا۔(ترمذی : ۱/۱۰۵)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۲۰۴)(معلم الحجاج : ۱۴۸)

(۶) جنابت اور حیض سے پاک ہونا۔(ترمذی : ۱/۱۱۹)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۲۰۴)(معلم الحجاج : ۱۴۸)

(۷) سعی کا ایسے معتد بہ طواف کے بعد ہونا کہ جو پاکی کی حالت میں کیا ہو۔ کپڑوں اور بدن اور طواف کی جگہ پر بھی نجاست نہ ہو۔ اور باوضوء بھی کیا ہو۔(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج :

۲۰۴)(معلم الحجاج : ۱۴۸)

(۸)میلین اخضرین کے درمیان دوڑ نا (یعنی تیز چلنا)(فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۲۶)
(عمدۃ الفقہ ،کتاب الحج : ۶۸۵)(معلم الحجاج : ۱۲۸)

(۹)ستر کے چھپانے میں بہت اہتمام کرنا (نوٹ ستر عورت ہر حال میں فرض ہے لیکن سعی کے درمیان ستر چھپانے کا اہتمام کرنا سنت ہے۔(عمدۃ الفقہ ،کتاب الحج : ۶۸۵)(معلم الحجاج : ۱۴۸)

(۱۰)سعی کی نیت کرنا سنت ہے۔(عمدۃ الفقہ ،کتاب الحج : ۲۰۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۴۴)

سننِ وقوفِ عرفات کا بیان

وقوف میں چند چیزیں مسنون ہیں

(۱) وقوف کے لئے غسل کرنا۔ (فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۲۹) (عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۶۸۶) (معلم الحجاج : ۱۶۱)

(۲) امام کو زوال کے بعد مسجد نمرہ میں دونوں نمازوں سے پہلے دو خطبے پڑھنا۔ (فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۲۹) (عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۶۸۶) (معلم الحجاج : ۱۶۱)

(۳) دونوں نمازوں کو جمع کے شرائط کے ساتھ جمع کرنا۔ (فتاویٰ عالمگیری : ۱/۲۲۹) (عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۶۸۶) (معلم الحجاج : ۱۶۱)

(۴) نماز کے بعد فوراً وقوف کرنا۔ (عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۲۱۴) (معلم الحجاج : ۱۶۱)

(۵) عرفات سے امام کے ساتھ چلنا۔ امام سے پہلے روانہ نہ ہونا۔ (عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۲۱۴) (معلم الحجاج : ۱۶۱)

(۶) محصب میں تھوڑی دیر اُترنا یا ٹھیرنا سنت ہے اس کو ترک کرنا بُرا ہے۔ (بخاری شریف : ۱/۲۲۴) (مسلم : ۱/۴۲۲) (معلم الحجاج : ۱۸۸)

(۷) عرفات میں یہ امور سنت ہے (۱) دعاء کی کثرت (۲) تکبیر کی کثرت (۳) کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی کثرت (۴) تلبیہ کثرت سے پڑھنا (۵) استغفار کثرت سے کرنا (۶) قرآن کی

تلاوت کثرت سے کرے (۷) درود شریف کثرت سے پڑھے (۸) ہر گناہ اور غلط کام اور غلط بات چیت وغیرہ سے بچے (۹) قلبی ندامت کے ساتھ الفاظ توبہ کی کثرت کرے (۱۰) دعاء تکبیر تہلیل تلبیہ استغفار ان تمام اذکار کے ساتھ کثرت سے روئے اور اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگے۔ (بحرالرائق : ۳۴۰/۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۴۵)

سننِ وقوفِ مزدلفہ کا بیان

(۱) دسویں ذی الحجہ (عیدالاضحیٰ) کی رات صبح تک مزدلفہ میں گذارنا ہمارے نزدیک سنت مؤکدہ ہے (عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۲۳۱)

(۲) وقوف مزدلفہ کو صبح صادق طلوع ہونے سے شروع کر کے خوب اچھی طرح اجالا ہونے تک یعنی طلوع آفتاب کے قریب تک دراز کرنا (عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۲۳۱، بحوالہ لباب المناسک)

(۳) مزدلفہ سے امام کے ساتھ طلوع آفتاب سے ذرا پہلے منیٰ کی طرف روانہ ہونا۔ (عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۲۳۱، بحوالہ لباب المناسک)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب(۴۶)

سننِ رمی کا بیان

(۱)رمی سیدھے ہاتھ سے کرنا مسنون ہے۔(فتاویٰ رحیمیہ : ۲۲۹/۵)(معلم الحجاج : ۱۷۱)

(۲) گیارہویں بارہویں کو رمی کا وقت زوال کے وقت سے شروع ہوتا ہے اس سے پہلے رمی جائز نہیں ۔اورزوال سے غروب تک وقتِ مسنون ہے۔(بخاری شریف : ۲۳۵/۱) (مسلم : ۴۲۰/۱)(عمدۃ الفقہ ،کتاب الحج : ۲۳۳)(معلم الحجاج : ۱۸۲)

(۳) تیرہویں کی رمی کا وقت صبح صادق سے غروب تک ہے لیکن زوال سے پہلے وقتِ مکروہ ہے۔زوال کے بعد میں وقتِ مسنون ہے۔(عمدۃ الفقہ ،کتاب الحج : ۲۳۳)(معلم الحجاج : ۱۸۳)

(۴) گیارہویں بارہویں تیرہویں کو تینوں جمرات کی رمی ترتیب وار کرنا مسنون ہے اگر جمرۂ وسطیٰ یا جمرۂ اخریٰ کی رمی پہلے کی اور اول کی بعد میں تو وسطیٰ اور اخریٰ کی رمی پھر کرے تا کہ ترتیب سنت کے مطابق ہو جائے ۔(ابوداؤد : ۲۷۱/۱)(فتاویٰ عالمگیری : ۲۱۹/۱،بحوالہ بحرالرائق)(عمدۃ الفقہ ،کتاب الحج : ۲۴۱)(معلم الحجاج : ۱۸۳)

(۵) رمی میں کنکریاں پے در پے مارنا مسنون ہے کنکری مارنے میں تاخیر اور فاصلہ مکروہ ہے اسی طرح ایک جمرہ کی رمی کے بعد دوسرے جمرہ کی رمی میں دعاء کے علاوہ تاخیر کرنا

مکروہ ہے۔(ابوداؤد)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۲۴۱،بحوالہ لباب المناسک)(معلم الحجاج : ۱۸۳)

(٦)دسویں تاریخ کو رمی کا مسنون وقت سورج نکلنے سے زوال تک ہے زوال سے غروب تک مباح ہے غروب کے بعد مکروہ وقت ہے۔اور دسویں کو صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے بھی مکروہ ہے ۔البتہ عورت اور مریض اور کمزور لوگ ہجوم کے خوف سے سویرے اگر کرلیں تو ان کے لئے مکروہ نہیں۔(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۲۳۲/ ٦٨٧)(معلم الحجاج : ۱۷۰)

(۷)رمی کی راتوں میں منیٰ میں رہنا سنت ہے۔(ابوداؤد : ۱/۲۷۰)(بحرالرائق : ۲/۳۳۵)(معلم الحجاج : ۱۸۰)

(۸)رمی کے بعد دسویں تاریخ کو طواف زیارت کر کے اس دن ظہر کی نماز مکہ مکرمہ میں یعنی حرم میں پڑھنا سنت ہے۔بعض لوگ منیٰ میں سنت کہتے ہیں۔(مسلم : ۱/۴۲۲)(معلم الحجاج : ۱۸۱)

(۹)ہر کنکری کے پھینکتے وقت تکبیر کہنا سنت ہے یا بسم اللہ اللہ اکبر کہے(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۲۴۴)

(۱۰)جمرہ سے پانچ ہاتھ یا اس سے زیادہ فاصلہ پر کھڑا ہو کر رمی کرنا سنت ہے۔اس سے کم فاصلہ سے رمی کرنا مکروہ ہے۔(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۲۴۴،بحوالہ لباب المناسک)

(۱۱)جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کی رمی کے بعد دعاء وتحمید وتکبیر وتہلیل وغیرہ کے لئے قبلہ کی طرف منھ کر کے کھڑا ہونا ہر روز کی رمی کے لئے سنت ہے۔اور جمرۂ عقبہ پر کسی دن بھی رمی کے بعد دعاء کے لئے نہ ٹھیرے۔(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۲۴۴)

(۱۲)حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر سے پاکی کے حالت میں رمی کرنا سنت ہے۔(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۲۴۵)

بسم اللہ الرحمن الرحی

باب (۴۷)

تلبیہ کے سنتوں کا بیان

(۱) عن خلّاد ابن السائب عن ابیه قال قال رسول الله ﷺ اتانی جبرئیل فَاَمَرَنی اَن اٰمُرَ اصحابی ان یرفعوا اصواتهم بالاهلالِ او التلبیة (رواه مالك والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجه والدارمی)

ترجمہ:-خلّاد ابن سائب تابعی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے حکم پہونچایا کہ میں اپنے ساتھیوں کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں (معارف الحدیث)

تلبیہ کے سنتیں

(۱) تلبیہ کے خاص الفاظ جو حدیث سے ثابت ہے وہی پڑھنا مسنون ہے۔ تلبیہ کے الفاظ یہ ہے۔ لبيك اللّٰهم لبيك لبيك لاشريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لاشريك لك (بخاری شریف : ۱/۲۱۰)(مسلم : ۱/۳۷۵)(ترمذی : ۱/۱٦۹)(ابوداؤد : ۱/۲۵۲)(نسائی : ۲/۱۷)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۲۲۳)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۳۰)(معلم الحجاج : ۱۰۲)

(۲) تلبیہ کی تکرار یعنی تلبیہ بار بار پڑھتے رہنا سنت ہے۔(نسائی : ۲/۴۸)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۲۲۳)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۳۱)(معلم الحجاج : ۱۰۳)

(۳) مرد کے لئے تلبیہ میں آواز بلند کرنا مسنون ہے۔ لیکن اتنی زیادہ بلند نہیں کہ جس کی وجہ سے اپنے آپ کو یا نمازیوں کو اور سونے والوں کو تکلیف ہو۔(ترمذی : ۱/۱۷۱)(نسائی : ۲/۱۷)(مشکوٰۃ شریف : ۱/۲۲۳)(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۱۳۳)(معلم الحجاج : ۱۰۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۴۸)

حلق کی سنتوں کا بیان
(یعنی سر منڈانے کی سنتیں)

(۱) تمام سر کے بال منڈانا یا کتروانا سنت ہے۔(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۲۵۰، بحوالہ لباب المناسک)

(۲) مردوں کے لئے سر کا حلق کرانا (یعنی استرے سے منڈانا) سنت ہے اور قصر کرانا (یعنی کتروانا مباح ہے)۔اور عورتوں کے لئے حلق کرانا جائز نہیں ہے قصر کرنا واجب ہے۔(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۲۵۰)

(۳) حلق اور قصر کراتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنا سنت ہے۔(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۲۵۰، بحوالہ لباب المناسک)

(۴) محلوق (یعنی سر منڈانے والے کے دائیں جانب سے سر منڈانے کی ابتداء کرنا سنت ہے۔(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج : ۲۵۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۴۹)

ہدی کے جانور کو ذبح کرنے کی سنتوں کا بیان

(۱) اونٹ کو نحر کرنا سنت ہے۔ (عمدۃ الفقہ، کتاب الحج: ۶۵۳، بحوالہ لباب المناسک)

(۲) گائے بکری اور اس قسم کے دوسرے جانوروں کو ذبح کرنا سنت ہے (عمدۃ الفقہ، کتاب الحج: ۶۵۳)

(۳) اونٹ کو نحر کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اس کو کھڑا کر کے اس کا بایاں پاؤں باندھ دیا جائے اور پھر اس کی گردن پر برچھی ماری جائے یہ مسنون ہے۔ (عمدۃ الفقہ، کتاب الحج: ۶۵۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۵۰)

عمرہ اور اُس کی سنتوں کا بیان

(۱) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ العُمرۃ الیٰ العمرۃ کفّارۃ لمابینھما والحج المبرور لیس لہ جزاء الاالجنۃ (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا- ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک کفارہ ہوجاتا ہے ان کے درمیان کے گناہوں کا اور حج مبرور (پاک اور مخلصانہ حج) کا بدلہ تو بس جنت ہے (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

عمرہ اور اُس کی سنتیں

(۱) عمرہ تمام عمر میں ایک مرتبہ بشرطِ استطاعت وقدرت سنتِ مؤکدہ ہے۔(ترمذی : ۱/۱۸۶)(ابوداؤد : ۱/۲۵۲)(بذل المجہود : ۳/۱۸۴)(معلم الحجاج : ۲۰۳)

(۲) عمرہ کی سنتیں وہی ہیں جو سعی سے فارغ ہونے تک حج کی ہیں یعنی احرام کی ۹ سنتیں طواف کی ۱۰ سنتیں سعی کی ۱۰ سنتیں حلق کی چار ۴ سنتیں۔اس طرح یہ کل ۳۳ سنتیں ہوتی ہیں حج کی سنتوں میں ذکر کی گئی ہے اس لئے دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے.

استدراک

کھانے کی ابتداء اور انتہاء نمک پر کرنا سنت ہے۔لیکن تحقیق سے معلوم ہوا کہ جس روایت سے اس کی سنیت ثابت ہے وہ موضوع ہے کئی محدثین نے بھی اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا ہے اس لئے اس ایڈیشن سے کھانے کی سنتوں میں اس کو درج نہیں کیا گیا ہے.

فقط:...... محمد اکرام الدین

تعارف کتب

رسول اللہ ﷺ کی پیاری ادائیں اِس کتاب میں ماں کی گود سے لیکر قبر میں داخل کرنے تک سب سنتوں کو جمع کرنے کی سعی کی گئی۔اس کی پہلی جلد میں ۱۵۵ سنتیں درج ہیں جو بچے کی پیدائش سے لیکر جوانی کی عمر تک کے امور پر مشتمل ہے بچے کی تحنیک سے لیکر حج تک کی اکثر سنتیں جلد اول میں درج کردی گئی ہیں اور جلد ثانی حج کے بعد سے موت تک اور موت سے قبر تک کی سنتوں پر مشتمل ہے۔نیز اخیر میں صحابۂ کرامؓ سے لیکر سلف صالحین تک کے سنتوں پر عمل کرنے والوں کے واقعات درج کیئے گئے ہیں تا کہ اتباع سنت کے واقعات پڑھکر ہمارے اندر اتباع سنت کا جذبہ پیدا ہوکر ہم سنت پر عمل کرنے والے ہوجائیں.

خلاصۂ تصوف جلد اول جلد ثانی خلاصۂ تصوف کی جلد اول حضرت اقدس مرشدی مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کے مواعظ،ملفوظات اور فتاویٰ جو تصوف سے متعلق تھے ان کو یکجا کردیا گیا تھا یہ مجموعہ حضرتؒ کی حیات میں طبع ہو چکا تھا حضرتؒ نے ہی اِس کا نام خلاصۂ تصوف تجویز فرمایا تھا جلد ثانی بھی کچھ عرصہ پہلے مکمل ہوچکی تھی یہ مکمل کتاب دو جزء میں ہے جس میں تصوف کے وہ جواہر پارے موجود ہیں جو حضرت مفتی محمود حسن صاحبؒ نے اپنی پوری زندگی میں مختلف اوقات ومجالس میں ارشاد فرمائے ہیں یا فتاویٰ میں تحریر فرمائے ہیں۔متلاشیانِ معرفتِ الٰہی کیلیئے سالکانِ راہِ طریقت وشریعت کیلیئے خضرِ راہ اور قطب نما سے کم نہیں.

اسلام کے فرائض اور واجبات اس کتاب میں اسلام کے مکمل فرائض اور واجبات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔تقریباً فرائض ۱۹۷ اور ۲۵۷ واجبات احاطۂ تحریر میں لائے گئے ہیں۔نیز ارکانِ اربعہ: نماز،روزہ،زکوٰۃ،حج کے فرائض کے بیان کے بعد ہر رکن سے متعلق مختصر

ومعتبر ومستند با حوالہ ۴۰/ احادیث کے ذکر کا بھی اہتمام کیا گیا ہے تا کہ مدارس عربیہ ومکاتیب اسلامیہ کے طلباء کو وہ احادیثِ مبارکہ یاد کرائی جائیں.

اسلام کے مستحبات وآداب اِس کتاب میں اسلام کے مکمل مستحبات وآداب کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور مدلل ومفصل معتبر حوالوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے.

اسلام کے مکروہات اِس کتاب میں بھی اسلام کے مکمل مکروہات کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہر مکروہ کے ساتھ تحریمی اور تنزیہی کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ اور ہر ایک مکروہ کو معتبر حوالوں کے ساتھ مدلل ومفصل تحریر کیا گیا ہے.

تاثیرِ ذکر اور ذکر کے ۳۷ فوائد اِس مختصر سے کتابچہ میں حضرت مفتی محمود حسن صاحبؒ کا تاثیرِ ذکر پر بے حد مؤثر بیان تحریر کیا گیا ہے اور حضرت مولانا شیخ زکریاؒ کے فضائل ذکر سے ذکر کے ۳۷ فوائد نقل کئے گئے ہیں تا کہ سالکینِ طریقت کے قلوب میں ذکر کی اہمیت جاگزیں ہو جائے اور آخر میں حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ کے اشعارِ شوقیہ ذکر کے متعلق ملحق کئے گئے تا کہ عشقِ الٰہی کی آگ قلوب میں تیز ہو کر راہِ سلوک جلد طے ہو جائے اور منزلِ مقصود تک پہنچ جائے.

آدابِ مریدین اِس کتابچہ میں مریدین ومنتسبین کے لئے ضروری ہدایات درج کی گئی ہے جن کو پڑھ کر صراطِ مستقیم تک آدمی پہنچ سکتا ہے اور گمراہی سے بچ سکتا ہے.

ماٰخذ و مراجع

اسمائے کتب	اسماء مصنفین	ولادت	وفات
القرآن الکریم	....	......	......
معارف القرآن	حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ	......	......
بخاری شریف	محمد بن اسماعیل بخاریؒ	۱۹۴	۲۵۶
مسلم شریف	مسلم بن حجاج قشیریؒ	۲۰۶	۲۶۱
ترمذی شریف	ابوعیسی ترمذیؒ	۲۰۹	۲۷۹
شمائل ترمذی	ابوعیسی ترمذیؒ	۲۰۹	۲۷۹
ابوداؤد شریف	ابوداؤد سلیمان بن اشعث	۲۰۲	۲۷۵
نسائی شریف	احمد بن علی بن شعیب	۲۱۵	۳۰۳
ابن ماجہ	ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ	۲۰۹	۲۷۳
مؤطا امام مالکؒ		......	......
مؤطا امام محمدؒ		......	......
مشکوٰۃ شریف	ابوعبداللہ محمد بن عبیداللہ	......	۷۳۷، ۷۴۸، ۷۴۰
مرقات	ملاعلی قاریؒ	......	۱۰۱۴
مظاہر حق	نواب قطب الدینؒ	۱۲۱۹	۱۲۸۹
بذل المجہود	شیخ خلیل احمد سہارنپوری	۱۲۶۹	۱۲۸۹
اوجز المسالک	شیخ زکریا کاندھلویؒ	۱۳۱۵	۱۴۰۲

شامی	محمد بن عابدین الشامی	۱۱۹۸	۱۲۵۲
بدائع الصنائع	ابوبکر مسعود کاسانیؒ	……	۵۸۷
فتاویٰ عالمگیری	عالمگیر کے حکم سے علماء کی ایک جماعت نے مرتب کیا	۱۱۱۸ھ	……
الجوھرۃ النیر ہ	ابوبکر بن علی الحدادی	……	۸۰۰
طحطاوی	احمد بن طحطاوی	……	۱۲۳۱
مراقی الفلاح	حسن بن عمار شرنبلالیؒ	۹۹۴	۱۰۶۹
نورالایضاح	حسن بن عمار شرنبلالیؒ	۹۹۴	۱۰۶۹
ھدایہ	برہان الدین علی بن ابوبکر مرغینانیؒ	۵۱۱	۵۹۳
فتح القدیر	حافظ ابن ہمامؒ	۷۹۰	۸۶۱
فتاویٰ محمودیہ	حضرت مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ	۱۳۲۵	۱۴۱۷
فتاویٰ رحیمیہ	مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ	……	……
فتاویٰ رشیدیہ	مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	۱۲۴۴	۱۳۲۳
امدادالفتاویٰ	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	۱۲۸۰	۱۳۶۲
حصن حصین	علامہ جزریؒ	۷۵۱	۸۳۳
عمل الیوم واللیلہ لابن سنی	ابوبکر بن احمد بن محمدؒ	۲۸۰	۳۶۴
عمل الیوم واللیلہ للنسائی	احمد بن علی بن شعیبؒ	۲۱۵	۳۰۳
الاذکار للنووی	یحیٰی بن شرف النوویؒ	۶۳۱	۶۷۶
بہشتی زیور	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	۱۲۸۰	۱۳۶۲

معلم الحجاج	مفتی سعید احمد صاحبؒ	......	......
علم الفقہ	مولانا عبد الشکور لکھنویؒ	......	......
بحر الرائق	علامہ ابن نجیم مصریؒ	۹۲۶	۹۷۰
شرح سفر السعادت	شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ	۹۵۸	۱۰۵۲
مدارج النبوت	شیخ عبد الحق محدث دھلویؒ	۹۵۸	۱۰۵۲
کبیری	علامہ ابراہیم حلبیؒ	......	۹۵۶
معارف الحدیث	مولانا منظور نعمانیؒ	......	......
منحۃ الخالق	محمد بن عابدین الشامیؒ	۱۱۹۸	۱۲۵۲
ڈاڑھی اور انبیاء کی سنتیں	مفتی سعید احمد پالنپوری	......	......
زاد المعاد	حافظ ابن قیمؒ	۶۹۱	۷۵۱
تربیت اولاد کا اسلامی نظام	مولانا قمر الزماں صاحبؒ	۱۲۸۰	۱۳۶۲
فضائل نماز	شیخ زکریا کاندھلویؒ	۱۳۱۵	۱۴۰۲
اسوۂ رسولِ اکرم ﷺ	ڈاکٹر عبد الحی لکھنویؒ	......	......
تحفۃ الباری	مولانا ابراہیم صاحب کوکنی مدظلہ	......	......
عمدۃ الفقہ	مولانا زوّار حسین صاحبؒ	......	......
حصن المسلم	سعید احمد بن علی القحطانی	......	......
گلزارِ سنت	مولانا محمد میاں صاحبؒ	......	......
رسول اللہ ﷺ کی سنتیں	مولانا حکیم اختر صاحب دام ظلہ	......	حیات

اذکارِ ماثورہ	مولانا ایوب بھٹکلی صاحب مدظلہ	......	......
اسلامی شادی	حضرت تھانویؒ	......	......
مکتوبات امام ربانی	حضرت مجدد الف ثانیؒ	......	......
دافع السہو والغفلہ	حضرت مفتی فاروق صاحب مدظلہ	......	......
سنتوں کی خوشبو		......	......
اطاعت رسول	حضرت مولانا یوسف متالا	......	......
شمائل نبوی ﷺ	شیخ زکریا کاندھلویؒ	......	......
خصائل نبوی ﷺ		......	......
درمختار مع الشامی	علاؤالدین حصکفیؒ	......	......
عمدۃ الرعایہ	مولانا عبدالحی لکھنویؒ	......	......
ذخیرۃ العقبیٰ		......	......
مجالس ابرار	مرتب:۔ حکیم اختر صاحب	......	......

مؤلف کی دیگر تصانیف

۱	اسلام کے فرائض و واجبات	......	مطبوعہ
۲	رسول اللہ ﷺ کی پیاری سنتیں	اول	مطبوعہ
۳	رسول اللہ ﷺ کی پیاری سنتیں	دوم	مطبوعہ
۴	رسول اللہ ﷺ کی پیاری سنتیں	سوم	مطبوعہ
۵	مختصر رسول اللہ ﷺ کی پیاری سنتیں	اول	مطبوعہ
۶	اسلام کے مستحبات و آداب	......	زیرِ طبع
۷	اسلام کے مکروہات	......	زیرِ طبع
۸	حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے	اول	مطبوعہ
۹	حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے	دوم	زیرِ طبع
۱۰	حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے	سوم	زیرِ طبع
۱۱	تاثیر ذکر اور ذکر کے ۳۷؍فوائد	......	مطبوعہ
۱۲	آدابِ مریدین	......	زیرِ طبع
۱۳	ارکان خمسہ اور اس کے متعلق دو سو معتبر احادیث	......	زیرِ طبع
۱۴	احب الاعمال الی اللہ والی رسولہ	......	زیرِ طبع
۱۵	خلاصۂ تصوف	......	مطبوعہ
۱۶	رسول اللہ ﷺ کی پیاری سنتیں (شافعی)	اول	مطبوعہ

۱۷	روح القرآن (فی تفسیر آیات الاحکام)	اول	مطبوعہ
۱۸	روح القرآن (فی تفسیر آیات الاحکام)	دوم	زیر طبع
۱۹	روح القرآن (فی تفسیر آیات الاحکام)	سوم	زیر طبع
۲۰	ذکر کی تاثیر	......	مطبوعہ
۲۱	احب الاعمال الی اللہ والی رسولہ	......	زیر طبع

مؤلف سے رابطے کے لئے پتہ

HAZRAT MAULANA MUFTI IKRAAMUDDEEN SAHIB (D.B)

Dahela State, Ashrafeeya Apartment,Block .No.2 " Rander ",
Distt : Surat,(G.J)India , pin : 395005.

E - Mail : shaikhikramuddin111@ gmail.com

Mo.+91-9898378997.9898525130

-:ناشر:-

مکتبۂ فیض فقیہ الامت

MAKTABA-E-FAIZ-E-FAQEEHUL UMMAT

Dahela State, Ashrafeeya Apartment,Block .No.2 " Rander ",

Distt : Surat,(G.J)India , pin : 395005.